رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم

اسلامی فقہ اکیڈمی، مکہ مکرمہ

کے

فقہی فیصلے

IFA PUBLICATIONS

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم

اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے

فقہی فیصلے

سمینار: ۱ــــ۱۸

فیصلے: ۱ــــ۱۰۹

۱۳۹۸ھ - ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۹۷۷-۲۰۰۶ء

ایفا پبلی کیشنز

نام کتاب : مکہ فقہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے

تقدیم ونظر ثانی : حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

ترجمہ : ڈاکٹر مفتی فہیم اختر ندوی

کمپوزنگ : محمد سیف اللہ

تعداد صفحات : ۵۰۴

قیمت :
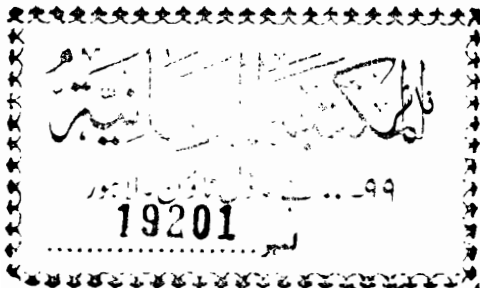
ایفا پبلیکیشنز
۱۶۱-ایف، جوگابائی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۷۴۶،
جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

ای میل: ifapublications@hotmail.com

فہرست

چھٹے سمینار کے فیصلے ۱۵۱-۱۶۶

دسویں سمینار کے فیصلے ۲۶۱-۳۰۲

اٹھارہویں سمینار کے فیصلے ۴۶۹-۴۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے جب اس کائنات میں انسانوں کی بستی بسانی چاہی اور وہاں پہلے انسان حضرت آدم کو بھیجا تو انسان کی مادی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی غذا کا انتظام بھی فرمایا۔ انسان اس دنیا میں کس طرح زندگی گذارے؟ کون سے کام کرے؟ اور کن کاموں سے بچے؟ اس کا مقصد وجود کیا ہے؟ اور اس مقصد کو پانے کے لئے اسے کیا کچھ کرنا ہے؟ اس کی بھی رہنمائی فرمائی، اسی رہنمائی کا نام قرآن کی زبان میں ''ہدایت'' اور ''دین حق'' ہے۔ انسان کو ہدایت سے ہمکنار کرنے کے لئے اللہ نے اپنی کتابیں بھی اتاریں اور رسولوں کو بھی مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم جیسے پہلے انسان تھے ویسے ہی پہلے نبی بھی تھے۔ جب انسانی تمدن نمو وارتقاء کے اوج کمال کو پہنچ گیا تو کتاب ہدایت کا آخری اور مکمل ایڈیشن قرآن مجید کی صورت میں خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا اور آپ نے اپنے قول وعمل کے ذریعہ اس کی تفسیر وتوضیح فرمائی۔

لیکن چونکہ پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم نبوت کا تاج گہر بار پہنایا گیا اور ادھر قیامت تک کے لئے آپ کے فیض نبوت کو جاری وساری اور باقی بھی رکھنا تھا اس لئے اس کار نبوت کی انجام دہی کی ذمہ داری آپ کی امت پر ڈالی گئی جو اس امت کے حق میں اپنی جگہ یقیناً ایک بڑے اعزاز وشرف کی بات ہے، کیونکہ پہلی امتوں میں ایک پیغمبر کی زندگی ہی میں یا اس کے بعد جلد ہی دوسرے پیغمبر کی بعثت ہو جاتی تھی، جو مسائل پیش آتے پیغمبر اسے خود حل فرماتے،

اگر دین سے فکری انحراف پیدا ہوتا تو وہی اس کی اصلاح کرتے، لیکن اس امت میں یہ کام علماء امت کو سونپا گیا اور انہیں اجتہاد وتجدید کے مقام پر فائز کیا گیا کہ جو نئے مسائل پیش آئیں، علماء ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے اور ہر عہد میں جو منحرفین پیدا ہوں، ان کے باطل افکار کے رد کے لئے مجددین امت کھڑے ہوں گے اور یہ کام صلاحیت واستعداد کے لحاظ سے انفرادی طور پر بھی انجام پائے گا اور اجتماعی طور پر بھی۔ یہ اس امت کے لئے وجہ اعزاز بھی ہے اور اس میں اس کی ذمہ داری اور فرائض کی طرف توجہ دہانی بھی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید اور حدیث نبوی میں زندگی کے بعض مسائل کے بارے میں جزوی تفصیلات بھی موجود ہیں اور بعض مسائل خاص کر معاملات کے بارے میں زیادہ تر اصول وقواعد کی رہنمائی پر اکتفا کیا گیا ہے تاکہ ہر عہد کی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق ان کی تطبیق میں سہولت ہو، اسی لئے ہر دور میں ایسے واقعات بھی پیش آتے رہے ہیں جن کے بارے میں صریح حکم قرآن وحدیث میں نہیں ملتا، فقہاء اسی کو کہتے ہیں کہ نصوص قابل شمار ہیں اور پیش آمدہ واقعات بے شمار: ''النصوص معدودة والحوادث ممدودة''۔

اس پس منظر میں ہر دور میں اس عہد کے علماء وفقہاء نے ان مسائل پر غور وفکر کیا ہے اور احکام شرعیہ کی رہنمائی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے: ''ید اللہ علی الجماعة'' اسی لئے قرن اول کے بعض فقہاء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ انہوں نے شخصی اجتہاد اور ذاتی غور وفکر کے بجائے اجتماعی غور وفکر کو ترجیح دی ہے، اس سلسلہ میں ہمارے لئے سب سے روشن نمونہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر خیر القرون میں امام اعظم ابوحنیفہؒ اور مدینہ کے فقہاء سبعہ کی مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے مسائل فقہیہ پر اجتماعی غور

وفکر کے طریقہ کو مزید منظّم ومنضبط فرمایا۔

موجودہ دور تیز رفتار سیاسی تبدیلیوں، معاشی انقلابات اور وسائل وذرائع کی ایجادات کا ہے، اس لئے اس عہد میں مسائل بھی زیادہ پیش آتے ہیں، چنانچہ ماضی قریب میں مختلف اسلامی ممالک میں اس مقصد کے لئے فقہ اکیڈمیوں کا قیام عمل میں آیا، نئے مسائل کو حل کرنے میں ان کی خدمات بہت ہی عظیم الشان اور قابل تحسین ہیں، اس سلسلہ کی ایک کڑی اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) بھی ہے، جس کی بنیاد فقیہ العصر حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے رکھی اور جواب تک ۷۰ سے زائد مسائل پر سولہ سمینار منعقد کر چکی ہے، حضرت قاضی صاحبؒ علوم اسلامی کے غواص بھی تھے اور اپنے عہد اور زمانہ کے رمز شناس بھی، ایک طرف کتاب وسنت پر گہری نظر کے حامل تھے اور دوسری طرف فقہاء امت کے اجتہادات کا وسیع مطالعہ بھی تھا، اس امتزاج نے ان کو مسائل فقہیہ کے باب میں عدل واعتدال کا صحیح نمونہ بنا دیا تھا، ان کی آراء نصوص کے منشاء کے مطابق بھی ہوتیں اور ساتھ ہی ساتھ امت کی ضروریات اور اس کے مسائل کے لئے بھی غور وفکر کرتے، اس لئے وہ واقعی ''فقیہ النفس'' کہلانے کے مستحق تھے۔

۴ / اپریل ۲۰۰۲ء ملت اسلامیہ ہند کے لئے ایک غم انگیز تاریخ ہے، جس میں حضرت قاضی صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے، لیکن ان کے اخلاص، سوز دروں اور طلب صادق کا اثر ہے کہ ان کا لگایا ہوا یہ پودا آج بھی نشو ونما کے مرحلے طے کر رہا ہے اور ان کا مرتب کیا ہوا یہ قافلۂ علم وفقہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

اس وقت اکیڈمی کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دار العلوم وقف دیوبند اور حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب امیر شریعت بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کی سرپرستی حاصل ہے، بزرگ عالم دین اور ہندوستان کی سب

سے بڑی دینی دانش گاہ دارالعلوم دیوبند کے سینئر مفتی حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی اس وقت ہمارے میر کارواں ہیں، اکیڈمی کے نائبین صدر حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، حضرت مولانا مفتی اشرف علی سعودی اور معروف محقق حضرت مولانا بدرالحسن قاسمی جیسے اہل علم اور اصحاب فکر کی نگرانی میں یہ قافلہ آگے بڑھ رہا ہے۔ ممتاز اصحاب تحقیق اور اصحاب قلم حضرت مولانا عتیق احمد بستوی اور حضرت مولانا عبیداللہ اسعدی کی رفاقت اس سفر کے لئے زادِ سفر کی حیثیت رکھتی ہے، ان حضرات کے علاوہ اکیڈمی کو حضرت مولانا محمد نعمت اللہ اعظمی (استاذ دارالعلوم دیوبند)، ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب، حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، حضرت مولانا محمد زبیر قاسمی، حضرت مولانا قاضی عبدالاحد ازہری، حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحی، حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری اور حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب کی خصوصی رفاقت حاصل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صواب وسداد پر قائم رکھے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اکیڈمی نے سمیناروں کے ذریعہ نئے مسائل کو حل کرنے کی اجتماعی کوششوں کے ساتھ ساتھ ان سمیناروں کے فیصلوں اور مقالات کے مجموعوں کو مجلّات و کتب کی صورت میں شائع بھی کیا ہے تاکہ وہ مسافرانِ علم و تحقیق کی آنکھوں کا سرمہ بن سکیں، بحمداللہ اکیڈمی کے فیصلوں اور اس کے مطبوعہ مجلّات کو برصغیر بلکہ پوری دنیا میں بڑی مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور عالم اسلام کے بعض مذہبی اداروں نے اکیڈمی کے حوالہ سے اہم فیصلے کئے ہیں اور اب اکیڈمی کی تجویز اور اس کی قرارداد کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، عالم عرب کے اہل علم اور اصحاب نظر نے بھی اکیڈمی کے کاموں کو وقعت کی نظر سے دیکھا ہے۔

اکیڈمی شروع سے اس بات کے لئے کوشاں رہی ہے کہ ہندوستان اور عالم اسلام کے علماء اور اصحاب افتاء کے درمیان روابط بڑھیں اور وہ ایک دوسرے کی فقہی آراء اور تحقیقات سے

آگاہ ہوں، اس سلسلہ میں ایک طرف اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فقہی فیصلوں کو انگریزی، عربی اور فارسی میں منتقل کیا گیا، نیز بعض فقہی مجلّات کی تلخیص عربی اور انگریزی زبانوں میں کی گئی، دوسری طرف اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ اگر دنیا میں کہیں بھی اس نوعیت کے کام ہورہے ہوں تو انہیں اردو زبان میں متعارف کرایا جائے، چنانچہ حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنی حیات ہی میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے فیصلے کا اردو ترجمہ کروایا اور باوجود اپنی شدید علالت کے اس پر نظر ثانی کرکے اپنے پیش لفظ کے ساتھ اسے شائع فرمایا۔

۱۳۹۶ھ میں المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کا قیام عمل میں آیا تھا، جس کی تفصیل حضرت قاضی صاحب کے پیش لفظ میں مذکور ہے، جس میں ہندو پاک اور عالم عرب کے ممتاز علماء شریک تھے، بحمد اللہ اب تک اس نے سترہ سمینار منعقد کئے ہیں اور مجموعی اعتبار سے ۹۰ سے زائد مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

یہ 'فقہی فیصلے' اکیڈمی سے ۲۰۰۱ میں شائع ہوئے تھے، اللہ کا شکر ہے کہ ہندوستان کے علماء اور ارباب افتاء، نیز دوسرے اصحاب ذوق نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کے پہلے ایڈیشن کے نسخے جلد ہی ختم ہوگئے، اس درمیان المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے تین اور سمینار ہوئے، نیز نویں سمینار کے فیصلے جو پہلے کسی وجہ سے شائع نہیں ہوسکے تھے، اب شائع کئے گئے، چنانچہ ان سمیناروں کی تجاویز کو شامل کرتے ہوئے اس کا نیا ایڈیشن پیش کیا جارہا ہے، مکہ فقہ اکیڈمی کے فیصلوں کا سلیس ورواں اردو ترجمہ اکیڈمی نے اپنی نگرانی میں مکمل کرایا۔

عام مسلمانوں اور اردو داں حلقوں کو دنیا کی دیگر فقہ اکیڈمیوں کے فقہی فیصلوں سے واقف کرانے کی غرض سے "مجمع الفقہ الاسلامی جدہ" کے فیصلوں کا ترجمہ بھی کروایا گیا ہے اور ان پر نظر ثانی کا سلسلہ جاری ہے، امید ہے کہ جلد ہی اس کی اشاعت بھی عمل میں آجائے گی۔

اللہ تعالیٰ اکیڈمی کی ان کوششوں کو قبول فرمائے، اس کے سفر علم و تحقیق کو دوام وثبات عطا فرمائے، اس کے بانی و مؤسس کی بال بال مغفرت فرمائے اور اکیڈمی کی کاوشوں کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے، واللہ ھو المستعان۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

۲۳؍ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

۵؍دسمبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

فقہ اسلامی کا زندگی اور سماج کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے بنیادی سرچشمے قرآن اور حدیث سے مستنبط ہونے والا یہ قانونی مجموعہ ہی زندگی کے شب وروز اور سماج کے نشیب وفراز میں رہنما کردار ادا کرتا ہے۔ اسی سے سماج کو حرکت وحرارت ملتی ہے اور اسی کی روشنی میں زندگی کا سفر آفاق کی نئی فضاؤں، زمین کی پھیلتی اور سکڑتی وسعتوں اور صبح وشام کی پر پیچ راہوں پر بھی ٹھیک ٹھیک اپنی منزل کی طرف جاری رہتا ہے۔

علماء امت نے اپنے اسلاف سے دین کی امانت حاصل کی اور زندگی میں اس کو برتنے کا نہج ان سے سیکھا اور پھر اسی نہج پر ہر دور میں مسائل زندگی کے ساتھ احکام شرع کا رشتہ استوار کیا جاتا رہا۔

مجتہدین امت، علمائے دین اور فقہائے اسلام نے اپنے دوش پر آئی اس دینی ذمہ داری کو انفرادی سطح پر بھی پورا کیا اور اجتماعی طور پر بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ استخراج مسائل کا اجتماعی اور شورائی طریقہ کوئی نیا نہیں ہے، اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے جب فتوحات اسلامی کی وسعت کے نتیجہ میں نئے نئے مسائل آنے لگے تو آپ نے ان مسائل کے حل کے لئے شورائی طریقہ اجتہاد اختیار فرمایا۔ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے بھی نئے مسائل میں احکام شرع کے استنباط کے لئے ایک مجلس بنائی تھی۔ امام محمد کی کتاب الآثار میں ہے: "كان ستة من أصحاب النبي ﷺ يتذاكرون

الفقه فيما بينهم: علي، أبي، أبو موسى على حدة۔ عمر، زيد، ابن مسعود على حدة" (رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں چھ ایسے تھے جو آپس میں فقہ کا مذاکرہ کرتے تھے: حضرت علی، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم ایک ساتھ اور حضرت عمر، حضرت زید اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ایک ساتھ)۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین کے دور میں بھی یہ طریقہ مروج رہا، چنانچہ مدینہ منورہ میں سات فقہاء کی ایک جماعت تھی جو باہمی غور وخوض اور مشورہ کے بعد نئے مسائل میں فیصلہ کرتی تھی، تہذیب التہذیب میں ہے: "كان فقهاء أهل المدينة سبعة، وكانوا إذا جاءتهم المسألة دخلوا فيها جميعاً فنظروا فيها ولا يقضي القاضي حتى يرفع إليهم فينظرون فيها ويصدرون" (فقہائے اہل مدینہ سات تھے، جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ آتا تو وہ سب مل کر اس پر غور کرتے اور قاضی بھی اس وقت تک فیصلہ نہ کرتا جب تک کہ مسئلہ کو ان کے سامنے پیش نہ کر دیا جائے اور وہ غور وفکر کے بعد فیصلہ نہ کر دیں)۔ ان فقہاء کے اسماء گرامی یہ تھے: حضرت سعید بن المسیب، حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد، حضرت خارجہ بن زید، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، حضرت سلیمان بن یسار، حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہم اللہ۔

دور [1] تبع تابعین میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلہ کو اپنے

۱- خطیب بغدادی (۳۹۲-۴۶۳ھ) کی تاریخ بغداد ج ۱۳/ اور علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی متوفی ۹۴۲ھ کی عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان / ۱۸۴ اور اس کے علاوہ بھی دیگر تاریخوں میں بطور قدر مشترک وکیع بن جراح کا یہ قول ملتا ہے: "امام ابوحنیفہ کسی دینی مسئلہ میں کیسے غلطی کر سکتے ہیں، ان کی مجلس میں ہر علم وفن کے اہل کمال موجود رہتے ہیں۔ ابو یوسف، زفر بن ہذیل اور محمد بن حسن شیبانی جیسے حفظ حدیث اور معرفت حدیث میں، قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود جیسے عربیت ولغت میں اور داؤد بن نصیر طائی، فضیل بن عیاض جیسے زہد وتقوی میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں۔

باکمال شاگردوں کے ساتھ انتہائی مرتب نظام کی حیثیت سے جاری فرمایا۔ حضرت امام اعظم کی اس مجلس فقہ میں جو حضرات شریک تھے ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے فن کا امام تھا۔

ہندوستان میں انگریزوں کے اقتدار کے بعد مسلمانوں کو بے حد مشکل ترین حالات کا سامنا کرنا پڑا، خصوصیت کے ساتھ مظلوم خواتین کے استحصال اور شوہروں کی طرف سے من مانی کے نتیجہ میں سماج میں شدید اضطراب پیدا ہوا، یہاں تک کہ عورتوں کے لئے اپنے ظالم شوہروں سے رہائی کا کوئی راستہ نظر نہیں آیا اور اس زمانہ کے بعض لوگوں نے تو ارتداد تک کا مشورہ دے دیا، ایسے نازک وقت میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ہندوستان کے ممتاز علماء سے مشورہ کر کے مختلف مذاہب فقہیہ کی براہ راست واقفیت حاصل کرنے کے لئے مراسلت کی اور ان سب کے مجموعہ کے طور پر ''الحیلۃ الناجزہ للحلیلۃ العاجزۃ'' اور ''المرقومات للمظلومات'' وغیرہ رسائل تصنیف فرمائے جو اس دور کے علماء کی اجتماعی رائے ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نور اللہ مرقدہ نے اجتماعی رائے ومشورہ سے ان ممالک میں جہاں غیر مسلموں کا تسلط ہو، ممکن حد تک نظام قضاء قائم کرنے کا فیصلہ کیا جس کا دائرہ کار وہ امور ہوں گے جو قاضی کی استطاعت میں ہوں، غرض یہ کہ اس ضرورت کا احساس کہ مشکل وپیچیدہ اور معاصر مسائل کو حل کرنے کے لئے اجتماعی فکر کی جائے اور شریعت کے اصول کتاب وسنت اور اجتہادات ائمہ کو سامنے رکھ کر ان کا حل تلاش کیا جائے، یہ ہر دور میں پایا گیا ہے اور ہر عہد کے علماء نے اپنی بساط بھر عملی اقدام کیا ہے۔

اسی ذیل میں دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء اور ہندوستان میں پھیلے ہوئے دیگر مفتیان کرام کی خدمات کو شمار کیا جانا چاہئے۔

ماضی قریب میں حضرت مولانا علی میاں علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام ہوا جس کے ابتدائی اجلاس میں اکابر علماء حضرت مولانا اسحاق سندیلوی صاحب، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب، حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی صاحب، حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحب، حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب اور حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب وغیرہ شریک ہوئے، اسی طرح جمعیت علماء ہند کی زیر نگرانی ادارہ مباحث فقہیہ کا قیام عمل میں آیا جس کی سرپرستی اپنے وقت کے بڑے فقیہ حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ اس میں بہت سے اہم مسائل پر علماء نے غور وفکر اور اجتماعی مشورے کئے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا قیام اسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی ہے۔ اکیڈمی کی آواز پر ہندوستان کے کونے کونے سے اور تمام ممتاز اداروں سے اکابر مفتیان کرام، علماء وفقہاء اور دانشوران و ماہرین فنون جدیدہ نے لبیک کہا۔ اس کے فقہی سمیناروں میں بیرون ملک کے ممتاز فقہاء اور محقق علماء شریک ہوتے رہے۔ اکیڈمی نے بارہ سال کے عرصہ میں بارہ فقہی سمیناروں میں تقریباً چالیس جدید ومعاصر مسائل پر اجتماعی غور وفکر کے بعد فیصلے دئے۔ اکیڈمی کے ان فیصلوں کی بازگشت ملک سے باہر بھی سنی گئی، چنانچہ پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود پر اپنے تاریخی فیصلہ میں اکیڈمی کے فیصلہ کا حوالہ دیا۔ یورپ اور امریکہ میں قائم ہونے والی فقہی مجالس نے بھی اکیڈمی کے طریقہ کار اور تجربات سے فائدہ اٹھایا۔

ہندوستان سے باہر عالم اسلام کے مختلف علاقوں میں بھی اجتماعی غور وفکر اور شورائی طریقہ اجتہاد کو روبہ عمل لاتے ہوئے فقہی مجامع قائم کئے گئے، چنانچہ مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ میں، المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ میں، مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ میں، مجمع الفقہ الاسلامی

جنوبی امریکہ میں، یوروپی کونسل برائے افتاء وتحقیق یورپ میں اور اس طرح کے متعدد ادارے مختلف ممالک میں قائم ہوئے، ان اداروں اور فقہی مجامع نے جدید موضوعات ومسائل پر بحث ومناقشے کیے اور بے شمار پیچیدہ مسائل میں امت کی رہنمائی کی۔

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے امت کی اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سب پہلے رجب ۱۳۸۳ھ میں مختلف ممالک اسلامیہ کے اصحاب افتاء وعلماء پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا، پھر رابطہ کے مرکزی دفتر میں ۱۵-۲۲/ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ کی تاریخوں میں منعقدہ جنرل اسلامک کانفرنس میں اس موضوع پر غور کرنے کے بعد یہ قرارداد پاس کی گئی کہ ایک ایسی اسلامی اکیڈمی قائم کی جائے جس میں عالم اسلام کے تمام حصوں سے علماء وفقہاء اور محققین کی ایک جماعت شامل ہو، وہ مسلمانوں کو درپیش مشکلات ومسائل کا مطالعہ کریں اور ان کا اسلامی حل پیش کریں۔

اس قرارداد کو عملی جامہ پہناتے ہوئے رابطہ کی مجلس تاسیسی نے اپنی ساتویں میٹنگ منعقدہ ۲۷/ذی قعدہ تا ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ میں خود مجلس تاسیسی کے بعض ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی، اس کمیٹی کے صدر سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ مقرر کیے گئے، ارکان میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا سید ابوالاعلی مودودی، شیخ محمد علی حرکان، شیخ محمد محمود صواف، شیخ محمد فاضل بن عاشور اور شیخ عبدالعزیز بن باز رحمهم الله منتخب کیے گئے، اس کمیٹی کو مجوزہ اکیڈمی کا خاکہ پیش کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ کمیٹی نے رابطہ کی مجلس تاسیسی کی پندرہویں میٹنگ منعقدہ ۱۷/ذی قعدہ تا ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ میں اپنی رپورٹ پیش کردی۔ اس رپورٹ کی روشنی میں میٹنگ نے ایک قرارداد پاس کرکے مجلس کے مندرجہ ذیل دس ارکان پر مشتمل باضابطہ ''اکیڈمی کا بورڈ'' تشکیل دیا:

۱- مولانا ابوالاعلی مودودی
۲- شیخ ابوبکر جومی

۳- شیخ حسنین محمد مخلوف	۴- شیخ عبداللہ بن حمید
۵- شیخ علال فاسی	۶- شیخ منصور محجوب
۷- شیخ محمد علی حرکان	۸- شیخ محمد شاذلی بن قاضی
۹- شیخ محمد محمود صواف	۱۰- ڈاکٹر محمد ناصر

اس کے بعد رابطہ کی امانت عامہ نے محرم ۱۳۹۶ھ میں باقاعدہ "المجمع الفقہی الاسلامی" کے نام سے ادارہ قائم کردیا اور اس کے مدیر اور دیگر ذمہ داران کی تعیین کردی گئی۔

المجمع الفقہی الاسلامی کی ایک مجلس بنائی گئی جس میں موجودہ زمانہ کے فقہاء ومفکرین اور مختلف میدان واسلامی علوم جیسے قرآن وحدیث، فقہ، لغت، تاریخ، سماجیات اور اقتصادیات کے ماہرین پر مشتمل ایک ممتاز جماعت کو شامل کیا گیا۔ اس مجلس میں مندرجہ ذیل بارہ اسلامی ممالک کو نمائندگی دی گئی:

اردن، انڈونیشیا، پاکستان، تیونس، الجزائر، سعودی عرب، عراق، لبنان، مصر، موریتانیا، نائجیریا اور ہندوستان۔

اس اکیڈمی کے اب تک چودہ سیمینار[1] منعقد ہوچکے ہیں، جن میں چالیس سے زائد جدید موضوعات ومعاصر مسائل پر ایسے اہم ترین علماء واصحاب فتاویٰ نے فیصلے کئے ہیں جن کی فقہ اسلامی کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت ہے۔

اس طرح کے مسائل وموضوعات پر باہمی تبادلۂ آراء واستفادہ بے حد ضروری بھی ہے اور انتہائی مفید بھی۔ اسی لئے مجمع الفقہ الاسلامی الہند (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا) نے ضروری سمجھا کہ ان فیصلوں کو اردو کا جامہ پہنایا جائے تاکہ معاصر مسائل کے بارے میں علماء کی تحقیقی آراء سب لوگوں کے سامنے آسکیں۔ واضح رہے کہ اختلاف رائے بالخصوص جدید مسائل میں

۱- دسمبر ۲۰۰۷ء تک ۱۹ سیمینار منعقد ہوئے۔

ہمیشہ ممکن رہا ہے۔اس کتاب میں جو فیصلے شامل ہیں ان میں سے بعض مسائل میں خود ان کے شرکاء میں بھی اختلاف ہوا ہے، بعض فیصلے ایسے بھی ہیں جو ہماری رائے کے خلاف ہیں لیکن جب تک یہ اختلاف اپنی اپنی تحقیق پر مبنی ہے اور دلائل کے ساتھ رائے پیش کی گئی ہے، اختلاف اور تحقیق کے دروازہ کو کھلا رکھنے میں ہی علم کی ترقی ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت کو عام کرے اور ہماری کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔آمین۔

مجاہد الاسلام قاسمی
سکریٹری جنرل
اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۱۰/محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
۵/اپریل ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی

سکریٹری جنزل رابطہ عالم اسلامی ونائب صدر اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ

نحمدك اللهم على عميم آلائك، ونشكرك على جزيل نعمائك، ونصلي ونسلم على خاتم رسلك وأنبيائك، نبينا محمد الذي أتم الله به النعمة، وكشف به الغمة، وأقام به الحجة، وعلى آله وأصحابه، ومن اهتدى بهديه وسار على سنته إلى يوم الدين. وبعد!

اسلام کی عظمت، اسلامی شریعت، کی رفعت اور بندوں کے دنیوی اور اخروی مصالح کے حوالہ سے اس کے احکام کی جامعیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

درحقیقت مسلمانوں سے مطلوب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی اطاعت اور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں اور کتاب وسنت کی ہدایت کے مطابق عمل کریں، کیونکہ یہی دو چیزیں گمراہی سے بچانے والی ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ﴿وأن هذا صراطي مستقيماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله﴾ (انعام: ۱۵۳) (یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اسی راہ پر چلو، اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی)۔

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "لقد تركت فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله وسنتي" (میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے

رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے)۔اس حدیث کی روایت امام مالک اور دیگر ائمہ حدیث نے کی ہے۔

چونکہ کتاب وسنت کے نصوص محدود ہیں اور مسائل ومشکلات غیر محدود اس لئے نصوص عامہ، قواعد کلیہ اور اجتہادی مصادر کی ضرورت پڑی، یہی وجہ ہے کہ اسلامی فقہ اور اصول فقہ احکام کے استنباط واجتہاد کے ایسے مصادر وقواعد سے پر ہیں جو غایت درجہ منضبط ہیں اور فقیہ کو دین میں ایک بلند مقام حاصل ہے:"من یرد اللہ بہ خیراً یفقهه في الدين" (اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے) (اللہ تعالیٰ کو اپنے جس بندہ سے خیر مقصود ہوتی ہے اسے دین کا فہم عطا کرتا ہے)۔

چنانچہ اگر کسی پیش آمدہ مسئلہ کے حکم سے متعلق کوئی واضح نص موجود ہوتی ہے تو فقیہ اس کو لے لیتا ہے اور اسے مسئلہ کے حکم پر منطبق کرتا ہے اور اگر واقعہ سے متعلق کوئی نص موجود نہیں ہوتی ہے تو فقیہ استنباط کے قابل اعتماد طریقوں کے مطابق اس کا حکم مستنبط کرتا ہے، اسی عمل کو نصوص اور ان کے معانی کی تشریح میں اجتہاد نیز روزمرہ زندگی میں نو پیش آمدہ مسائل پر قواعد کلیہ اور اجتہادی مصادر کی تطبیق میں اجتہاد کہا جاتا ہے۔

دور حاضر میں جب کہ مسلمان دنیا میں بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں، روئے زمین کے مشرق ومغرب میں ان کے ممالک پھیلے ہوئے ہیں، ان کی خاصی تعداد غیر اسلامی ملکوں میں قیام پذیر ہے اور ان کو بے شمار ایسے مسائل سے سابقہ پیش آتا ہے جن میں سے بعض مسلم معاشرہ کے لئے بالکل نئے ہیں، علماء امت کی طرف سے اجتماعی اجتہاد کی ضرورت شدید تر ہوگئی ہے، چنانچہ اسی غرض سے فقہی اکیڈمیاں اور ادارے قائم کئے گئے جن میں فقہاء امت مل کر ان مسائل پر باہمی غور وفکر کیا کرتے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی چونکہ پوری امت مسلمہ کی سطح کی سب سے بڑی اسلامی تنظیم ہے جو ملت اسلامیہ کے مسائل ومعاملات میں دلچسپی لیتی ہے اس لئے اس نے مکہ مکرمہ

میں ایک فقہی اکیڈمی قائم کی جو دور حاضر کے علماء اور فقہاء کی ایک منتخب جماعت پر مشتمل ہے۔

اس موقع پر ان پاکیزہ اور بابرکت کوششوں کا تذکرہ میرے لئے باعث مسرت ہے جو اسلامی فقہ اکیڈمی اپنے پاس دستیاب تحقیقات ومطالعات، مقالوں اور مباحثوں کے ذریعہ انجام دے رہی ہے اور جن کی روشنی میں فیصلوں اور سفارشات کا ایک مجموعہ تیار ہو چکا ہے، ایسے فیصلوں کی تعداد پچانوے ہے اور یہ اکیڈمی کی چوتھائی صدی کے دوران میں منعقد ہونے والے سولہ سمیناروں کا ثمرہ ہے۔ اگر اللہ کی توفیق ومدد شامل حال نہ ہوتی تو ایسا اہم کام انجام نہ پا سکتا تھا۔

علاوہ ازیں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبد العزیز آل سعود اور عزت مآب ولی عہد شہزادہ عبد اللہ بن عبد العزیز آل سعود اور ان کی صالح حکومت کی طرف سے ہمیشہ رابطہ عالم اسلامی کو تعاون وتائید حاصل رہا جس سے رابطہ اکیڈمی کی کارروائیوں کو آگے بڑھانے اور اس کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں اپنی ذمہ داری نبھاتا رہا۔ اللہ ان کو بہتر جزاء عنایت کرے اور ان کے ذریعہ دین کی نصرت ومدد فرمائے۔

اگرچہ شرعی تحقیقات وتالیفات سے اسلامی کتب خانے بھرے پڑے ہیں تاہم ان فیصلوں کے ضمن میں اسلامی فقہ اکیڈمی جو کچھ پیش کر رہی ہے وہ دراصل ایک اجتماعی اجتہاد سمجھا جائے گا، کیونکہ یہ کسی ایک عالم کی بحث وتحقیق کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ مختلف ملکوں اور مختلف ماحول کے رہنے والے علماء کرام کی ایک ایسی جماعت کا نتیجہ فکر ہے جو متعدد فنون میں مہارت رکھنے والے ہیں اور یہ نتیجہ فکر اجمالی طور پر ایسے زمانے کے مسائل اور واقعات کے حوالہ سے ایک اجتہاد ہے جس کی نمایاں چھاپ تغیر پذیری ہے، اس تغیر پذیری کی وجہ سے مسائل میں الجھاؤ، پیچیدگی، ان میں پھیلاؤ اور تنوع بلکہ ان کے مابین تضاد کا پیدا ہو جانا ناگزیر ہے۔

بلاشبہ فکر ونظر کی گہرائی وگیرائی ہو یا مختلف آراء کے دلائل کے مابین مقابلہ اور موازنہ یا ضرورت وحاجت کی رعایت کا مسئلہ، یہ تمام امور عقیدہ کے اصول کے تابع ہی ہونے چاہئیں نہ

بے لگام آزادی ہونی چاہئے اور نہ حرج میں مبتلا کردینے والی شدت پسندی۔

اکیڈمی نے اولاً ان فیصلوں کو چند کتابچوں کی شکل میں شائع کیا جن میں ہر ایک کتابچہ یا تو صرف ایک ہی سمینار کے یا پھر چند سمیناروں کے فیصلوں پر مشتمل تھا، اس کے بعد سکریٹریٹ نے زیادہ مناسب یہ سمجھا کہ ان تمام فیصلوں کو ایک ہی جلد میں جمع کردیا جائے جس کی ترتیب سمیناروں کی تاریخ کے اعتبار سے ہو اور اس کے ساتھ مختلف قسم کی فہرستوں کا بھی اضافہ کردیا جائے تاکہ قاری کو ان فیصلوں میں سے اپنے مطلوب فیصلہ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

یہ فیصلے ان مختلف موضوعات مثلاً اقتصادی، طبی، معاشرتی اور فلکی وغیرہ سے متعلق ہیں جن کی ضرورت اکثر علماء، محققین اور طلبہ کو پیش آتی رہتی ہے۔ اب آپ کے سامنے ایک پکا ہوا پھل اور بہت سی بحثوں کا مکمل خلاصہ ہے۔

ان فیصلوں کے فائدوں کو عام کرنے کی غرض سے اکیڈمی کا ارادہ ہے کہ ان کا ترجمہ بھی مختلف زبانوں میں ہوجائے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ ساری کوششیں صرف رضاء الٰہی کے لئے ہوں اور اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور مسلمانوں کو خواہ وہ حکام ہوں یا محکوم، اللہ توفیق دے کہ وہ اسلامی شریعت کو نافذ کریں اور اپنے معاملات میں اس سے فیصلہ چاہیں، اسی طرح میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل اور سکریٹریٹ کے تمام کارکنان اور ممبران کو بہتر بدلہ عنایت فرمائے۔ بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی وہ بہتر ذات ہے جس سے دعائیں کی جانی چاہئیں۔

وصلى الله وسلم على عبده ورسوله نبينا محمد وآله وأصحابه أجمعين ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی البقمی
سکریٹری جنرل اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ

أحمد الله على نعمه التي لا تحصى وأجلها نعمة الإسلام، وأصلي وأسلم على إمام المتقين، وسيد الأولين والآخرين، نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين وبعد!

بلاشبہ اسلام اپنی روح کے اعتبار سے تمام انسانیت کے لئے ایک پیغام ہے جو ہر زمان ومکان پر محیط اور اس کے مناسب حال ہے، اس دین کی ایک نمایاں خصوصیت اعتدال وتوازن ہے۔ یہ دین انسانی ترقی کے ہم قدم اور دنیا میں اللہ تعالی کے قوانین کے مطابق اس پر حکمراں ہے۔ اس کے بنیادی اصول وقوانین میں کسی قسم کی افراط وتفریط نہیں۔ اس کے احکام انسانیت کے لئے سراپا رحمت ہیں جو انسانی مصالح کی رعایت اور ان کی تکمیل نیز مفاسد کے ازالہ یا ان کے دائرہ کو گھٹانے اور بندوں سے مشقت و پریشانی دور کرنے پر مبنی ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿**وما جعل عليكم في الدين من حرج**﴾ (الحج:۷۸) (اللہ نے دین میں تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی ہے)۔

اس روشن شریعت کی مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اس کے راستے واضح ہیں، اس کے اصول وضوابط دقیق ہیں، اس کے احکام وقواعد میں کھلواڑ کرنے یا باطل کی آمیزش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

موجودہ زمانے میں جہاں ایک طرف اسلامی معاشرہ کے اندر سائنسی اور تہذیبی ارتقاء کے نتیجے میں بہت سے ایسے نئے، نہایت پیچیدہ اور چیلنج کرنے والے مسائل پیدا ہوئے جن سے انسانیت کو کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا وہیں دوسری طرف اللہ تعالی نے فقہی اکیڈمیوں اور شرعی اداروں کے قائم کرنے کی توفیق بھی بخشی تا کہ یہ ادارے اجتماعی اجتہاد کا ایک ایسا ذریعہ بن جائیں جن سے اللہ تعالی اس امت کے دین کو تضاد اور بے مقصدیت سے محفوظ فرمادے۔ یہ اکیڈمیاں اور ادارے زندگی کے مختلف میدانوں میں امت کو درپیش مشکلات اور پیچیدہ ودشوار مسائل میں فیصلہ کرنے کا مرجع بن چکے ہیں جہاں علماء کرام اور محققین عظام واقعات کی صحیح تصویر کشی کر کے ان کے مناسب شرعی احکام کی رہنمائی کرتے ہیں۔

الحمد للہ اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ مضبوط ستونوں اور واضح اصولوں پر قائم ہے۔ یہ اپنے فیصلوں اور سفارشات میں اعتدال کی راہ اختیار کرتی ہے اور صرف دلیل شرعی یعنی کتاب وسنت، اجماع وقیاس اور دیگر معتبر شرعی مآخذ ہی کو بنیاد بناتی ہے۔ نصوص کا اتباع اور مقاصد شریعت کی رعایت کرتے ہوئے، شریعت سے منحرف صورت حال اور مہلک نفسانی خواہشات سے متاثر ہوئے بغیر یہ اکیڈمی ہر ایسے جدید نافع کو خوش آمدید کہتی ہے جو شریعت اسلامی کے احکام سے نہ ٹکراتا ہو اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اکیڈمی سے ایسا کوئی بھی فیصلہ صادر نہیں ہوا جس میں نصوص کو صورت حال کے تابع کر دیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں اکیڈمی کے فیصلوں کا ایک مؤثر وزن ہے۔

یہ اکیڈمی اجتماعی اجتہاد کی نمائندگی کرتی ہے جہاں علماء درپیش مسائل میں باہم مشورہ کرتے ہیں اور اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کی رائے ایک فرد کی رائے سے زیادہ صائب اور درستگی کے قریب تر ہوتی ہے، کیونکہ ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کی نظر موضوع کے کسی ایسے پہلو تک پہنچ جائے جو دوسروں کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئے اور پھر کسی شخص کو وہ باتیں بھی یاد رہتی

ہیں جو دوسروں کے ذہن میں نہیں رہتی ہیں، پھر کبھی باہمی بحث ومناقشہ ان نقطوں کو بھی واضح کر دیتا ہے جو مخفی ہوتے ہیں، پیچیدہ اور غیر واضح امور کو روشن کر دیتا ہے اور بہت سی بھولی ہوئی چیزیں بھی یاد دلا دیتا ہے۔

اکیڈمی کے مقاصد کو بروئے کار لانے اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے حوالے سے اس کی پیہم کوششوں کو آگے بڑھاتے ہوئے ہمیں اکیڈمی کے فیصلوں کو پیش کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے عالم اسلام کے لئے بالعموم اور علماء کرام، محققین عظام اور طلباء کے لئے بالخصوص، نیز ان کے لئے بھی جنہیں دور حاضر کے نئے مسائل سے سابقہ پڑتا رہتا ہے اور وہ اپنی روزمرہ زندگی کے مختلف احوال مثلاً تجارت وطبابت وغیرہ میں اس سے دوچار ہوتے رہتے ہیں اور پھر جب بھی ان کی ملاقات کسی عالم شریعت سے ہوتی ہے تو عتاب آمیز لہجے میں علماء کی کوتاہیوں کا اشارتاً ذکر کرتے ہوئے اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا بار بار اظہار کرتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ کہتے رہتے ہیں کہ اس طرح کے نئے مسائل جوامت کے سامنے اس سے پہلے کبھی پیش نہیں آئے ان کی بحث وتحقیق تو علماء شریعت کی ذمہ داری ہے۔

الغرض ہم بڑی مسرت کے ساتھ مذکورہ تمام لوگوں کے لئے ان فیصلوں کو پیش کر رہے ہیں جو اکیڈمی نے اپنے سولہ سمیناروں[1] کے اندر کئے ہیں اور جن کی تعداد سفارشات کے علاوہ پنچانوے ہے۔ ہم لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ ان فیصلوں کو ان کے مراجع کی تحقیق وتصحیح کے بعد چند فہرستوں کے اضافہ کے ساتھ ایک عمدہ اور نئی شکل میں قارئین کرام کو پیش کرنے کے لئے دوبارہ ان کی طباعت کرائی جائے، کیونکہ یہ بہت سی ان گہری بحثوں، تفصیلی تحقیقات اور طویل مناقشوں کا مختصر مگر مکمل خلاصہ ونچوڑ ہے جس کے نتیجہ میں یہ پکا ہوا پھل ملا ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ یہ فیصلے مختلف موضوعات مثلاً اعتقادی، فقہی،

۱- دسمبر ۲۰۰۷ء تک اکیڈمی کے ۱۹ سمینار ہوئے۔

اقتصادی، طبی اور فلکی وغیرہ پر مشتمل ہیں جن کی تفصیل ووضاحت کو میں ان کی فہرستوں پر محول کرتے ہوئے چھوڑ رہا ہوں۔

پھر ان فیصلوں کی عام اشاعت اور اس کے دائرہ استفادہ کو وسیع تر کرنے کی اکیڈمی کی رغبت وخواہش کے پیش نظر میں نے ایک ممتاز ادارہ کو اس کے نشر واشاعت کی ذمہ داری سپرد کی جیسا کہ اس سے پہلے اس کو اکیڈمی کے معیاری مجلّہ کی اشاعت وتقسیم کی ذمہ داری دے چکا ہوں۔ اکیڈمی ان فیصلوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے کا بھی ارادہ رکھتی ہے، چونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات ہی سے اعمال کی کامیابی، مقاصد کی تکمیل اور آرزوؤں کے حصول کی دعائیں کی جانی چاہئیں لہذا میں اسی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری دست گیری فرمائے اور ہمیں کامیابی اور کامرانی سے نوازے۔ اللہ تعالی اکیڈمی سے منسوب ومنسلک سکریٹریٹ اور کونسل کے تمام ارکان کو اجر جزیل سے نوازے۔ بلاشبہ وہی دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

پہلے سمینار
منعقدہ ۱۰-۱۷/شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ
کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: ماسونیت اور اس سے وابستگی کا حکم

☆ دوسرا فیصلہ: کمیونزم اور اس سے وابستگی کا حکم

☆ تیسرا فیصلہ: قادیانیت اور اس سے وابستگی کا حکم

☆ چوتھا فیصلہ: بہائیت اور اس سے وابستگی کا حکم

☆ پانچواں فیصلہ: انشورنس اور اس کی مختلف شکلیں

- استاذ مصطفیٰ الزرقاء کا اختلاف

پہلا فیصلہ:

ماسونیت اوراس سے وابستگی کاحکم

الحمد لله والصلاة و السلام علی رسول الله و علی آله و أصحابه و من اهتدی بهداه. أما بعد

اسلامی فقہ اکیڈمی نے ماسونیت اور اس کے ساتھ وابستہ لوگوں کے بارے میں شریعت اسلامی کے حکم پر غور کیا۔ اکیڈمی کے ارکان نے اس خطرناک تنظیم کے بارے میں پوری طرح غور وفکراور تحقیق کی نیز اس کے متعلق پہلے یا اب جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا مطالعہ کیا اور خود اس تنظیم کے ارکان اوراس کی مرکزی شخصیات کی مطبوعہ تحریروں اور تنظیم کے ترجمان رسائل میں شائع مقالات میں تنظیم سے متعلق جو دستاویزات شائع ہوئی ہیں ان سب کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا۔

ان تمام تحریروں کا بھرپور مطالعہ کرنے کے بعد اکیڈمی کے سامنے درج ذیل امور پوری طرح واضح ہو گئے:

۱- ماسونیت ایک خفیہ اور باطنی تنظیم ہے جو وقت اور حالات کے مطابق کبھی اپنے کو مخفی رکھتی ہے اور کبھی اس کا اظہار کرتی ہے، لیکن تمام حالات میں اس کے حقیقی اصول ومبادی خفیہ اور باطنی رہتے ہیں یہاں تک کہ ارکان سے بھی مخفی رکھے جاتے ہیں سوائے ان اخص الخواص ارکان کے جو مختلف تجربات سے گذرنے کے بعد بلند ترین مناصب تک پہنچ پاتے ہیں۔

۲- یہ تنظیم پوری روئے زمین پر پھیلے ہوئے اپنے ارکان کے مابین محض سادہ اور معصوم لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے انسانی بھائی چارہ کا نعرہ دیتی ہے جو بظاہر بلا لحاظ عقیدہ، مسلک و مذہب اپنے تمام لوگوں کے درمیان انسانی بھائی چارہ کا رشتہ پیدا کرنا چاہتی ہے۔

۳- یہ تنظیم جن اشخاص کو اپنی تنظیم سے وابستہ کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے، انہیں شخصی منافع کا لالچ دے کر اپنی جانب اس بنیاد پر متوجہ کرتی ہے کہ ہر ماسونی بھائی دنیا کے کسی بھی حصہ میں موجود دوسرے ماسونی بھائی کی مدد میں لگا ہوا ہے، وہ اس کی ضروریات، مقاصد اور پریشانیوں میں معاون ہوتا ہے، اگر وہ سیاسی بلند حوصلگی رکھتا ہو تو اس کے مقاصد میں اس کی تائید کرتا ہے، مصیبت میں اس کا مددگار رہتا ہے، اس معاونت میں حق و باطل اور ظالم و مظلوم کا امتیاز نہیں برتا جاتا، اگرچہ بظاہر یہی باور کیا جاتا ہے کہ باطل میں نہیں بلکہ حق میں معاونت ہے اور اس طرح یہ تنظیم لالچ دے کر مختلف اجتماعی مراکز سے لوگوں کا شکار کرتی ہے اور ان سے غیر معمولی مالی تعاون لیتی ہے۔

۴- نئے ممبر کی تنظیم سے وابستگی کے لئے جشن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں دہشت انگیز قسم کے رسوم اور رمزی اشکال کے ذریعہ تنظیم کی تعلیمات و ہدایات کی خلاف ورزی پر کارکن کے دل میں دہشت بٹھائی جاتی ہے۔

۵- سادہ لوح ارکان کو اپنے مذہبی شعائر پر عمل کے لئے پوری طرح آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کے مناسب دائروں میں ان سے کام لیا جاتا رہتا ہے اور معمولی مراتب پر ہی انہیں برقرار رکھا جاتا ہے، لیکن ملحدین یا الحاد پر آمادہ اشخاص کے مراتب میں، تنظیم کے خطرناک مقاصد اور منصوبوں کی تکمیل میں ان کی دلچسپی جاننے کے لئے ان سے لئے گئے متعدد امتحانات اور تجربات کی روشنی میں، بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۶- یہ تنظیم سیاسی مقاصد کی حامل ہے، بیشتر سیاسی و عسکری انقلابات اور خطرناک تبدیلیوں کے

اندر اس کا دماغ اور پوشیدہ یا ظاہر اس کا ہاتھ ہوتا ہے۔

۷- یہ اپنی اصل اور بنیاد کے اعتبار سے یہودی تنظیم ہے، عالمی اعلا سطحی خفیہ یہودی انتظام کے ماتحت ہے اور صہیونی سرگرمیوں کی حامل ہے۔

۸- یہ اپنے خفیہ حقیقی مقاصد کے مطابق سارے مذاہب کی ضد ہے، دوسرے مذاہب کو عموماً اور اسلام کو بالخصوص منہدم کر دینا چاہتی ہے۔

۹- یہ ایسے لوگوں کو اپنی تنظیم سے وابستہ کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے جو مالی، سیاسی، سماجی، علمی یا کوئی بھی ایسی نمایاں حیثیت رکھتے ہوں جس سے فائدہ اٹھا کر یہ اپنے افراد کو معاشرہ میں داخل کر سکے۔ ایسے لوگوں کو اپنی تنظیم میں شامل کرنے سے دلچسپی نہیں رکھتی ہے جن کی حیثیت سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتی ہو۔ اسی لئے یہ تنظیم بادشاہوں، سربراہان، وزراء اور اہم عہدیداران حکومت کو تنظیم سے وابستہ کرنے کے لئے پوری طرح سرگرم رہتی ہے۔

۱۰- اس تنظیم کی مختلف شاخیں ہیں، جو لوگوں کو دھوکہ میں رکھنے اور نگاہوں سے محفوظ رہنے کی غرض سے دوسرے مختلف ناموں سے سرگرم رہتی ہیں، تاکہ اگر ماسونیت کے نام پر کسی علاقہ میں کوئی پابندی لگ جائے تو مختلف ناموں سے چلنے والی یہ پوشیدہ شاخیں اپنی سرگرمی جاری رکھ سکیں، ان شاخوں میں نمایاں ترین (Lions Club) اور (Rotary Club) ہیں اور ان کے علاوہ دیگر گندی و گھٹیا قسم کی سرگرمیاں اور اصول ہیں جو اسلام کی بنیادوں سے پوری طرح متصادم ہیں۔

اکیڈمی کے سامنے پوری طرح واشگاف ہو چکا ہے کہ عالمی صہیونی یہودیت کے ساتھ ماسونیت کے گہرے تعلقات ہیں اور اسی وجہ سے اس نے عرب ممالک وغیرہ کے بیشتر سربراہوں کی سرگرمیوں پر فلسطین کے مسئلے میں غلبہ حاصل کرنے اور اس اہم اور فیصلہ کن مسئلہ کے سلسلے میں ان کی ذمہ داریوں اور فرائض میں یہودیت اور عالمی صہیونیت کے مفاد کی خاطر رکاوٹیں ڈالنے

میں کامیابی حاصل کی ہے۔

ان وجوہ سے نیز ماسونیت کی سرگرمیوں، اس کے خطرناک منصوبوں، مخفی چالوں اور سازشی مقاصد سے متعلق دیگر بہت ساری تفصیلی معلومات کی بنیاد پر اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ ماسونیت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں انتہائی تباہ کن تنظیم ہے اور جو لوگ اس کی حقیقت اور اس کے مقاصد سے واقفیت کے باوجود اس سے وابستہ رہیں اکیڈمی ان کو اسلام کا منکر اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج قرار دیتی ہے۔

علامہ مصطفیٰ زرقاء کی رائے میں جملہ (جو لوگ اس کی حقیقت اور اس کے مقاصد سے واقفیت کے باوجود اس سے وابستہ ہیں) اور جملہ (وہ اسلام کے منکر ہیں....) کے درمیان یہ اضافہ ضروری ہے (اور وہ اس کے جواز کا اعتقاد رکھتے ہوں) تاکہ ارتکاب معاصی کو مباح سمجھ کر گناہ کرنے والے اور ناجائز سمجھتے ہوئے گناہ کرنے والوں کے درمیان حکم شرعی کا یہ فرق واضح رہے کہ پہلا شخص کافر ہے اور دوسرا فاسق اور گنہ گار۔

واللہ ولي التوفيق.

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید
سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی	صدر مجلس اعلی برائے قضاء سعودی عرب

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز چیئرمین ادارہ تحقیقات علمیہ وافتاء سعودی عرب	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
	[دستخط]	[دستخط]
	محمد بن عبداللہ السبیل	محمد رشید قبانی

[دستخط] [دستخط] [دستخط]

مصطفیٰ الزرقاء محمد رشیدی عبدالقدوس الہاشمی الندوی

[دستخط سے پہلے روانگی]

ابوبکر جومی

دوسرا فیصلہ:

کمیونزم اور اس سے وابستگی کا حکم

الحمد لله وحده و الصلاة و السلام على من لا نبي بعده. و بعد:

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سمینار میں جن چند اہم اور نازک مسائل کا مطالعہ کیا گیا ان میں سے ایک موضوع کمیونزم اور اشتراکیت نیز ان فکری حملوں کا ہے جو عالم اسلام کو ممالک کی سطح پر اور افراد اور ان کے عقائد کی سطح پر درپیش ہیں، اسی طرح اجلاس میں وہ مسائل بھی زیر بحث آئے جن سے خود یہ ممالک و اقوام اس یلغار کی خطرناکیوں کی طرف توجہ نہ دینے کے سبب دوچار ہیں۔

اکیڈمی محسوس کرتی ہے کہ عالم اسلام کے بیشتر ممالک فکری اور اعتقادی تہی دامنی سے دوچار ہیں، خصوصاً اس وجہ سے کہ درآمد شدہ افکار و عقائد اس طریقہ سے تیار کئے گئے ہیں کہ وہ اسلامی معاشروں میں داخل ہو کر عقائد میں بگاڑ، فکر و عمل میں انارکی اور انسانی اقدار میں پستی اور معاشرہ کی تمام اقدار خیر میں تزلزل پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقت پوری طرح واضح نظر آتی ہے کہ بڑے بڑے ممالک اپنے نظام اور رجحانات میں فرق کے باوجود محض اسلام سے عداوت اور اسلام اور مسلمانوں کی بیداری کے خوف سے اس بات کے لئے پوری طرح کوشاں ہیں کہ اسلام سے نسبت رکھنے والے ہر ملک کا شیرازہ بکھیر دیں۔ اسی لئے اسلام سے عناد رکھنے والے تمام ممالک نے عقائد اور اخلاق دو محاذوں پر اپنی توجہ مرکوز کی۔

عقائد کے میدان میں ہر اس شخص کی ہمت افزائی کی گئی جس نے کمیونسٹ نظریہ کو گلے لگایا، جس کی تعبیر اصولی طور پر بیشتر لوگوں کے نزدیک اشتراکیت سے کی جاتی ہے اور ایسے شخص کی حمایت میں ذرائع ابلاغ، صحافت، نگاہوں کو خیرہ کردینے والے پروپیگنڈے اور خریدے ہوئے اہل قلم کی فوج مصروف کار ہوگئی، اسے کبھی آزادی کا نام دیا گیا، کبھی ترقی پسندی کا اور کبھی جمہوریت کا اور اس کے خلاف جو بھی اصلاحی کوششیں ہوئیں، بلند اقدار اور اسلامی تعلیمات کے تحفظ کے لئے جو بھی قدم اٹھائے گئے انہیں رجعت پسندی، پسماندگی اور موقع پرستی جیسے ناموں سے نوازا گیا، اخلاق کے میدان میں اباحیت اور جنسی اختلاط کی دعوت دی گئی اور اسے بھی ترقی پسندی اور آزادی کے نام پر فروغ دیا گیا، انہیں پوری طرح یہ اندازہ تھا کہ دین اور اخلاق کا خاتمہ ان کے لئے فکری، سیاسی اور مادی غلبہ کی ضمانت ہے اور جب بھی وہ اس کام کی تکمیل کر لیں گے خیر اور اصلاح کی تمام اقدار پر مکمل غلبہ وقبضہ انہیں حاصل ہو جائے گا اور جدھر چاہیں گے ان کا رخ پھیر دیں گے، یہیں سے فکری، اعتقادی اور سیاسی کشمکش کا آغاز ہوا، کمیونزم کی طرف جھکاؤ رکھنے والوں کو طاقت پہنچائی گئی، دولت، ہتھیار اور پروپیگنڈہ سے انہیں کمک پہنچائی گئی، تاکہ معاشرہ میں انہیں مرکزیت حاصل ہو جائے اور حکومت کی باگ ڈور پر قبضہ ہو جائے، پھر اس کے بعد قتل وگرفتاری، آزادی کا گلا گھونٹنے اور دین واخلاق کے حامل ہر شخص کو زنداں کی سلاخوں کے پیچھے ڈالنے کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

اسی لئے کمیونسٹ یلغار نے ان اسلامی ممالک کو اپنے پنجہ میں دبوچ لیا جنہوں نے اس کے سامنے اپنی دینی اور اخلاقی اقدار وروایات کے بند نہیں باندھے تھے۔ اکیڈمی کے اوپر اس کے علمی اور دینی اختصاص کے دائرہ میں یہ فرض تھا کہ وہ ان خطرات کی جانب توجہ دلائے اور مختلف ابلاغی اور عسکری وسائل کے ذریعہ ہونے والی خطرناک سیاسی، اعتقادی اور فکری یلغار کے

نتائج سے آگاہ کرے۔اسی لئے اکیڈمی کے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ میں درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اکیڈمی عالم اسلام کی اقوام اور ممالک کی توجہ اس جانب مبذول کرانا ضروری سمجھتی ہے کہ کمیونزم بلاشک وشبہ اسلام کے منافی ہے اور کمیونزم سے وابستگی اس دین کا انکار ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔کمیونزم انسانی اور اخلاقی اقدار کو تباہ کر دیتی ہے اور انسانی معاشروں کے بندھن توڑ دیتی ہے۔اسلامی شریعت وہ آخری آسمانی دین ہے جو حکیم وستودہ صفات ذات باری تعالی کی جانب سے نازل ہوا ہے تاکہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں پہنچائے،اسلام سیاسی،ثقافتی،سماجی اور اقتصادی ہر لحاظ سے حکومت کا ایک مکمل نظام ہے اور اس کی بنیاد پر مسلمانوں کو ان تمام فتنوں سے نجات مل سکتی ہے جنھوں نے مسلمانوں کو ٹکڑیوں میں بانٹ دیا ہے.ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ان کے شیرازہ کو منتشر کر دیا ہے، بالخصوص ان معاشروں میں جو اسلام سے متعارف ہوئے اور پھر اسے پس پشت ڈال دیا،انہی سب وجوہات کی بناء پر خطرناک کمیونسٹ اشتراکی یلغار کا سخت ترین حملہ اسلام پر کیا گیا تاکہ اس کے مبادی واقدار اور حکومتوں کو ختم کر دیا جائے۔یہ اجلاس اسلامی ممالک اور مسلم اقوام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مختلف ذرائع سے اس تباہ کن خطرہ کے سدباب کی ضرورت پر توجہ دیں،ان میں سے چند ذرائع درج ذیل ہیں:

الف- موجودہ مکمل نظام تعلیم اور نصاب تعلیم پر جلد از جلد نظر ثانی کی جائے،کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان مناہج اور نظام میں زہریلے کمیونسٹ اور ملحدانہ افکار داخل کر دئے گئے ہیں جو اسلامی ممالک کے اندرون میں آکر اور اسلام ہی کے فرزند اساتذہ اور مصنفین کے ہاتھوں اسلام سے برسرپیکار ہیں۔

ب- اسلامی ممالک کے تمام شعبوں بالخصوص ذرائع ابلاغ،معاشیات،داخلی اور خارجی

تجارت اور علاقائی انتظامیہ کے شعبوں پر جلد از جلد نظر ثانی کر کے ان کی صفائی، درستگی اور اسلام کے صحیح اصولوں پر ان کی بنیادیں استوار کی جائیں جن سے اسلامی ممالک اور اقوام کے وجود کو استحکام حاصل ہو، کینہ و بغض سے معاشروں کو صاف کر دیا جائے اور اخوت، تعاون اور پاکیزگی کی روح ان میں عام ہو جائے۔

ج۔ اسلامی ممالک اور اقوام کو آمادہ کیا جائے کہ وہ ایسے مخصوص مدارس کے قیام اور امانت دار داعیوں کی تیاری کے لئے کوشش کریں جن کے ذریعہ اس یلغار کی تمام صورتوں کا مقابلہ کیا جائے اور ایک جانب اس یلغار کی حقیقت اور اس کی سنگینیوں سے واقفیت حاصل کرنے اور دوسری جانب اسلام کے حقائق اور چشموں سے آگاہی حاصل کرنے والوں کے لئے گہری تحقیقات فراہم کر دی جائیں، اس قسم کے مدارس اور داعیان کرام جس ملک میں جس قدر زیادہ تیار ہوں گے غلط مغربی افکار کے ازالہ کی امید اسی قدر زیادہ ہوگی اور اس طرح ایک ایسا عملی منظّم اور علم سے آراستہ محاذ تیار ہو جائے گا جو اسلامی اقدار کے لئے چیلنج بننے والے تمام رجحانات کے مقابلہ پر اپنی قلعہ بندی کر سکے گا۔

اسی طرح اجلاس ہر جگہ کے علماء اسلام، اسلامی تنظیموں اور اداروں کو بھی متنبہ کرتا ہے کہ وہ ان ملحدانہ خطرناک افکار کے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہو جائیں جو ان کے دین، عقائد اور شریعت اور ان کے وطن کو نابود کر دینا چاہتے ہیں اور لوگوں کو اشتراکیت اور کمیونزم کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے بتائیں کہ یہ دونوں اسلام کے خلاف جنگ ہیں۔

واللہ یقول الحق، وھو یھدي السبیل، والحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین.

[دستخط]

نائب صدر

محمد علی الحرکان

سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

[دستخط]

صدر

عبداللہ بن حمید

صدر مجلس اعلیٰ برائے قضاء سعودی عرب

ممبران

[دستخط]

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

چیئرمین

ادارہ تحقیقات علمیہ وافتاء

سعودی عرب

[دستخط]

محمد محمود الصواف

[دستخط]

صالح بن عثیمین

[دستخط]

محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]

محمد رشید قبانی

[دستخط]

مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]

محمد رشیدی

[دستخط سے پہلے روانگی]

ابوبکر جومی

[دستخط]

عبدالقدوس الہاشمی الندوی

تیسرا فیصلہ:

قادیانیت اور اس سے وابستگی کا حکم

الحمد لله و الصلاة و السلام علی رسول الله و علی آله و أصحابه
و من اهتدی بهداه. أما بعد.

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سیمنار میں قادیانی جماعت کا جائزہ لیا گیا جس کا ظہور انیسویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں ہوا تھا اور جسے احمدیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اجلاس نے اس مذہب کا مطالعہ کیا جس کی دعوت اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۷۶ء) نے دی ہے اور اس کا دعوی ہے کہ وہ نبی ہے، اس پر وحی آتی ہے، وہ مسیح موعود ہے اور یہ کہ پیغمبر اسلام سیدنا محمد بن عبد اللہ ﷺ پر نبوت ختم نہیں ہوئی ہے (جیسا کہ قرآن کریم اور سنت کی صراحت کے مطابق ختم نبوت کا عقیدہ تمام مسلمانوں کا ہے)۔ اس کا دعوی ہے کہ اس پر دس ہزار سے زائد آیتیں اتاری اور وحی کی گئی ہیں، اس کی تکذیب کرنے والا کافر ہے نیز یہ کہ قادیان کا حج تمام مسلمانوں پر واجب ہے، کیونکہ قادیان مکہ اور مدینہ کی طرح مقدس ہے اور قرآن کریم میں اسی کا نام مسجد اقصی بتایا گیا ہے یہ تمام باتیں اس کی مطبوعہ کتاب ''براہین احمدیہ'' اور ''تبلیغ'' نامی رسالہ میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

اکیڈمی کے اجلاس نے غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور خلیفہ مرزا بشیر الدین کے اقوال وتصریحات کا بھی جائزہ لیا۔ اس کی کتاب '' آئینہ صداقت'' میں اس کا یہ قول موجود ہے کہ '' جو مسلمان بھی مسیح موعود (یعنی اس کے والد مرزا غلام احمد) کی بیعت میں داخل نہ ہو خواہ اس نے

ان کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو، وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے" (کتاب مذکور صفحہ ۳۵)۔

قادیانی اخبار "الفضل" میں خود اس نے اپنے والد غلام احمد قادیانی کا یہ قول نقل کیا ہے: "مسلمانوں سے ہمارا ہر چیز میں اختلاف ہے: اللہ، رسول، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکاۃ، ان میں سے ہر چیز میں ان کے ساتھ ہمارا جوہری اختلاف ہے" (اخبار "الفضل" ۳۰ / جولائی ۱۹۳۱ء)۔

اسی اخبار کی تیسری جلد میں یہ عبارت بھی ہے کہ "بے شک مرزا ہی نبی محمد ﷺ ہیں"، اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کی زبان سے قرآن کے ان الفاظ "ومبشرًا برسول يأتي من بعدي اسمه أحمد" کا مصداق خود اپنی ذات کو قرار دیا ہے (کتاب انذار الخلافۃ صفحہ ۲۱)۔

اجلاس نے معتبر مسلمان علماء اور اہل قلم کی ان تحریروں کو بھی اپنے پیش نظر رکھا جن میں فرقۂ قادیانی احمدی کے اسلام سے مکمل طور پر خارج ہونے کی وضاحت کی گئی ہے۔

اسی بنیاد پر پاکستان میں شمالی حدود کی صوبائی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں اپنے تمام ممبران کی متفقہ آراء سے یہ فیصلہ کیا کہ باشندگان پاکستان میں قادیانی فرقہ ایک غیر مسلم اقلیت ہے، پھر پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی کہ قادیانی فرقہ ایک غیر مسلم اقلیت ہے۔

اس عقیدہ کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ہندوستان کی انگریزی حکومت جس کی تائید وحمایت اسے حاصل رہی ہے، کے نام اپنے خطوط میں حرمت جہاد کا اعلان بھی کیا، اس نے جہاد کے تصور کی نفی کی تاکہ مسلمان ہندوستان کی استعماری انگریزی حکومت کے وفادار بن جائیں، کیونکہ کچھ جاہل مسلمانوں کی طرف سے نظریہ جہاد کی اشاعت مسلمانوں کی طرف سے انگریزوں کی وفاداری میں مانع بنتی ہے۔

وہ اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" طبع ششم کے ضمیمہ میں صفحہ ۱۷ پر لکھتا ہے: "مجھے یقین ہے کہ میرے متبعین جتنے زیادہ ہوں گے اور ان کی تعداد جس قدر بڑھے گی جہاد پر ایمان رکھنے والے کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ میرے مسیح یا مہدی ہونے پر ایمان لانے سے جہاد کا انکار لازم آتا ہے" (دیکھیے: مولانا ابو الحسن علی ندوی کا رسالہ، شائع کردہ رابطہ، صفحہ ۲۵)۔

اکیڈمی کا یہ اجلاس قادیانیت کے عقیدہ، آغاز، اس کی بنیادیں اور اسلام کے صحیح عقیدہ کی بیخ کنی اور مسلمانوں کو اپنے عقیدہ سے گمراہ کرنے والے ان کے خطرناک مقاصد سے متعلق ان تمام ثبوت و دلائل اور ان کے علاوہ دیگر بہت سارے تفصیلی ثبوت کی بنیاد پر بالاتفاق یہ فیصلہ کرتا ہے کہ قادیانیت (جسے احمدیت بھی کہتے ہیں) کا عقیدہ اسلام سے مکمل طور پر الگ ہے اور اس کے ماننے والے کافر اور اسلام سے مرتد ہیں اور ان کا اپنے کو مسلمان ظاہر کرنا سراسر دھوکا ہے۔ اکیڈمی کا یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ مسلم حکومتوں، علماء، اہل قلم، مفکرین اور دعاۃ وغیرہ کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دنیا کے ہر گوشہ میں اس گمراہ فرقہ کا مقابلہ کریں۔ وباللہ التوفیق.

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان
سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

[دستخط]
صدر
عبداللہ بن حمید
صدر مجلس اعلی برائے قضاء سعودی عرب

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
چیئرمین
ادارہ تحقیقات علمیہ وافتاء
سعودی عرب

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد رشیدی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی الندوی

[دستخط سے پہلے روانگی]
ابوبکر جومی

چوتھا فیصلہ:

بہائیت اور اس سے وابستگی کا حکم

الحمد لله والصلاة و السلام على رسول الله و على آله و أصحابه
و من اهتدى بهداه. أما بعد.

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سمینار میں گذشتہ صدی کے نصف آخر میں ایران کے اندر ظاہر ہونے والے بہائی فرقہ کا جائزہ لیا گیا جسے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں پھیلے کچھ لوگ اپنا مذہب قرار دیتے ہیں۔

اجلاس نے اس مذہب کی حقیقت، اس کے قیام، اس کی دعوت، اس کی کتابوں اور اس کے بانی مرزا حسین علی مازندرانی مولود بتاریخ ۲۰رمحرم ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۲رنومبر ۱۸۱۷ء کے حالات زندگی اور اس کے متبعین پھر اس کے خلیفہ اور بیٹے عباس آفندی مشہور بہ عبدالبہاء کی زندگی اور اس فرقہ کے اعمال و سرگرمیوں کو منظم کرنے والے ان کے مذہبی امور سے متعلق بہت سارے علماء، اہل قلم اور واقفیت رکھنے والے اصحاب کی تحریروں کا جائزہ لیا۔

بیشتر مستند ثبوت جنھیں خود بعض بہائیوں نے بھی پیش کیا ہے، سے آگاہی اور جائزہ کے بعد اکیڈمی کا اجلاس درج ذیل قرارداد منظور کرتا ہے:

۱۔ ''بہائیہ'' ایک گھڑا ہوا نیا مذہب ہے جو اس ''بابیہ'' مذہب کی بنیاد پر قائم ہے جو خود بھی ایک گھڑا ہوا نیا مذہب ہے جس کا بانی علی محمد نامی شخص ہے، اس شخص کی پیدائش یکم محرم

۱۲۳۵ھ مطابق اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں ہوئی۔ ابتداء میں اس کے رجحانات شیخیہ کے طریقہ پر صوفیانہ اور فلسفیانہ تھے، طریقۂ شیخیہ کی ابتداء اس کے گمراہ استاذ کاظم رشتی خلیفہ احمد زین الدین الاحسائی نے کی تھی، جس کا خیال تھا کہ اس کا جسم فرشتوں کے جسم کی طرح نورانی ہے اور وہ بہت سے دوسرے باطل مغالطوں اور خرافات کا قائل ہوا۔

علی محمد نے بھی اپنے استاذ کی یہی بات کہی، پھر اس سے علاحدہ ہو گیا اور ایک عرصہ کے بعد ایک نئے روپ میں ظاہر ہو کر دعوی کیا کہ وہ علی ابن ابی طالب ہے، جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ (باب) ہے''، اسی لئے اس نے اپنا نام ''باب'' رکھ لیا، پھر اس نے دعوی کیا کہ وہ مہدی منتظر کا باب ہے، پھر اس نے کہا کہ وہ خود مہدی ہے، پھر اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس نے الوہیت کا دعوی کیا اور اپنا نام ''اعلی'' قرار دیا، جب مرزا حسین علی مازندرانی (جو بہاء نام رکھتا تھا) پروان چڑھا جو ''باب'' کا ہم عصر تھا، تو ''باب'' کی دعوت کا پیروکار رہا، لیکن جب اس کو اپنے کفر اور فتنہ کی وجہ سے قتل کر دیا گیا، تو مرزا حسین علی نے اعلان کیا کہ بابیوں کی سربراہی کے لئے ''باب'' کی طرف سے اس کے حق میں وصیت کی گئی ہے اور اس طرح وہ ان کا سربراہ بن گیا اور اپنا نام بہاء الدین رکھ لیا۔

پھر آگے چل کر اس نے اعلان کیا کہ تمام مذاہب اس کے ظہور کے لئے پیش خیمہ تھے اور وہ سب ناقص تھے، یہی دین ان کی تکمیل کرتا ہے اور وہ خود اللہ کی صفات سے آراستہ ہے اور اللہ کے افعال کا سرچشمہ ہے اور اللہ کا اسم اعظم خود اس کا نام ہے، رب العالمین کا وہی مصداق ہے اور جس طرح اسلام نے سابقہ تمام ادیان کو منسوخ کر دیا تھا اسی طرح بہائیت سے اسلام منسوخ ہو گیا ہے (معاذ اللہ)۔

''باب'' اور اس کے متبعین نے قرآنی آیات کی ایسی تاویلات کیں جن سے آیات قرآنی ان کے عقائد باطلہ کے موافق ہو جائیں اور اسے شریعت کے احکام میں تبدیلی کا اختیار

حاصل ہو جائے، اس نے عبادات کے نئے طریقے جاری کئے جن پر اس کے پیروکار اس کی عبادت میں عمل کرتے ہیں۔

بہائیت کے اسلام کی اساس کو منہدم کر دینے والے عقائد خصوصاً بہائیت کے بشری وثنیت پر مبنی دعوائے الوہیت اور احکام شریعت میں تبدیلی کے اختیار سے متعلق واضح ومستند ثبوت اکیڈمی کے سامنے آئے، ان کی بنیاد پر اکیڈمی بالاتفاق طے کرتی ہے کہ بہائیت اور بابیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ اسلام کے خلاف جنگ ہیں، ان کے متبعین کھلم کھلا کافر ہیں جس میں ذرا بھی کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔

اکیڈمی دنیا کے تمام خطوں کے مسلمانوں کو اس کافر اور مجرم فرقہ سے چوکنا کرتی ہے اور انہیں آمادہ کرتی ہے کہ وہ اس کا مقابلہ کریں، ان سے پوری طرح چوکنا رہیں، خصوصاً جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ استعماری ممالک اسلام اور مسلمانوں کی تباہی اور انتشار کے لئے اس کا تعاون کرتے ہیں، واللہ الموفق۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید
سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی	صدر مجلس اعلی برائے قضاء سعودی عرب

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
چیئرمین ادارہ تحقیقات علمیہ وافتاء سعودی عرب	[دستخط]	[دستخط]
	محمد بن عبداللہ السبیل	محمد رشید قبانی

[دستخط] مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط] محمد رشیدی

[دستخط] عبدالقدوس الہاشمی الندوی

[دستخط سے پہلے روانگی]

ابوبکر جومی

پانچواں فیصلہ:

انشورنس اور اس کی مختلف شکلیں

اسلامی فقہ اکیڈمی نے انشورنس کی مختلف شکلوں پر غور کرتے ہوئے اس موضوع پر تحریر کردہ علماء کی بہت ساری تحریروں کو بھی دیکھا۔ اکیڈمی کے سامنے وہ فیصلہ بھی تھا جو سعودی عرب کی ھیئۃ کبار العلماء کے اجلاس نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ ۴/۴/۱۳۹۷ھ ریاض میں انشورنس کی تمام صورتوں کی حرمت کے بارے میں کیا ہے۔

بھرپور جائزہ اور غور وفکر کے بعد اکیڈمی نے اکثریت کی رائے سے انشورنس کی تمام شکلوں جان، تجارتی سامان یا دیگر اموال کے انشورنس کو ناجائز قرار دیا۔

اجلاس نے متفقہ طور پر ھیئۃ کبار العلماء کے اجلاس کے اس فیصلہ کی بھی تائید کی کہ تجارتی بیمہ تو حرام ہے لیکن تعاونی بیمہ جائز ہے، اس سلسلہ میں قرارداد مرتب کرنے کی ذمہ داری ایک مخصوص کمیٹی کے سپرد کی گئی۔

انشورنس سے متعلق قرارداد کمیٹی کی رپورٹ:

اکیڈمی نے ۱۴/شعبان ۱۳۹۸ھ بروز چہارشنبہ کے اجلاس میں بیمہ کی تمام صورتوں اور شکلوں سے متعلق قرارداد مرتب کرنے کے لئے درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی:

۱۔ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز

۲۔ فضیلۃ الشیخ محمد محمود الصواف

۳۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل

کمیٹی نے غور وفکر کے بعد درج ذیل قرارداد مرتب کی:

اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے پہلے سمینار منعقدہ ۱۰ رشعبان ۱۳۹۸ھ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے مرکز میں انشورنس کی مختلف شکلوں پر غور کیا۔ اکیڈمی نے اس موضوع پر علماء کی تحریروں اور مجلس ھیئۃ کبار العلماء کا وہ فیصلہ بھی اپنے پیش نظر رکھا جو مجلس کے دسویں سمینار منعقدہ ۴ر۴ر۹۷ھ بمقام ریاض سعودی عرب قرارداد نمبر ۵۵ کے تحت تجارتی بیمہ کی تمام شکلوں کے حرام ہونے کے بارے میں کیا گیا ہے۔

ہر پہلو سے غور وفکر اور تبادلہ خیال کے بعد اکیڈمی نے شیخ مصطفیٰ زرقاء کے علاوہ دیگر شرکاء کی متفقہ رائے سے درج ذیل دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کیا کہ تجارتی بیمہ کی تمام صورتیں حرام ہیں، خواہ جان کا بیمہ ہو یا سامان تجارت کا بیمہ یا کسی اور چیز کا:

۱- تجارتی بیمہ ان مالی معاملات میں سے ہے جن میں احتمال پایا جاتا ہے اور جو غرر فاحش (بہت زیادہ دھوکہ) پر مشتمل ہوتا ہے، کیونکہ بیمہ کرانے والا عقد کے وقت اس بات سے ناواقف ہوتا ہے کہ اسے کل کتنی رقم دینی ہے اور کل کتنی رقم حاصل ہوگی، بسا اوقات وہ صرف ایک یا دو قسطیں ادا کرتا ہے اور حادثہ پیش آجاتا ہے اور بیمہ کی مکمل رقم کا وہ مستحق ہو جاتا ہے اور کبھی حادثہ پیش ہی نہیں آتا اور وہ تمام قسطیں ادا کرنے کے بعد بھی کسی رقم کا مستحق نہیں ہوتا ہے، اسی طرح بیمہ کرنے والا شخص بھی ہر ہر عقد سے متعلق حاصل ہونے والی اور ادا کی جانے والی رقم کی مقدار متعین کرنے سے قاصر رہتا ہے اور صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے بیع غرر کی ممانعت ثابت ہے۔

۲- تجارتی بیمہ کا معاملہ جوئے کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، اس لئے کہ اس میں مالی معاوضات میں خطرہ اٹھانا اور خطرہ میں ڈالنا، نیز اس میں ارتکاب جرم کا سبب بنے بغیر ضمان دینا پڑتا ہے اور اس میں بلا کسی عوض کے یا غیر مساوی عوض کے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے،

بیمہ کرانے والے کو بیمہ کی مکمل رقم ادا کرنی ہوتی ہے اور بسا اوقات حادثہ نہیں پیش آتا ہے، لیکن بیمہ کرنے والا کسی بھی عوض کے بغیر بیمہ کی تمام قسطیں حاصل کرتا ہے، ایسے معاوضہ میں جب جہالت (ناواقفیت) بھی موجود ہو تو معاملہ قمار بن جاتا ہے اور اس آیت میں مذکور ممانعت کے عموم میں داخل ہوجاتا ہے: ﴿یاأیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر و الأنصاب و الأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون﴾ [سورہ المائدۃ/ ۹۰] (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو)، اور اس کے بعد والی آیت۔

۳- تجارتی بیمہ سود کی دونوں قسموں (ربا الفضل و النسأ) پر مشتمل ہوتا ہے، کیونکہ بیمہ کمپنی بیمہ کرانے والے شخص یا اس کے وارثین کو جمع کردہ رقم سے زیادہ ادا کرتی ہے جو ربا الفضل ہوا اور ایک عرصہ کے بعد رقم ادا کرتی ہے جو ربا النسأ ہوا اور اگر کمپنی بیمہ کرانے والے کو اس کی جمع کردہ رقم کے برابر رقم ادا کرتی ہے تو صرف ربا النسأ ہوا اور یہ دونوں ہی نص اور اجماع کی رو سے حرام ہیں۔

۴- تجارتی بیمہ کا معاملہ شرط بدنے کی قبیل سے ہے جو حرام ہے، کیونکہ دونوں میں جہالت، غرر اور جوا بازی ہے اور شریعت نے شرط لگانے کو اسی حد تک جائز قرار دیا ہے جس میں اسلام کی نصرت ہوتی ہو اور اس کے شعائر کا ظہور حجت اور مقابلہ کے ذریعہ ہوتا ہو، رسول کریم ﷺ نے صرف تین چیزوں میں بالعوض مقابلہ کی اجازت دی ہے، ارشاد گرامی ہے: "لا سبق إلا في خف أو حافر أو نصل" (مسابقت نہیں ہو سکتی مگر اونٹ کی دوڑ میں یا گھوڑے کی دوڑ میں یا تیر اندازی میں)، بیمہ ان میں سے کسی میں نہ داخل ہے اور نہ کسی سے مشابہت رکھتا ہے، اس لئے حرام ہے۔

۵- تجارتی بیمہ کے اندر دوسرے کا مال بغیر عوض حاصل ہوتا ہے اور تجارتی مبادلات میں بغیر عوض دوسرے کا مال حاصل کرنا درج ذیل آیت کریمہ کی عمومی ممانعت کی رو سے حرام ہے: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم﴾ [سورہ النساء/۲۹] (اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں)۔

٦- تجارتی بیمہ میں ایسی چیز لازم کی جاتی ہے جو شرعاً لازم نہیں ہوتی، کیونکہ حادثہ کا وقوع نہ تو بیمہ کرنے والے کی جانب سے ہوتا ہے نہ حادثہ کے وقوع میں وہ سبب بنتا ہے، وہ تو محض نقصان کے امکانی وقوع پر نقصان کی ضمانت کا معاملہ ایک ایسی رقم کے عوض بیمہ کرانے والے کے ساتھ کرتا ہے جو رقم بیمہ کرانے والا اسے ادا کرتا ہے، حالانکہ بیمہ کرنے والا بیمہ کرانے والے کے لئے کوئی کام انجام نہیں دیتا ہے، اس لئے وہ حرام ہے۔

تجارتی بیمہ کے علی الاطلاق یا اس کی بعض صورتوں کے جواز کے قائلین نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے، ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

الف- استصلاح سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ اسلامی شریعت میں مصالح کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم ان مصالح کی ہے جنہیں شریعت نے معتبر قرار دیا ہے، ان سے استدلال درست ہے۔ دوسری قسم ایسے مصالح کی ہے جن کے بارے میں شریعت نے خاموشی اختیار کی ہے، نہ ان کے معتبر ہونے کی صراحت ہے نہ غیر معتبر ہونے کی۔ یہ قسم مصالح مرسلہ کہلاتی ہے اور اس قسم میں مجتہدین کے لئے اجتہاد کی گنجائش ہے۔ تیسری قسم کے مصالح وہ ہیں جن کے غیر معتبر ہونے کی صراحت شریعت میں موجود ہے، تجارتی بیمہ چونکہ جہالت، غرر اور قمار وسود پر مشتمل ہے اس لئے یہ شریعت کے نزدیک غیر معتبر

قسم میں داخل ہو جاتا ہے کہ اس کی اچھائی پر اس کی برائی غالب ہے۔

ب۔ اباحت اصلی کا ضابطہ بھی اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا ہے، کیونکہ تجارتی بیمہ کے غلط ہونے پر قرآن اور سنت کے دلائل موجود ہیں، اباحت اصلی پر عمل کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے سلسلہ میں کوئی ہدایت نہ ملتی ہو جب کہ یہاں حکم موجود ہے، لہٰذا استدلال درست نہیں ہے۔

ج۔ ''ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں'' کے ضابطہ سے بھی استدلال درست نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے جن پاک ذرائع رزق کو حلال قرار دیا ہے وہ ان سے زیادہ ہیں جن کو حرام قرار دیا ہے۔ پس یہاں کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جس کا شرع اعتبار کرے اور جس کی وجہ سے آدمی بیمہ کرنے پر مجبور ہو۔

د۔ عرف سے استدلال بھی درست نہیں ہے، کیونکہ عرف قانون سازی کے لئے دلیل نہیں ہے، وہ تو صرف احکام کی تطبیق، نصوص کے الفاظ کی مراد کی تعیین اور لوگوں کے الفاظ قسم اور اقوال و افعال میں مقصود کی تعیین کے لئے فیصل بنتا ہے، جو چیز واضح ہو اور اس کا مقصود متعین ہو اس میں عرف کا کوئی دخل نہیں ہے، بیمہ کی ممانعت پر واضح دلائل موجود ہیں، لہٰذا ان دلائل کے ہوتے ہوئے عرف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ہ - یہ استدلال کہ تجارتی بیمہ مضاربت یا اسی جیسا ایک معاملہ ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ مضاربت میں سرمایہ اپنے مالک کی ملکیت سے نہیں نکلتا ہے، جب کہ بیمہ کرانے والا جو رقم ادا کرتا ہے وہ بیمہ کمپنی کے ضابطہ کے مطابق مالک کی ملکیت سے نکل کر کمپنی کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے، مالک کی موت کی صورت میں مضاربت کے سرمایہ کے مستحق مالک کے وارثین ہوتے ہیں، لیکن بیمہ میں کبھی تو قانون کے مطابق وارثین بیمہ کی مکمل رقم کے مستحق ہوتے ہیں، خواہ ان کے مورث نے صرف ایک ہی قسط ادا کی ہو،

اور کبھی مستحق ہی نہیں ہوتے، مثلاً اس طور پر کہ استفادہ کا حق بیمہ کرانے والے اور اس کے وارثین کے علاوہ کسی دوسرے کو سونپ دیا گیا ہو، نیز مضاربت کے اندر نفع کی تقسیم فیصد کے اعتبار سے دونوں شراکت داروں کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ بیمہ میں نفع اور نقصان دونوں صرف کمپنی کے لئے ہوتے ہیں، بیمہ کرانے والے کو صرف مقررہ یا غیر مقررہ رقم ملتی ہے۔

و- ولاء الموالاۃ (شرعاً مورث اور وارث کے مابین معاہدہ جو بعض حالات میں میراث کا سبب ہوتا ہے) پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے، یہ قیاس مع الفارق ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیمہ کے اندر مقصود مادی منفعت ہوتی ہے جس کے اندر غرر، قمار اور غیر معمولی جہالت شامل ہوتی ہے، اس کے برعکس ولاء الموالاۃ میں اولین مقصود اسلامی اخوت، باہمی تعاون اور نرم گرم تمام حالات میں باہمی ہمدردی ہوتی ہے، مادی منفعت کا قصد ضمناً ہوتا ہے۔

ز- لازم الایفاء وعدہ پر بھی تجارتی بیمہ کا قیاس درست نہیں، کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ قرض یا عاریت دینے یا نقصان برداشت کرنے کا وعدہ خاص نیکی کے باب سے تعلق رکھتا ہے، اس واسطے اس کی پاسداری واجب یا مکارم اخلاق میں سے ہوتی ہے، جبکہ تجارتی بیمہ ایک تجارتی معاوضہ ہوتا ہے جس سے مادی نفع آوری مقصود ہوتی ہے، پس تبرعات (بلا معاوضہ عطیات) میں جس حد تک جہالت وغرر کو نظر انداز کیا جاتا ہے ان میں نہیں کیا جاتا۔

ح- تجارتی بیمہ کو ''مجہول کے ضمان اور غیر واجب کے ضمان'' پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ ضمان یعنی کفالت سے محض احسان مقصود ہوتا ہے، لیکن بیمہ ایک تجارتی معاملہ ہے جس کا پہلا مقصد مادی منفعت ہے، اگر اس سے

کوئی نیکی کا کام بھی ہو جاتا ہے تو وہ ضمناً اور غیر مقصود ہوتا ہے اور احکام کے اندر اصل مقصد کا اعتبار ہوتا ہے، ضمنی منفعت کا جب تک ضمنی اور غیر مقصود ہو، اعتبار نہیں ہوتا۔

ط- تجارتی بیمہ کو راستہ کے خطرے کے ضمان پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے، جیسا کہ اس سے اوپر دلیل گزری۔

ی- تجارتی بیمہ کو ریٹائرمنٹ کے نظام پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ریٹائرمنٹ کی صورت میں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ایک ایسا حق ہے جس کی ادائیگی کا پابند سربراہ اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے اور اس میں ذمہ دار کے پیش نظر یہ بات ہوتی ہے کہ ملازم نے امت کی کیا خدمت کی ہے اور اس کے لئے ایسا نظام بنایا جاتا ہے جس میں ملازم سے قریب ترین لوگوں کے مفاد کی رعایت کی جاتی ہے اور ان کی ضرورت کے مواقع کو دیکھا جاتا ہے، لہذا ریٹائرمنٹ کا نظام حکومت اور اس کے ملازمین کے درمیان کوئی مالی معاملہ نہیں ہے، اس لئے اس میں اور بیمہ میں یکسانیت نہیں ہے جو تجارتی مالی معاوضہ ہوتا ہے اور جس میں بیمہ کرانے والوں سے کمپنیاں ناجائز طریقوں سے کماتی ہیں، ریٹائرمنٹ کی حالت میں جو رقم دی جاتی ہے وہ رعایا کی نگراں حکومت پر ان ملازمین کا حق اور ان خدمات اور ذہنی وجسمانی تعاون کا صلہ ہوتا ہے جو انہوں نے قوم کے لئے پیش کیا تھا۔

ک- تجارتی بیمہ کو نظام عاقلہ پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے اور یہ قیاس مع الفارق ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ قتل خطا اور قتل شبہ عمد میں عاقلہ پر وجوب دیت کی وجہ قاتل کے ساتھ ان کی قرابت داری اور رشتہ ہے جو بلا کسی عوض کے تعاون ونصرت اور ہمدردی کا سبب ہے، دوسری طرف تجارتی بیمہ کے معاہدے آمدنی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں جو جذبات احسان اور صلہ و ہمدردی سے بالکل علاحدہ محض مالی معاوضہ پر قائم

ہوتے ہیں۔

ل- تجارتی بیمہ کے عقود کو عقود حراسہ (چوکیداری کے معاملہ) پر بھی قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ دونوں مسئلوں میں امن وامان سرے سے محل عقد ہی نہیں ہے، بیمہ میں محل عقد قسطیں اور بیمہ کی رقم ہے اور نگرانی میں محل عقد چوکیدار کی محنت اور نگرانی کی اجرت ہے، امن وامان تو اس کا نتیجہ ہے، کیونکہ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو زیر نگرانی اشیاء کے نقصان کی صورت میں پہریدار کو اجرت نہیں ملنی چاہیئے۔

م- امانت رکھنے پر بھی اسے قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے، اس میں صاحب امانت شخص امانت کے سامان کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور اس عمل کے عوض اجرت کا مستحق ہوتا ہے، اس کے برعکس بیمہ کرانے والا جو رقم ادا کرتا ہے، بیمہ کرنے والے کی جانب سے اس کے بالمقابل عمل نہیں ہوتا ہے اور وہ رقم بیمہ کرانے والے کو منفعت کے ساتھ واپس ملتی ہے، یہ محض امن واطمینان کی ضمانت ہے اور ضمان میں عوض کی شرط درست نہیں ہے، بلکہ شرط لگانے سے عقد ہی فاسد ہو جاتا ہے اور اگر بیمہ کی رقم کو قسطوں کے بالمقابل قرار دیا جائے تو وہ تجارتی معاوضہ ہو گا جس میں بیمہ کی رقم یا اس کی مدت عوض قرار پائے گی، لہذا امانت بالأ جر سے یہ مختلف ہو گیا۔

ن- کپڑوں کے تاجروں کے بنکروں کے ساتھ معاملہ پر بیمہ کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ مسئلہ تعاونی بیمہ کی ایک شکل ہے اور تجارتی بیمہ ایک تجارتی معاوضہ ہے، لہذا اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اکیڈمی کا اجلاس باتفاق رائے سعودی عرب کے ھیئۃ کبار العلماء کے فیصلہ نمبر ۵۱ مؤرخہ ۴/۴/۱۳۹۷ھ بابت تعاونی بیمہ کے جواز اور تجارتی بیمہ کی حرمت کی بھی درج ذیل دلائل کی بنیاد پر تائید کرتا ہے:

اول: تعاونی بیمہ عقد تبرع کی ایک قسم ہے جس کا مقصود اصلی نقصانات کا خاتمہ اور حوادث کے مواقع پر ذمہ داری میں اشتراک ہے، اس کے لئے کچھ اشخاص کچھ نقد رقومات جمع کرتے ہیں اور آفت زدہ شخص کا تعاون کرتے ہیں، تعاونی بیمہ گروپ کا مقصد نہ تجارت ہوتا ہے اور نہ دوسروں کے مال سے حصول نفع بلکہ اپنے درمیان نقصانات کی تقسیم اور ان کی تلافی مقصود ہوتی ہے۔

دوم: تعاونی بیمہ سود کی دونوں قسموں ربا الفضل اور ربا النسأ (زیادتی اور ادھار) سے خالی ہوتا ہے، اس کے حصہ داروں کا عقد نہ تو سودی ہوتا ہے اور نہ جمع شدہ قسطوں کو سودی معاملات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

سوم: تعاونی بیمہ میں حاصل ہونے والی منفعت کی مقدار سے حصہ داروں کی عدم واقفیت بھی کوئی ضرر رساں نہیں ہے، کیونکہ یہ لوگ عطیہ کرنے والے ہوتے ہیں جہاں خطرہ، غرر اور قمار نہیں ہوتا، اس کے برعکس تجارتی بیمہ ایک مالی تجارتی معاوضہ ہوتا ہے۔

چہارم: حصہ دار یا ان کے نمائندے جمع شدہ قسطوں کی سرمایہ کاری کر کے اس تعاون کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں، سرمایہ کاری کرنے والے خواہ رضا کارانہ یہ کام انجام دیں یا کسی اجرت پر، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اجلاس کی رائے ہے کہ یہ تعاونی بیمہ درج ذیل امور سے مخلوط تعاونی بیمہ کمپنی کی شکل پر ہو:

۱۔ اسلامی اقتصادی فکر کا التزام کیا جائے جو افراد کو مختلف اقتصادی اسکیمیں چلانے کی آزادی دیتا ہے اور حکومت کی حیثیت صرف ان حصوں کو مکمل کرنے والے عنصر کی ہوتی ہے جنہیں یہ افراد انجام نہ دے سکتے ہوں۔ وہ ان اسکیموں کی کامیابی اور ان کے مقصد کی سلامتی کے لئے نگرانی و رہنمائی کا فریضہ انجام دے گی۔

۲- تعاونی بیمہ کی فکر اختیار کی جائے جس کی رو سے تعاون کرنے والوں کو پوری اسکیم پر عملداری اور اس کے انتظامی امور اور تنظیمی ذمہ داری میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔

۳- اہل علاقہ کو تعاونی بیمہ اپنانے اور انفرادی کوششوں اور شخصی جذبات سے استفادہ کی تربیت دی جائے، کیونکہ انتظامی امور میں اہل علاقہ کی اپنی شرکت ان میں خطرات سے تحفظ کا زیادہ جذبہ اور بیداری پیدا کرے گی اور اس کے نتیجہ میں تعاونی بیمہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا، کیونکہ خطرات سے تحفظ کے نتیجہ میں آئندہ ان پر واجب الادا قسطیں کم ہوجائیں گی، جس طرح خطرات پیش آنے سے مستقبل میں قسطیں بڑھ جاتی ہیں۔

۴- مخلوط کمپنی کی صورت ہونے سے بیمہ کی شکل حکومت سے رعایا کو ملنے والے کسی ہدیہ یا عطیہ کی نہیں ہوگی، بلکہ حکومت کے ساتھ خود لوگوں کی اپنی شرکت اپنے تحفظ اور اس احساس کے ساتھ اپنے تعاون کے لئے ہوگی کہ وہ خود اس عملی مفاد کے علمبردار ہیں، یہ موقف زیادہ مثبت طور پر ان معاونین کو حکومت کے رول کا احساس دلائے گا اور ساتھ ہی وہ احساس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہوں گے۔

اجلاس کی رائے ہے کہ تعاونی بیمہ سے متعلق تفصیلی مواد کی تیاری میں درج ذیل بنیادوں کی رعایت رکھی جائے:

۱- تعاونی بیمہ کی تنظیم کا ایک مرکزی آفس ہو جس کے تحت تمام شہروں میں اس کی شاخیں ہوں اور تنظیم کے اندر علاحدہ علاحدہ نقصانات کی تلافی اور علاحدہ علاحدہ پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے اعتبار سے علاحدہ شعبے ہوں، مثلاً شعبہ برائے صحت بیمہ (Health Insurance)، شعبہ برائے معذورین و پیرانہ سالی بیمہ وغیرہ یا مثلاً ایک شعبہ پھیری لگانے والوں کے لئے ہو، ایک شعبہ تاجروں کے لئے ہو، ایک شعبہ

طلبہ کے لئے ہو، ایک شعبہ آزاد پیشہ والے جیسے انجینئرس، ڈاکٹرس اور وکلاء وغیرہ کے لئے ہو۔

۲- تعاونی بیمہ تنظیم انتہائی درجہ آسان وسہل ہو اور پیچیدہ طریقوں سے بالکل دور ہو۔

۳- تنظیم کی ایک مجلس اعلی ہو جو طریقہ کار طے کرے اور ایسے لازمی ضوابط تجویز کرے جو شرعی قواعد سے ہم آہنگ ہونے کی صورت میں نافذ العمل ہوں۔

۴- اس مجلس کے ارکان میں سے کسی کو حکومت اپنا نمائندہ مقرر کرے اور حصہ داروں کی طرف سے منتخب افراد مجلس کے ارکان ہو کر حصہ داروں کے نمائندے بنیں، تاکہ اس مجلس پر حکومت کی نگرانی بآسانی ہو سکے اور اس کی سمت سفر کی درستگی اور ناکامی سے تحفظ کے سلسلے میں اسے اطمینان حاصل رہے۔

۵- اگر نقصانات تنظیم کی آمدنی سے زائد ہو جائیں جو قسطوں میں اضافہ کا سبب بننے لگیں تو حکومت اور شرکاء اس اضافہ کو برداشت کریں۔

اکیڈمی کا یہ اجلاس مجلس هيئة كبار العلماء کی تجویز اور اس کے اس احساس کی تائید کرتا ہے کہ تعاونی کمپنی کے لئے تفصیلی مواد کی تیاری ماہرین اور اصحاب اختصاص کے ذریعہ کرائی جائے۔

والله ولي التوفيق.

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين ۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید
سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی	

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
چیئرمین
ادارہ تحقیقات علمیہ وافتاء
سعودی عرب

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد رشیدی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی الندوی

[دستخط سے پہلے روانگی]
ابوبکر جومی

استاذ مصطفیٰ الزرقاء کا اختلاف

میرے بھائی فاضل اساتذہ، ارکان کمیٹی!

میں آپ حضرات کی اس رائے سے کہ آپ کے بقول تجارتی بیمہ اور اس کی مختلف صورتیں حرام ہیں، اسی طرح اس فرق سے جو آپ نے تجارتی بیمہ اور تعاونی بیمہ کے درمیان کیا ہے، اختلاف کرتا ہوں۔ میری رائے میں بیمہ خود ایک تعاونی طریقہ ہے، جس کا سسٹم ہی یہ ہے کہ ان نقصانات کی تلافی کی جائے جو بیمہ کرانے والوں کو پیش آتے ہیں، وہ بذات خود اپنی تینوں صورتوں کے ساتھ جائز ہے۔ یعنی اشیاء کا بیمہ، تھرڈ پارٹی بیما اور وہ بیمہ جسے غلط نام دیتے ہوئے جان کا بیمہ کہا جاتا ہے، شرعاً جائز ہیں۔

اس جواز پر میں نے اپنے فراہم کردہ قرآن کریم اور سنت نبوی کے دلائل، شریعت کے قواعد، اس کے عمومی مقاصد، ان پر صحیح قیاس کرتے ہوئے فقہی شواہد اور اس وہم کا ازالہ کہ وہ حرام قمار اور مقابلہ کے دائرہ میں آتا ہے اور اسی طرح اس شبہ کا ازالہ کہ وہ سود ہے، یہ تمام چیزیں اپنی شائع شدہ کتاب ''عقد التأمين وموقف الشريعة الإسلامية منه'' (بیمہ اور اس سے متعلق اسلامی شریعت کا موقف) میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کردی ہیں، جن سے آپ حضرات واقف بھی ہیں اور موجودہ پوری دنیا میں اس کی ضرورت سے آگاہ بھی۔

میں نے اس اجلاس میں بھی واضح کیا کہ تعاونی اور تجارتی بیمہ کی تقسیم کی کوئی دلیل نہیں ہے، ہر بیمہ اس نظریہ پر قائم ہے کہ نقصانات کی تقسیم کردی جائے اور نقصان کے شکار شخص کے سر پر آنے والے نقصان کو ایک پیشہ سے وابستہ ان قلیل افراد کے درمیان ممکنہ بڑی سے بڑی تعداد پر منقسم کردیا جائے جو کسی نوع کے خطرہ کا شکار ہوتے رہتے ہیں، لہٰذا وہ ایک مشترکہ فنڈ قائم کرتے ہیں اور جب کسی فرد کو نقصان یا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو اس فنڈ سے جس میں وہ خود بھی

شریک ہوتا ہے، اس کی تلافی کرتے ہیں، یہ قسم جسے اصطلاح میں ''تبادلی'' کہا جاتا ہے اور آپ حضرات نے ''تعاونی'' کا نام دیا ہے، اس کے انتظام کے لئے نہ تو فارغ افراد کی ضرورت ہوتی ہے، نہ انتظامی اور حسابی اخراجات وغیرہ کی۔

لیکن جب بیمہ میں دلچسپی رکھنے والوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، ہزاروں افراد اس میں شامل ہوجاتے ہیں اور مختلف قسم کے خطرات اس کے ذیل میں آجاتے ہیں، اس وقت مستقل ادارہ، انتظام اور بڑے بڑے اخراجات جیسے جگہ کے کرائے، اسٹاف، فرنیچر وغیرہ کی ضرورت پیش آتی ہے اور پھر اس وقت ضروری ہوجاتا ہے کہ اس کے انتظامی امور کے لئے باضابطہ لوگ مقرر ہوں جو اسی ادارہ سے اپنے اخراجات کی تکمیل کریں، جس طرح کوئی بھی تاجر، کاریگر، پیشہ ور یا ملازم اپنے کام وعمل سے اخراجات پورے کرتا ہے۔

اور پھر اس وقت یہ بھی لازمی ہوتا ہے کہ بیمہ کرانے والوں سے لی گئی رقم اور نقصان والوں کو ان کے نقصان کے عوض دی گئی رقم اور اخراجات کے درمیان فرق پیدا ہو اور یہی فرق اس مستقل ادارہ کی منفعت اور تکمیل اخراجات کا ذریعہ ہو جس طرح خریداری اور فروختگی کے درمیان میں ہونے والے قیمت کا فرق تاجر کی منفعت ہوتا ہے۔

اسی منفعت کی حصولیابی کے لئے انشورنس کو جسے آپ حضرات ''تجارتی'' کہتے ہیں، باریک حساب کی بنیاد پر مبنی کرکے قسط کی تعیین کی جاتی ہے جس کی ادائیگی خطرات کی مختلف اقسام کے اندر پالیسی ہولڈر کی طرف سے ضروری ہوتی ہے، دونوں قسموں کے درمیان یہی حقیقی فرق ہے، جہاں تک ''تعاونی'' مفہوم کا تعلق ہے اصل موضوع کی رو سے ان دونوں کے درمیان اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

میں یہ بھی اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اکیڈمی کے اس پہلے اجلاس میں جس میں نصف ارکان ہی شریک ہوسکے ہیں، باقی ارکان اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکے یا شرکت سے معذرت کرلی ہے، موجودہ وقت کے اس اہم اور حساس موضوع یعنی انشورنس کی

حرمت کے بارے میں جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ کیا جائے، دنیا کے تمام حصوں میں لوگوں کے مصالح اس سے وابستہ ہیں اور سارے ممالک مخصوص حالات میں انشورنس کو لازمی قرار دیتے ہیں، جیسے کہ گاڑیوں کا تھرڈ پارٹی انشورنس، تا کہ گاڑی کے حادثات کی صورت میں متاثرین کا خون اس وقت رائیگاں نہ جائے جب گاڑی کا ڈرائیور یا مالک مفلس ہو۔

اگر ایسے سنگین موضوع پر جس کی حرمت یا حلت کے سلسلہ میں موجودہ دور کے علماء کے درمیان زبردست اختلاف ہے، فیصلہ کرنا ہی ہو تو میری رائے ہے کہ ایسے اجلاس میں فیصلہ کیا جائے جس میں اکیڈمی کے تمام ارکان یا اکثریت موجود ہو، نیز اکیڈمی کے ارکان کے علاوہ عالم اسلام کے ان علماء کی بھی رائے لی جائے جو علمی وزن رکھتے ہیں، پھر ان کے جوابات کی روشنی میں اور اختلاف آراء کے موقع پر لوگوں کے لئے دشواری کے بجائے آسانی کا رجحان رکھتے ہوئے ایسے حساس موضوع پر فیصلہ کیا جائے۔

آخر میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر انشورنس کمپنیاں اپنے معاملات میں انشورنس ہولڈروں پر ایسی شرائط عائد کرتی ہیں جنہیں اسلامی شریعت تسلیم نہیں کرتی ہے، یا خطرات کی مختلف اقسام کے اندر قسطوں کے لئے اونچی شرحیں متعین کر کے زیادہ نفع حاصل کرنا چاہتی ہیں تو اس میں ذمہ دار اداروں کو دخل انداز ہو کر ان کی نگرانی اور قیمتوں کی تعیین کر کے استحصال کا ازالہ کرنا ضروری ہوگا، جیسا کہ فقہی مسالک میں ہدایت ملتی ہے کہ لوگوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں پر بندش اور قیمتوں کی تعیین کی جائے، لیکن اس کا یہ علاج نہیں ہے کہ انشورنس ہی کو حرام کر دیا جائے، اس لئے میں آپ حضرات کی آراء کے احترام کے ساتھ چاہوں گا کہ میرے اس اختلاف کو نوٹ کیا جائے۔

استاذ مصطفیٰ الزرقاء

■■■

دوسرے سمینار

منعقدہ ۲۶ / ربیع الثانی - ۴ / جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: مذہب وجودیہ اور اس سے انتساب کا حکم

☆ دوسرا فیصلہ: عرب اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں سے نفاذ شریعت کی اپیل

☆ نفاذ شریعت سے متعلق اسلامی فقہ اکیڈمی کا پیغام مسلمان حکمرانوں کے نام

☆ تیسرا فیصلہ: اکیڈمی کے سمینار میں پیش کئے گئے مقالات کی طباعت

پہلا فیصلہ:

مذہب وجودیہ اور اس سے انتساب کا حکم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الأمين، وبعد!

مذہب وجودیہ اور اس سے انتساب کے بارے میں ڈاکٹر محمد رشیدی نے اکیڈمی کے اجلاس میں اپنا مقالہ پیش کیا، جس کا عنوان تھا: ''وجودی نظریات کو مسلمان کس طرح سمجھتے ہیں''، مقالہ میں اس مذہب کے نظریات کی وضاحت کی گئی اور بتایا گیا کہ اس اجنبی اور غیر معروف مذہب کے تین مراحل رہے ہیں، ان تینوں مرحلوں میں اس کی تین ایسی شاخیں وجود میں آئی ہیں جن میں سے ہر ایک کا دوسری کسی شاخ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق یا مشترکہ بنیادیں نہیں رہ گئی ہیں، ہر ایک شاخ دوسری سے بالکل علاحدہ ہے۔

نیز بتایا گیا کہ درمیانی مرحلہ میں اس مذہب نے الحاد اور خدا کے انکار پر قائم خالص مادی اساس سے ایسے تصور پر ایمان لانے کی طرف پیش رفت کی جسے عقل بھی تسلیم نہیں کرتی ہے۔

یہ بھی واضح کیا گیا کہ تیسرے مرحلہ میں آکر وجودی مذہب کے نظریات نے دوبارہ آزادانہ الحاد کی روش اپنا کر آزادی کے نعرہ کے تحت ہر ایسی چیز کو مباح قرار دے دیا جسے اسلام یا عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی۔

گزشتہ بیانات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وجودیہ اپنے درمیانی اور دوسرے مرحلہ میں بھی جس میں اس کے ماننے والے وجود خالق اور دینی غیبی امور پر ایمان کا

دعویٰ کرتے ہیں اگرچہ یہ بھی کہاجاتا ہے کہ یہ مادیت، ٹکنالوجی اور عقلانیت (Pure rationality) کا ردعمل ہے، اس مذہب وجودیہ کے بارے میں اسلام کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ ایک مسلمان بس یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا یہ دوسرا مرحلہ یا وجودیہ کے دوسرے گروہ کے عقیدہ کے قائلین دین کے بارے میں جو کچھ تصور رکھتے ہیں وہ جذبات پر مبنی ہیں نہ کہ عقل پر اور وہ اسلامی بنیادوں کے ساتھ صحیح عقیدہ میں، ہم آہنگ نہیں ہے۔ جو نقل صحیح اور عقل سلیم دونوں بنیادوں پر اللہ رب العزت کے وجود، اس کے اسماء وصفات اور اللہ کی کتاب اور اس کے رسول محمد ﷺ کی ہدایت کے مطابق تمام رسالتوں کے اعتراف پر مبنی ہے۔

لہذا یہ اجلاس اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ وجودی مذہب اپنی تمام شاخوں، مراحل اور تبدیلیوں کے بشمول اسلام سے ہم آہنگ نہیں ہے، کیونکہ اسلام ایک ساتھ ایک ہی وقت میں نقل صحیح اور عقل سلیم دونوں پر مبنی ایمان کا نام ہے، لہذا کسی مسلمان کے لئے کسی حال میں ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ اس مذہب کو اسلام کے منافی نہ سمجھتے ہوئے اس سے تعلق رکھے، اس کی دعوت اور اس کے گمراہ کن افکار کی اشاعت تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد بن عبداللہ السبیل	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود	حسنین محمد مخلوف	عبدالمحسن العباد

[دستخط سے پہلے روانگی]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
میجر جنرل محمود شیت خطاب

[دستخط]
محمد رشیدی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

دوسرا فیصلہ:

عرب اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں سے نفاذ شریعت کی اپیل

اکیڈمی کے اجلاس میں عرب اور اسلامی ممالک کی اس افسوسناک صورتحال پر غور کیا گیا کہ وہاں انتشار و تفرقہ ہے، عزت اور سربلندی کے اسباب سے وہ دور اور اسلامی شریعت کے نفاذ سے گریزاں ہیں، اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر درآمد شدہ غیر اسلامی قوانین سے وہ وابستہ ہیں۔

اکیڈمی کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اکیڈمی کی ایک اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ عرب اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو خطوط لکھ کر ان سے اسلامی شریعت کے جلد از جلد نفاذ کی اپیل کی جائے، جو ان کے لئے دنیا میں سربلندی اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے، اسلامی شریعت کو تھام کر وہ اپنے دشمنوں پر فتح، اپنی زندگی میں امن و امان اور ان تمام مصائب سے گلوخلاصی حاصل کر سکتے ہیں جو شریعت پر عمل سے گریز کے نتیجہ میں انہیں درپیش ہیں۔ یہ خطوط آئندہ سطور میں ذکر کردہ مضمون کے مطابق انہیں ارسال کئے جائیں۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد بن عبداللہ السبیل	صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[دستخط]
حسنین محمد مخلوف

[دستخط]
عبدالمحسن العباد

[دستخط سے پہلے روانگی]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
میجر جنرل محمود شیت خطاب

[دستخط]
محمد رشیدی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

نفاذ شریعت کے سلسلہ میں اسلامی فقہ اکیڈمی کا پیغام

مسلمان حکمرانوں کے نام

مکرمی جناب........ وفقہ اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے مسرت ہورہی ہے کہ اسلامی فقہ اکیڈمی کا دوسرا اجلاس ۲۶/ ۴/ ۱۳۹۹ھ کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایک فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ عرب اور اسلامی ممالک کے سربراہان کو خط لکھ کر یاد دہانی کی جائے کہ دنیا کی سربلندی اور آخرت کی سعادت اسلامی شریعت کے نفاذ سے وابستہ ہے، جو مکمل بھی ہے، دائمی بھی اور اپنے پیروکاروں کے لئے دونوں جہانوں کی سرخروئی کی ضامن بھی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلامی شریعت کو اللہ رب العزت نے اپنے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا اور حکمراں و رعایا تمام مسلمانوں کو اس کی پابندی اور نفاذ کا حکم دیا اور اس پر دنیا میں نصرت اور آخرت میں سعادت کا وعدہ فرمایا، اسلامی شریعت پر عمل اور اس کے نفاذ سے گریز کرنے والوں کو برے انجام سے ڈرایا اور اس پر دنیا و آخرت میں سزا کی دھمکی سنائی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ’’أفحكم الجاهلية يبغون ومن أحسن من الله حكماً لقوم يوقنون‘‘ [سورہ المائدہ/ ۵۰] (یہ لوگ کیا پھر زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے نزدیک)۔ اور ارشاد ہے: ’’فلا وربک لا يؤمنون حتى يحكموک فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجاً مما قضيت

ویسلموا تسلیماً"[سورہ النساء/ ۶۵](پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرائیں پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں)۔اور ارشاد ہے:"یا أیها الذین آمنوا إن تنصروا الله ینصرکم ویثبت أقدامکم" [سورہ محمد/ ۷] (اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا)۔اورارشاد ہے:"ولینصرن الله من ینصره إن الله لقوي عزیز، الذین إن مکناهم في الأرض أقاموا الصلاة وآتوا الزکاة وأمروا بالمعروف ونهوا عن المنکر ولله عاقبة الأمور"[سورہ الحج/ ۴۰،۴۱](اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو کہ اللہ کی مدد کرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکاۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے)۔ اورارشاد ہے:"فإما یأتینکم مني هدی فمن اتّبع هداي فلا یضل ولا یشقی ومن أعرض عن ذکري فإن له معیشة ضنکاً ونحشره یوم القیامة أعمی قال رب لم حشرتني أعمی وقد کنت بصیراً قال کذلک أتتک آیاتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی"[سورہ طٰہٰ/ ۱۲۳-۱۲۶](پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی ہوگا اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کرکے کیوں اٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاوے گا)۔

اللہ تعالی کی شریعت اور انسانوں کے بنائے ہوئے وضعی قوانین کے درمیان وہی فرق ہے جو خود اللہ رب العزت اور اس کی مخلوق کے درمیان ہے۔ انسان کا بنایا ہوا نظام اس شریعت کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا جسے اللہ کی احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ذات نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرما کر سارے عالم کے لئے ہدایت ورحمت بنایا ہے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کا یہ اجلاس جو مکہ مکرمہ کے احاطہ میں اور کعبہ مقدسہ سے قریب منعقد ہورہا ہے، اس خدائے ذوالجلال کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہے جو شہنشاہ کائنات ہے، جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے جس کے ہاتھ میں تمام خیر ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے، کہ آپ جلد از جلد نفاذ شریعت کی کوشش کریں تاکہ اسلامی شریعت کے سایہ میں آپ اور آپ کی رعایا کو اسی طرح امن وسعادت حاصل ہوجائے جس طرح ہمارے ان اسلاف کو حاصل ہوئی تھی جنہیں اللہ تعالی نے نفاذ شریعت کی توفیق دی اور اس دنیا میں دشمن پر کامیابی عطا فرمائی اور نیک نامی سے سرفراز کیا اور آخرت میں جس اجر وثواب کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ آج عرب اور مسلمانوں کو دشمن کے سامنے جو ذلت ہورہی ہے وہ عدم نفاذ شریعت کا قطعی نتیجہ ہے۔

یہ اجلاس آپ سے توقع رکھتا ہے کہ آپ خیر کی جانب سبقت کرنے والوں اور اسباب سعادت کے اختیار کرنے میں جلدی کرنے والوں میں سے ہوں گے، اللہ نے آپ کو جس دانائی اور پختہ فکر سے نوازا ہے اس کے پیش نظر قوی امید ہے کہ آپ اس آواز پر لبیک کہیں گے اور اس اپیل کو قبول کرنے اور اسے بروئے کار لانے میں جلدی فرمائیں گے، جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "إنما كان قول المؤمنين إذا دعوا إلى الله ورسوله ليحكم بينهم أن يقولوا سمعنا وأطعنا وأولئك هم المفلحون" [سورہ النور/ ۵۱] (مسلمانوں کا قول تو

جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے، یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا)۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی حکمراں ورعایا سب کو ان کاموں کی توفیق دے جن میں ان کو عزت وفلاح اور دشمن کے مقابلہ میں نصرت حاصل ہو، وہی دعاؤں کو سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

و السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عبداللہ بن محمد بن حمید

صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

وصدر مجلس اعلی برائے قضاء سعودی عرب

تیسرا فیصلہ:

اکیڈمی کے سمینار میں پیش کئے گئے مقالات کی طباعت

''چوری کی سزا'' کے موضوع پر شیخ محمد بن عبداللہ بن السبیل اور ''زنا کی سزا'' کے موضوع پر ڈاکٹر محمد رشید قبانی کے مقالات کے خلاصے اجلاس میں پیش کئے گئے اور دونوں مقالات کی کاپیاں اکیڈمی کے ارکان اجلاس کو فراہم کی گئیں۔

دونوں موضوعات پر ہمہ گیر بحث اور قانون اسلامی کی برتری کو ثابت کرنے والے ان دونوں مقالوں کی تیاری پر اجلاس دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے اور یہ فیصلہ کرتا ہے کہ:

اول: ان دونوں مقالات کو اکیڈمی کے مجلّہ اور فقہی موضوعات پر شائع ہونے والے دیگر مجلّات میں شائع کرایا جائے۔

دوم: دونوں مقالات علاحدہ علاحدہ کتابی شکل میں بھی شائع کئے جائیں اور دونوں کی طباعت یکساں سائز پر اور ان کے معیار کے مطابق بہترین شکل میں انجام دی جائے۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[دستخط]
صدر
عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[دستخط]
حسنین محمد مخلوف

[دستخط]
عبدالمحسن العباد

[دستخط سے پہلے روانگی]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
میجر جنرل محمود شیت خطاب

[دستخط]
محمد رشیدی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

تیسرے سمینار

منعقدہ ۲۳-۳۰/ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

کے فیصلے

☆ فیصلہ: ضبط تولید کا شرعی حکم

پہلا فیصلہ:

ضبط تولید کا شرعی حکم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه، وبعد!

ضبط تولید (برتھ کنٹرول) جسے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ''فیملی پلاننگ'' کا نام دیا جاتا ہے، کے موضوع پر اجلاس میں غور کیا گیا، مناقشہ اور غور وفکر کے بعد باتفاق رائے درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

اسلامی شریعت نسل انسانی کے اضافہ اور زیادتی کی ترغیب دیتی ہے اور اسے بندوں پر اللہ کی عظیم نعمت اور بڑا احسان شمار کرتی ہے، اس سلسلہ میں قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں متعدد ہدایات مروی ہیں جو بتاتی ہیں کہ ضبط تولید یا منع حمل اللہ کی بنائی ہوئی فطرت انسانی کے خلاف اور اس شریعت اسلامی سے ہم آہنگ نہیں ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا، برتھ کنٹرول یا منع حمل کے علمبرداروں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں اور بالخصوص عرب اقوام اور کمزور قبائل کی تعداد میں کمی کرائیں، تاکہ وہ ان کے ممالک کو اپنی کالونی اور وہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنا کر اسلامی ممالک کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں، دوسری جانب یہ عمل اللہ تعالی سے ایک نوعیت کی بدگمانی اور جاہلیت والا فعل ہے اور اس سے اسلامی معاشرہ کو جو اپنی افرادی کثرت اور باہمی ہم آہنگی میں امتیاز رکھتا ہے، کمزور کرنا مقصود ہے۔

ان امور کے پیش نظر یہ اجلاس بالاتفاق یہ فیصلہ کرتا ہے کہ برتھ کنٹرول مطلقاً جائز نہیں ہے اور فقر کے خوف سے بھی منع حمل جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی ہی رازق اور زبردست قوتوں

کا مالک ہے، روئے زمین کے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے، اسی طرح اس وقت بھی منع حمل جائز نہیں جب ایسے اسباب کی بنیاد پر کرایا جائے جو شرعاً معتبر نہ ہوں، البتہ انفرادی حالات میں اگر یقینی ضرر کا خطرہ ہو مثلاً کسی عورت کو معتاد طریقہ پر (Normal Delivery) ولادت نہیں ہو رہی ہو اور آپریشن ہی کے ذریعہ بچہ کو نکالنا ممکن ہو، تو استقرار حمل کو روکنے یا اسے مؤخر کرنے والے اسباب اختیار کرنا جائز ہے، اسی طرح قابل اعتماد مسلم ڈاکٹر کی رائے کے مطابق دیگر جسمانی صحت یا شرعی اسباب کی بنیاد پر بھی حمل کو مؤخر کرنے کے اسباب اختیار کیے جا سکتے ہیں اور اگر قابل اعتماد مسلم ڈاکٹر کی رائے میں استقرار حمل کی صورت میں ماں کی جان کو یقینی خطرہ لاحق ہو تو ایسی صورت میں منع حمل کی تدبیر اختیار کرنا متعین ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا اسباب کی رو سے عمومی حالات میں ضبط تولید یا منع حمل کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنا جائز نہیں ہے اور لوگوں کو جبراً منع حمل پر مجبور کرنا تو سخت ترین گناہ اور بالکل ہی ناجائز ہے، جبکہ دوسری جانب عالمی سطح پر اپنی برتری اور دوسروں کی تباہی کے لئے اسلحوں کی دوڑ میں بے انتہا دولت لٹائی جا رہی ہے اور اقتصادی ترقی، تعمیر اور قوموں کی ضروریات کی تکمیل سے صرف نظر کیا جا رہا ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

<u>ممبران</u>

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد محمود الصواف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ الزرقاء	حسنین محمد مخلوف	سالم عبدالودود

[غیر موجود]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر محمد رشید قبانی	مبروک العوادی
[تھوڑی دیر شرکت کے بعد روانگی]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر جومی	محمد الشاذلی النیفر
[غیر موجود]	[دستخط]	[دستخط]
میجر جنرل محمود شیت خطاب	عبدالقدوس الہاشمی	ڈاکٹر محمد رشیدی

چوتھے سمینار

منعقدہ ۷-۱۷/ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

کے فیصلے

پہلا فیصلہ	: چاند کے ثبوت کے لئے رؤیت پر عمل نہ کہ فلکی حساب پر
دوسرا فیصلہ	: ''اسلام اور اجتماعی جنگ'' کے موضوع پر میجر جنرل محمود شیت خطاب کے مقالہ کی اشاعت
تیسرا فیصلہ	: مسلمان عورت کے ساتھ کافر مرد اور کافر عورت کے ساتھ مسلمان مرد کی شادی کا حکم
چوتھا فیصلہ	: ''ام الخبائث'' کا پھیلاؤ، مرض اور علاج کے موضوع پر محمود شیت خطاب کا مقالہ
پانچواں فیصلہ	: اسلام میں رجم کی سزا
چھٹا فیصلہ	: رؤیت ہلال سے متعلق علماء، حکام اور قضاۃ کے نام شیخ عبداللہ بن زید آل محمود کا خط
ساتواں فیصلہ	: رؤیت ہلال میں وحدت یا عدم وحدت

پہلا فیصلہ:

چاند کے ثبوت کے لئے رؤیت پر عمل نہ کہ فلکی حساب پر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے چوتھے اجلاس میں جو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے سکرٹریٹ کی عمارت میں بتاریخ ۷ تا ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ منعقد ہوا تھا سنگاپور کی جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ کا خط مؤرخہ ۱۶ شوال ۱۳۹۹ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۷۹ء بنام سفیر سفارت خانہ سعودی عرب سنگاپور پیش کیا گیا۔ اس خط میں ماہ رمضان ۱۳۹۹ھ کے آغاز و اختتام کے سلسلے میں سنگاپور کی جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ اور المجلس الاسلامی کے درمیان ہونے والے اختلاف کا ذکر تھا، جمعیت شرعی دلائل کے عموم کے مطابق رؤیت شرعی کی بنیاد پر ماہ رمضان کی ابتداء و انتہاء کی رائے رکھتی ہے، جبکہ المجلس الاسلامی سنگاپور نے مذکورہ ماہ رمضان کے آغاز اور اختتام کو فلکیاتی حساب سے متعین کرتے ہوئے یہ دلیل دی تھی: ''ایشیائی ممالک بالخصوص سنگاپور میں آسمان ابر آلود رہتا ہے، لہذا بیشتر علاقوں میں رؤیت نہیں ہو پاتی ہے جو قابل اعتبار عذر ہے، اس لئے حسابی طریقہ اپنانا ہی ضروری ہے''۔

اکیڈمی کے ارکان نے شرعی نصوص کی روشنی میں اس موضوع پر بھرپور مطالعہ کیا اور اس کے بعد واضح شرعی دلائل کی بنیاد پر جمعیت کی رائے سے اتفاق کا فیصلہ کیا۔

اکیڈمی نے ساتھ ہی یہ بھی طے کیا کہ سنگاپور اور اس جیسے دیگر ایشیائی ممالک جہاں آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے رؤیت ممکن نہ ہو، کے مسلمانوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ فلکیاتی حساب کے بجائے بصری رؤیت پر اعتماد کرنے والے ان مسلم ممالک کے مطابق عمل کریں جن پر

انہیں اعتماد ہو، رسول کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل احادیث میں اسی کا حکم دیا ہے: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کرو اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو تیس کی تعداد پوری کرو''۔ ''روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی پوری کر لو اور روزہ رکھنا بند نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو یا تیس کی گنتی پوری کر لو''، اس مفہوم کی دیگر احادیث بھی وارد ہیں۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	مصطفیٰ الزرقاء	محمد محمود الصواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

دوسرا فیصلہ:

''اسلام اور اجتماعی جنگ'' کے موضوع پر میجر جنرل محمود شیت خطاب کے مقالہ کی اشاعت

مقالہ ''اسلام اور اجتماعی جنگ'' کے مطالعہ ومناقشہ اور تمام آراء کو سننے اور اس پر شیخ ابوالحسن علی ندوی کے مقدمہ کو دیکھنے کے بعد اسلامی فقہ اکیڈمی کا یہ اجلاس میجر جنرل محمود شیت خطاب کا ان کے مقالہ پر اور شیخ ابوالحسن علی ندوی کا ان کے مقدمہ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے فیصلہ کرتا ہے کہ:

اول: اسے اکیڈمی کے مجلّہ اور دیگر علمی وفقہی موضوعات سے تعلق رکھنے والے مجلّات میں شائع کیا جائے۔

دوم: یکساں سائز اور بہترین شکل وصورت میں علاحدہ کتابی صورت میں بھی اس کی اشاعت کی جائے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	مصطفیٰ الزرقاء	محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مبروک العوادی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
حسنین محمد مخلوف

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[غیر موجود]
محمد سالم عدود

تیسرا فیصلہ:

مسلمان عورت کے ساتھ کافر مرد اور کافر عورت کے ساتھ مسلمان مرد کی شادی کا حکم

حقوق نسواں چارٹر میں مسلم مرد وعورت کو غیر مسلموں سے شادی کی دی گئی اجازت پر سنگاپور کی متعدد تنظیموں: جمعیت البحثات الاسلامیہ، بیرا ینز، المحمدیہ، بیرتاس اور بیرتابیں کے اعتراضات اکیڈمی کے اجلاس میں سامنے آئے، چنانچہ اجلاس نے بالاتفاق درج ذیل فیصلہ کیا:

اول: مسلمان عورت کے ساتھ کافر مرد کی شادی حرام ہے، اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور شرعی نصوص کی رو سے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا" [سورہ البقرہ/۲۲۱] (اور مسلم عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجاویں)، اسی طرح ارشاد ہے: "**فإن علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن إلى الكفار لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن وآتوهم ما أنفقوا**" [سورہ الممتحنہ/۱۰] (پس اگر ان کو مسلمان سمجھو تو ان کو کفار کی طرف واپس مت کرو، نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لئے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ خرچ کیا ہو وہ ان کو ادا کردو)۔

تاکید اور تکرار کا یہ اسلوب اس کی سخت ترین حرمت اور کافر کے ساتھ مومن عورت کی قطعی بے تعلقی پر تاکید مزید ہے، یعنی حکم دیا گیا کہ کافر شوہر نے اپنی زوجہ پر جو کچھ خرچ کیا تھا،

اگر وہ اسلام لے آتی ہے تو کافر کو وہ سب لوٹا دیا جائے تا کہ مالی نقصان اور زوجہ سے محرومی کا دوہرا خسارہ اسے نہ اٹھانا پڑے، پس اگر کسی کافر کے ماتحت مشرک عورت اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے کافر پر حرام ہو جاتی ہے اور اسلام کے بعد کافر کے لئے وہ حلال نہیں رہتی تو مومن خاتون کے لئے کسی کافر کے ساتھ ابتداءً نکاح کی اباحت کیونکر ہو سکتی ہے، بلکہ کافر کے ماتحت مشرک عورت اگر اسلام لے آتی ہے اور اسلام کی وجہ سے وہ اس کافر کے لئے حلال نہیں رہ جاتی ہے تو ایسی خاتون سے عدت پوری ہو جانے کے بعد شادی کرنا مسلمان کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے، ارشاد ہے: "ولا جناح عليكم أن تنكحوهن إذا آتيتموهن أجورهن" [سورہ الممتحنہ/۱۰] (اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہ ہوگا جب کہ تم ان کے مہر ان کو دے دو)۔

دوم: اسی طرح مشرک عورت کے ساتھ مسلمان مرد کی شادی جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن" [سورہ البقرہ/۲۲۱] (اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں) اور ارشاد ہے: "ولا تمسكوا بعصم الكوافر" [سورہ الممتحنہ/۱۰] (اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو)۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر نے اپنی دو بیویوں کو جو مشرکہ تھیں، طلاق دے دی، ابن قدامہ حنبلی نے نقل کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اہل کتاب کو چھوڑ کر دیگر غیر مسلم خواتین سے نکاح مسلمان پر حرام ہے، اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے شادی مسلمان مرد کے لئے درست ہے، اس مسئلہ میں صرف امامیہ کا اختلاف ہے، اس مذہب میں یہ بھی حرام ہے۔ البتہ مسلمان کے لئے بہتر یہی ہے کہ آزاد مسلم خاتون کے ہوتے ہوئے کتابی عورت سے شادی نہ کرے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے آزاد مسلم خواتین کی موجودگی میں کتابیہ

سے شادی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اختیارات نامی کتاب میں ہے کہ قاضی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے، کیونکہ حضرت عمرؓ نے اہل کتاب عورتوں سے شادی کرنے والوں سے کہا تھا کہ انہیں طلاق دے دیں تو حضرت حذیفہ کے سوا سب لوگوں نے طلاق دے دی تھی، حضرت حذیفہ نے بھی بعد میں طلاق دے دی تھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مسلمان کسی کتابی عورت سے شادی کرے گا تو اس کا دل اس عورت کی طرف مائل ہوگا اور وہ اسے فتنہ میں ڈال سکتی ہے اور اگر اولاد ہو تو اولاد بھی ماں کی طرف مائل ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	مصطفیٰ الزرقاء	محمد محمود الصواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

چوتھا فیصلہ:

''ام الخبائث کا پھیلاؤ، مرض اور علاج'' کے موضوع پر شیخ محمود شیت خطاب کا مقالہ

مذکورہ بالا موضوع پر اکیڈمی کے رکن شیخ محمود شیت خطاب کا بیش قیمت مقالہ اکیڈمی کے سامنے پیش ہوا، تحریر پر نظر ڈالنے کے بعد محسوس کیا گیا کہ شراب، نشہ آور اشیاء اور تمبا کو نوشی کے نقصانات پر یہ تحریر بہت ہی نفیس اور بھر پور ہے، اس میں مستند معلومات اور صحیح سماجی اور اقتصادی اعداد وشمار پیش کر کے نوجوانوں کے مستقبل کے جس خطرناک نتیجہ سے آگاہ کیا گیا ہے وہ امت کے ذمہ داروں کو یہ احساس دلانے کے لئے کافی ہے کہ مستقبل کے نوجوانوں کی حفاظت کے لئے انہیں ان خطرات سے بچانا ضروری ہے جو نئی نسل کے مرد وعورت کے درمیان پھیل رہے ہیں۔ مقالہ نگار نے ان ذرائع کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں سے یہ خطرات نوجوانوں میں داخل ہو رہے ہیں، یہ ذرائع تین ہیں: ایسے گھر جہاں بچے اپنے بڑوں کو نشہ آور اشیاء استعمال کرتے دیکھتے ہیں، دوسرے تعلیم کے وہ ادارے جہاں نوجوان اپنے دوست واحباب کو دیکھ کر منشیات کا استعمال سیکھتے ہیں اور تیسرے ذرائع ابلاغ کی پڑھی، دیکھی اور سنی جانے والی تینوں قسمیں جو مختلف اشتہارات، تصاویر اور فلموں وغیرہ کے ذریعہ نئی نسل کے ذہنوں میں منشیات کی رغبت پیدا کرتی ہیں۔ خطرات کے ان ذرائع کی نشاندہی کرنے کے بعد مضمون نگار نے بتایا ہے کہ اس کا واحد علاج جس سے اس مرض کو ختم کیا جا سکتا ہے اور قوم کی زندگی سے اسے دور اور نوجوان نسل کو اس سے ممکن حد تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے صحیح اسلامی تربیت ہے جو پورے اہتمام اور سنجیدگی کے

ساتھ انجام دی جائے تاکہ نوجوانوں کے ذہنوں اور احساسات وعمل میں وہ بیٹھ جائے، مقالہ نگار نے واضح کیا ہے کہ مغرب کے دانش وروں اور عرب ممالک کے ان کے مقلدین نے مادی زندگی کے سایہ میں بیٹھ کر ان امراض کے علاج کے لئے جو بھی وسائل اور طریقے اپنائے وہ نہ صرف ناکام ثابت ہوئے، بلکہ اس کے نتائج برعکس نکلے اور خطرناک حد تک امراض میں اضافہ ہوتا گیا، اس لئے کہ صحیح علاج صرف سنجیدہ اسلامی تربیت ہے۔ مضمون نگار نے سگریٹ نوشی اور دوسری نشہ آور اشیاء کے خطرات کی ایسی نشاندہی کر دی ہے کہ اب ہر گھر، ادارہ اور ذرائع ابلاغ وسربراہان کی اہم ترین ذمہ داری اس خطرہ کے سامنے بند باندھنے کی ہے۔ اکیڈمی اس اہم اور نفیس ومعلوماتی تحریر پر صاحب تحریر کا شکریہ ادا کرتی ہے اور مضمون کی طباعت واشاعت، دوسری زبان میں اس کے ترجمہ اور وسیع پیمانہ پر اس کو پھیلانے کا فیصلہ کرتی ہے اور گھر کے ذمہ داروں، والدین، اساتذہ اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں کی توجہ اس جانب مبذول کرانا ضروری سمجھتی ہے اور ان سے اپیل کرتی ہے کہ امت کی نئی نسل کے سلسلہ میں اللہ سے ڈریں اور بہترین اسلامی تربیت کے ذریعہ نوجوان نسل کی اصلاح کریں اور منشیات کے استعمال نیز ان کے پھیلاؤ کو روکیں۔ واللہ ھو الھادي إلی سواء السبیل.

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	مصطفیٰ الزرقاء	محمد محمود الصواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

پانچواں فیصلہ:

اسلام میں رجم کی سزا

''اسلام میں زانی محصن کے لئے حد رجم کا حکم'' کے موضوع پر ڈاکٹر محمد رشید قبانی کا مقالہ سننے کے بعد محسوس کیا گیا کہ یہ تحریر مصنف کی ''حد زنا'' والی تحریر ہی کا ایک جز ہے جس کی اشاعت کا فیصلہ دوسرے اجلاس میں کیا جا چکا ہے۔ مصنف نے مزید چند معروضات کے علاوہ انہیں امور کو مدلل کیا ہے، لہذا ان معروضات کو سابقہ تحریر میں شامل کر دیا جائے اور چونکہ سابقہ تحریر کے نسخے ختم ہو چکے ہیں، اس لئے اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ:

اول: رجم سے متعلق حد زنا پر لکھے گئے مقالہ پر اکتفاء کیا جائے۔

دوم: ان معروضات کو مقالہ میں شامل کیا جائے اور انہیں ڈاکٹر محمد رشید قبانی کے حد زنا سے متعلق مقالہ کے ذیل کے طور پر طبع کیا جائے اور یہ نوٹ لگا دیا جائے کہ چونکہ یہ معروضات اہم ہیں اس لئے مقالہ کی آئندہ طباعت میں ان کو اصل میں محولہ مقامات پر رکھا جائے۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

چھٹا فیصلہ:

رؤیت ہلال سے متعلق علماء، حکام اور قضاۃ کے نام
شیخ عبداللہ بن زید آل محمود کا خط

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

اکیڈمی کے اجلاس میں حکومت قطر کے رئیس المحاکم (چیف جسٹس) شیخ عبداللہ بن زید بن محمود کا وہ خط پیش ہوا جو انہوں نے رؤیت ہلال کے سلسلہ میں علماء، حکام اور قضاۃ کے نام تحریر کیا ہے۔ تحریر دیکھنے کے بعد واضح ہوا کہ یہ خط بہت واضح اور نمایاں غلطیوں پر مبنی ہے۔

اول: شیخ ابن محمود کہتے ہیں کہ اس برس یعنی ۱۴۰۰ھ میں عید الفطر غلط واقع ہوئی ہے، کیونکہ دوشنبہ کی شب میں رؤیت ہلال کی جھوٹی شہادت پر یہ عید منائی گئی ہے جب کہ صحیح طور پر چاند کی رؤیت کسی بھی شخص کے ذریعہ نہ تو دوشنبہ کی شب میں ہوئی اور نہ منگل کی شب میں...۔

یہ بات جو صاحب خط نے اندازہ لگا کر کہی ہے بالکل غلط اور خلاف حق ہے، کیسے انہوں نے تمام لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ کر لیا کہ انہوں نے چاند نہیں دیکھا ہے، جب کہ صاحب خط نے ان تمام لوگوں کے علم کا احاطہ نہیں کیا ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ جاننے والا شخص نہ جاننے والے پر حجت ہے اور کسی چیز کو ثابت کرنے والا اس چیز کی نفی کرنے والے پر حجت ہے، حقیقت یہ ہے کہ دوشنبہ کی رات کو ثقہ اور عادل افراد کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہوئی ہے جن کی شہادت سعودی عرب وغیرہ کے مختلف علاقوں میں قابل اعتماد قضاۃ کے نزدیک ثابت قرار

پائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ۱۴۰۰ھ کے شوال کا آغاز دوشنبہ کی شب کو اس شرعی ثبوت کے ساتھ ہوا ہے جو سیدنا رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ کی تعلیمات پر مبنی ہے، چنانچہ ابوداود نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی، میں نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر میں لکھا ہے کہ دارمی، دارقطنی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے اس کی روایت کی ہے اور ابن حزم نے اس کو صحیح بتایا ہے۔ اصحاب سنن نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: ''ایک اعرابی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے چاند دیکھا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں''، اس حدیث کی روایت ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے بھی کی ہے اور امام احمد ونسائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ''میں نے اصحاب رسول ﷺ کی ہم نشینی پائی، میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کرو اور عبادت بجالاؤ، اگر آسمان ابر آلود ہو تو تیس روزے پورے کرو، اگر دو گواہ گواہی دیں تو روزہ رکھو اور روزہ ختم کرو''، حضرت حارث بن حاطب الجمحی امیر مکہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ ہم چاند دیکھ کر عبادت (حج وقربانی) بجالائیں، پھر اگر ہم نہ دیکھیں اور دو عادل گواہ شہادت دیں تو ان دونوں کی شہادت پر ہم عبادت (حج وقربانی) بجالائیں، اس حدیث کی روایت ابوداود اور دارقطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح اور متصل ہے، حضرت ابو عمیر بن انس اپنے ایک انصاری چچا سے نقل کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ ''شوال کا چاند ہم پر پوشیدہ

ہوگیا، صبح ہم روزہ کی حالت میں رہے، دن کے آخری پہر ایک قافلہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس شہادت دی کہ انہوں نے گذشتہ کل چاند دیکھا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ آج ہی روزہ توڑ دیں اور کل عید کی نماز کے لئے نکلیں"۔ اس حدیث کی روایت امام احمد، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے، حافظ نے التلخیص الحبیر میں لکھا ہے: ابن المنذر، ابن السکن اور ابن حزم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، حضرت ربعی بن حراش ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: "رمضان کے آخری دن لوگوں میں اختلاف ہوا، پھر دو اعرابی آئے اور نبی ﷺ کے پاس شہادت دی کہ بخدا انہوں نے گذشتہ کل شام کے وقت چاند دیکھا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ توڑ دیں"، یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے روایت کی ہے، ابوداؤد نے ایک روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: "اور لوگ کل اپنی عیدگاہ کو آجائیں"۔

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ثقہ گواہوں کی شہادت کو اختیار کرنا اور ان پر اعتماد کرنا واجب ہے، روزہ اور افطار میں دو عادل گواہ اور رمضان کے آغاز کے ثبوت میں ایک عادل گواہ کافی ہیں، جیسا کہ اس پر حضرت ابن عمر کی حدیث اور حضرت عبداللہ بن عباس کی احادیث دلالت کررہی ہیں۔ یہ احادیث اس پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ تمام لوگ یا لوگوں کا ایک جم غفیر چاند دیکھے، اسی طرح اس پر دلالت کرتی ہیں کہ دو عادل گواہوں کی شہادت یا آغاز رمضان میں ایک عادل گواہ کی شہادت کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ لوگ دوسری رات بھی اس چاند کو دیکھ سکیں، اس لئے کہ چاند کے منازل بدلتے رہتے ہیں، اسی طرح لوگوں کی نگاہیں بھی یکساں نہیں ہوتی ہیں اور اس لئے بھی کہ بسا اوقات افق پر ایسی چیز آجاتی ہے جو دوسری رات کو رؤیت میں مانع بن جاتی ہے اور اگر دوسری رات میں بھی چاند کی رؤیت صحت شہادت کے لئے شرط ہوتی تو نبی کریم ﷺ نے ضرور بیان فرمایا ہوتا، کیونکہ آپ ﷺ اللہ کا پیغام پہنچانے والے اور احکام الٰہی کی وضاحت کرنے والے تھے اور امام ترمذی نے رؤیت کے

اثبات میں دو عادل گواہوں کی شہادت کے قبول کرنے پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتاویٰ کی جلد ۲۵ صفحہ ۱۸۶ پر رؤیت میں لوگوں کی نگاہوں کے فرق اور اس کے اسباب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: ''اگر دو اشخاص دیکھ لیں تو شارع نے ان دونوں کی شہادت پر حکم معلق کیا ہے، اس پر اجماع ہے، خواہ جمہور نے نہ دیکھا ہو''۔ شاید حکایت اجماع سے ان کی مراد وہ صورت ہے جس میں مطلع ابر آلود ہو، اس لئے کہ امام ابوحنیفہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں اس کے قائل ہیں کہ محض دو اشخاص کی شہادت سے مہینے کا آنا ثابت نہیں ہوگا جب تک استفاضہ نہ ہو، یہ بات معلوم اور معروف ہے جو شیخ الاسلام جیسی شخصیت سے مخفی نہیں ہوگی، یہ سب تو اس وقت ہے جب کسی حاکم نے اس کے بارے میں فیصلہ نہ کیا ہو، اس لئے کہ حاکم کا فیصلہ اختلاف کو رفع کر دیتا ہے اور مذکورہ شہادت کی بنیاد پر عمل کو بالاجماع لازم کر دیتا ہے، جیسا کہ علامہ ابوزکریا یحییٰ نووی نے شرح المہذب جلد ۶ صفحہ ۲۱۳ پر رؤیت میں لوگوں کی نگاہوں کے فرق کے اسباب بیان کرنے کے بعد لکھا ہے، ان کی عبارت ہے: ''اور اسی لئے اگر دو افراد یا ایک فرد رؤیت کی شہادت دے اور حاکم اس کے مطابق فیصلہ کر دے تو بالاجماع اس کے فیصلہ کو نہیں توڑا جائے گا اور بالاجماع روزہ رکھنا واجب ہو جائے گا اور اگر رؤیت ناممکن ہو تو حاکم کا حکم نافذ نہیں ہوگا اور اس کو توڑنا واجب ہوگا''۔ پھر صاحب خط شیخ ابن محمود نے مذکورہ باتوں کے بعد کہا ہے کہ: ''اے جماعت علماء اور اے شرع اسلام کے قضاۃ! ہم ہر سال اپنے روزہ اور اپنی عید میں واضح غلطی کا شکار ہوتے ہیں''، یہ بات کس قدر غلط اور حق کے خلاف جسارت ہے، کہاں ہر سال روزہ اور عید میں غلطی ہو رہی ہے جب کہ قضاۃ اس مسئلہ میں صحیح احادیث کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور اہل علم کا ان مسائل پر اجماع ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہوا، پھر آگے شیخ ابن محمود لکھتے ہیں: ''جب سورج نکلنے سے پہلے مشرقی افق پر چاند نظر آتا ہے تو سورج ڈوبنے سے پہلے وہ چاند غروب ہو جاتا ہے اور اسے کوئی دیکھ نہیں پاتا ہے، یا جب سورج کے ساتھ چاند طلوع ہوتا ہے تو

سورج کے ساتھ ہی غروب ہو جاتا ہے اور سورج کی روشنی کی تیزی کی وجہ سے کوئی شخص چاند کو دیکھ نہیں پاتا‘‘۔ یہ بات بالکل ہی غلط ہے، کیونکہ عادل اشخاص کی شہادت سے یہ بات ثابت ہے کہ چاند انتسویں تاریخ کو صبح میں سورج سے پہلے مشرق کی طرف دیکھا جاتا ہے پھر اسی دن مغرب کی طرف سورج ڈوبنے کے بعد وہ دیکھا جاتا ہے، اس لئے کہ چاند کی رفتار سورج کی رفتار سے علاحدہ ہے، ہر ایک اپنے مخصوص مدار پر گامزن رہتا ہے، جیسی اللہ کی مشیت رہتی ہے اور جہاں تک شیخ ابن محمود نے صبح کو طلوع شمس سے پہلے ہلال نظر آنے کی صورت میں غروب شمس کے بعد اس کے عدم امکان رؤیت پر آیت: ’’لا الشمس ينبغي لها أن تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون‘‘ [سورہ یٰس ر ۴۰] (نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں) سے استدلال کیا ہے تو اس آیت میں کوئی حجت نہیں ہے، اس لئے کہ مفسرین نے واضح کر دیا ہے کہ آیت میں مذکور ’’ادراک‘‘ کا مفہوم یہ ہے کہ چاند کے غلبہ کے وقت سورج کا غلبہ نہیں ہوتا اور سورج کے غلبہ کے وقت چاند کا غلبہ نہیں ہوتا۔ حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: مجاہد نے کہا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کی ایک حد ہے جس سے وہ نہ پیچھے رہتا ہے نہ آگے بڑھتا ہے، جب ایک کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دوسرے کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے اور جب دوسرے کا غلبہ آتا ہے تو پہلے کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے، ابن کثیر نے کہا: ثوری نے اسماعیل بن خالد سے ابو صالح کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو نہیں پاتی، عکرمہ نے کہا: اللہ کا قول: ’’لا الشمس ينبغي لها أن تدرك القمر‘‘ یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے غلبہ ہے، چنانچہ سورج رات میں نہیں طلوع ہو سکتا ہے...‘‘۔

پھر شیخ ابن محمود نے مطلع صاف ہونے کی صورت میں فقہاء احناف کے ذریعہ استفاضہ کی شرط کا ذکر کیا اور کہا کہ صرف ایک یا دو اشخاص کی رؤیت بقیہ لوگوں کو چھوڑ کر کافی نہ

ہوگی، کیونکہ ان دونوں شاہدوں کے وہم میں پڑ جانے کا امکان ہے، یہ سب ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ: ''یہی رائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے چاند سے متعلق اپنے رسائل میں اختیار فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ ہلال کے لئے ایک یا دو اشخاص کی رؤیت معتبر نہیں ہوگی جب کہ عام لوگوں نے چاند نہ دیکھا ہو، کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ان دونوں سے رؤیت میں وہم ہوگیا ہو، اگر رؤیت صحیح ہوتی تو اکثر لوگ ضرور دیکھتے''۔ شیخ ابن محمود نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے حوالہ سے جو یہ نقل کیا ہے کہ صرف ایک یا دو اشخاص کی شہادت رؤیت ہلال کی جب کہ دوسرے لوگ نہ دیکھ سکیں، معتبر نہیں ہے، یہ بات مبنی بر صحت نہیں ہے، شیخ الاسلام کی رائے پیچھے گذر چکی ہے جسے ان کے کلام سے واقف علماء نے نقل کیا ہے اور جو فتاویٰ جلد ۲۵ صفحہ ۱۸۶ پر موجود ہے، شیخ الاسلام نے تو دو افراد کی شہادت پر حکم شرع مرتب ہونے کے مسئلہ میں اجماع نقل کیا ہے۔

پھر شیخ ابن محمود نے کہا: حدیث ''لوگوں نے رمضان کا چاند دیکھا تو میں نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو اس کے روزہ کا حکم دیا، کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور حاکم و ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اسی کے مثل حدیث ابن عباس ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور ﷺ نے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں، اس روایت کو اصحاب خمسہ نے بیان کیا ہے، ابن خزیمہ و ابن حبان نے اس کو صحیح بتایا ہے، نسائی نے اس کے مرسل ہونے کو صحیح قرار دیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں احادیث میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ صرف ان دو اشخاص نے ہی چاند دیکھا تھا، کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ان دونوں اشخاص نے سب سے پہلے چاند دیکھا ہو پھر دوسروں نے دیکھا ہو''۔

یہ جواب کس قدر باطل اور دور از کار ہے مخفی نہیں، کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اصل یہی ہے کہ ان دونوں کے علاوہ لوگوں نے نہ دیکھا ہو، کیونکہ ان دونوں کے علاوہ لوگ بھی دیکھتے تو منقول ہوتا اور جب یہ منقول نہیں تو معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ ہوا ہی نہیں، اسی لئے علماء نے ان دونوں روایات سے استدلال کرتے ہوئے رمضان کے آغاز میں ایک شخص کی شہادت کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل واجب ہونے کی بات کہی ہے اور یہی رائے علماء کے دو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول ہے، جیسا کہ پہلے اس کا بیان ہو چکا، پہلے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جب اس کے مطابق کوئی شرعی حاکم فیصلہ کر دے تو اس پر عمل اجماعاً واجب ہو جاتا ہے، جیسا کہ امام نووی نے شرح المھذب میں نقل کیا ہے۔ پس علماء پر بلا دلیل کسی بات کو محول کرنے سے اللہ کی پناہ۔

پھر شیخ ابن محمود نے اپنے خط کے آخر میں تحریر کیا ہے کہ: ”میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ تمام اہل اسلام ہر سال ایک عید پر مجتمع ہوں، میں نے حکومت کو دعوت دی ہے کہ وہ ایک عدالتی رؤیت ہلال کمیٹی تشکیل دے جس میں ایسے عادل افراد ہوں جن کی نگاہ بھی تیز ہو، وہ چاند کے طلوع کے وقت میں چاند دیکھیں، بالخصوص شعبان میں اور اگر ابر یا غبار ہو تو تیس دن پورے کریں، پھر رمضان کے روزے رکھیں، پھر ذی الحجہ کے آغاز میں چاند دیکھنے کا اہتمام کریں تا کہ حج کی میقات (دن) متعین ہو سکے، اس کمیٹی میں دس افراد سے کم نہ ہوں جو سب عادل وثقہ ہوں اور ان کا ایک صدر ہو جو انہیں جوڑ کر رکھے“۔

یہ بات کتنی پر تکلف اور ایک ایسی نئی قانون سازی کی دعوت ہے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، بلکہ یہ انتہائی درجہ غلط تجویز ہے جس کو اپنانا اور اس کی طرف التفات کرنا بھی جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مہینوں میں دو عادل افراد کی شہادت اور رمضان کے ماہ میں ایک عادل فرد کی شہادت پر فیصلہ کو جائز قرار دیا اور اس مسئلہ کو سہل و آسان بنایا ہے، اب کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ کی شریعت میں ایسی چیز داخل کر دے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے اور نہ اس کے نبی کی سنت نے اسے بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”أم

لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله“[سورہ الشوری/۲۱](کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی خدا نے اجازت نہیں دی) اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی چیز پیدا کی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے“، اس حدیث کی روایت بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا دین نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے“۔

مذکورہ سطور میں ہم نے شیخ عبداللہ بن محمود کے خط کی متعدد غلطیوں کی نشاندہی کر دی ہے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور انہیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے، ہمیں اور انہیں اور تمام مسلمانوں کو اس بات سے محفوظ رکھے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسی بات کہہ دیں جو انہوں نے نہیں کہی اور ہم دین میں کوئی ایسی نئی چیز داخل کر دیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم على عبده ورسوله سيدنا محمد وعلى آله وصحبه ومن سار على نهجه إلى يوم الدين ۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]
مصطفیٰ الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

ساتواں فیصلہ:

رؤیت ہلال میں وحدت یا عدم وحدت

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی نے رؤیت ہلال کے سلسلہ میں اختلاف مطالع کے مسئلہ پر غور کیا، اکیڈمی کی رائے ہے کہ اسلام کی بنیاد اس پر ہے کہ وہ ایسا آسان اور سہل دین ہے جسے فطرت سلیمہ اور عقل سلیم قبول کرتی ہے، اسی لئے چاند کے مسئلہ میں فلکیاتی حساب کے بجائے بصری رؤیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسا کہ شریعت کے قطعی دلائل سے ثابت ہے، اسی طرح اسلام نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے کہ یہ لوگوں کے لئے سہل اور آسان ہے اور صحیح نقطۂ نظر کے موافق ہے، روزہ اور عید میں وحدت کی جو دعوت لوگ دیتے ہیں وہ شریعت اور عقل دونوں کے خلاف ہے، اس کے خلاف شریعت ہونے کی دلیل "حضرت کریب" کی وہ حدیث ہے جس کی روایت ائمہ حدیث نے کی ہے کہ ام الفضل بنت حارث نے انہیں حضرت معاویہ کے پاس شام بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ میں شام آیا، اپنی ضرورت پوری کی، اسی اثناء میں رمضان کا چاند ہو گیا، میں شام ہی میں تھا، میں نے جمعہ کی شب کو چاند دیکھا، پھر ماہ کے آخر میں جب مدینہ آیا تو عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ سے چاند کا ذکر کیا اور پوچھا کہ تم نے کب چاند دیکھا؟ میں نے کہا کہ ہم لوگوں نے جمعہ کی شب میں چاند دیکھا، انہوں نے پوچھا کہ تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا اور سبھوں نے اسی کے مطابق روزہ بھی رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا، انہوں نے کہا: لیکن ہم لوگوں نے تو سنیچر کی شب کو چاند دیکھا ہے، لہذا ہم تو روزہ رکھتے

رہیں گے جب تک تیس دن پورے نہ کرلیں یا چاند نہ دیکھ لیں، میں نے کہا: کیا حضرت معاویہؓ کی رؤیت اور روزہ ہمارے لئے کافی نہیں ہے؟ فرمایا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے (صحیح مسلم)۔

صحیح مسلم کی اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے عنوان قائم کیا ہے: ''اس بات کا بیان کہ ہر شہر کے لئے علاحدہ رؤیت ہے اور اگر کسی شہر کے لوگ چاند دیکھ لیں تو وہاں سے دور لوگوں کے لئے چاند کا حکم ثابت نہیں ہوگا''، اور کتب ستہ کے اصحاب میں سے اس حدیث کی روایت کرنے والے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اس حدیث کے عنوان میں اسی نہج کو اختیار کیا ہے۔

اسلام نے روزہ اور افطار کو رؤیت بصری سے ہی وابستہ کیا ہے، حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور روزہ نہ ختم کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو، اگر آسمان ابر آلود ہو تو اندازہ کرو'' (بخاری و مسلم)۔ اس حدیث میں حکم کا مدار جس سبب پر رکھا گیا ہے وہ رؤیت ہے اور یہ ممکن ہے کہ رؤیت کسی شہر مثلاً مکہ اور مدینہ میں ہو اور دوسرے شہر میں اس وقت نہ ہو، کیونکہ وہاں دن کا وقت ہو، تو کیسے ان کے لئے روزہ یا افطار کا حکم ہوگا، تمام مسالک کے علماء نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ بیشتر علماء کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے، ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ کسی شہر کی رؤیت دور کے ممالک مثلاً اندلس سے خراسان جیسی دوری کے ممالک کے لئے معتبر نہیں ہوگی، ہر شہر کا مخصوص حکم ہوگا، مذاہب اربعہ کی کتابیں اختلاف مطالع کے اعتبار اور ان کے شرعی دلائل سے بھری ہوئی ہیں۔

مذکورہ دعوت عقل کے خلاف اس طرح ہے کہ اختلاف مطالع کے سلسلہ میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ یہ تو مشاہدہ اور عقل میں آنے والی چیز ہے، عقل اور شریعت دونوں اس پر متفق ہیں اور بہت سے احکام کی بنیاد اسی پر ہے جن میں نمازوں کے اوقات شامل ہیں، اور دوبارہ مشاہدہ کر کے بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ مطالع کا اختلاف ایک امر واقع ہے، چنانچہ اس

تفصیل کی روشنی میں اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ عالم اسلام میں ایک ہی دن عید منانے اور رؤیت میں وحدت کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے، عید میں اتحاد سے مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا نہیں ہوسکتا، ثبوت رؤیت کا مسئلہ اسلامی ممالک کے دارالافتاء اور دارالقضاء کے اوپر چھوڑ دینا چاہیے، یہی اسلام کی عمومی مصلحت سے ہم آہنگ ہے، مسلمانوں کے اندر اتفاق زندگی کے تمام معاملات میں قرآن وسنت پر عمل کرنے ہی سے ہوسکتا ہے۔

والله ولي التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم۔

[دستخط]		[دستخط]
نائب صدر		صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان		عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	مصطفیٰ الزرقاء	محمد محمود الصواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[دستخط کے وقت موجود نہیں تھے]	[دستخط]	[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

پانچویں سمینار

منعقدہ ۸-۱۶/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

کے فیصلے

☆☆☆

پہلا فیصلہ	:	عدالت میں حلف اٹھاتے وقت توریت یا انجیل یا ان دونوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم
دوسرا فیصلہ	:	باہر سے آنے والوں کے لئے جدہ سے احرام باندھنے کا حکم
تیسرا فیصلہ	:	اونچی ڈگری والے عرض البلد پر واقع ممالک میں نماز اور روزہ کے اوقات
چوتھا فیصلہ	:	مصنوعی بارآوری اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم
پانچواں فیصلہ	:	عرب ممالک سے باہر غیر عربی میں جمعہ اور عیدین کا خطبہ اور اس میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال
چھٹا فیصلہ	:	کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت
ساتواں فیصلہ	:	حقوق اور عقد کے ذریعہ عائد ہونے والی ذمہ داریوں پر ہنگامی حالات کے اثرات

پہلا فیصلہ:

عدالت میں حلف اٹھاتے وقت توریت یا انجیل یا ان دونوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده سيدنا محمد، أما بعد!

اکیڈمی کے سامنے یہ سوال آیا کہ اگر غیر مسلم ممالک میں وہاں کے نظام کی رو سے ضروری ہو کہ عدالت کے سامنے حلف اٹھاتے وقت توریت یا انجیل یا ان دونوں پر ہاتھ رکھا جائے تو مسلمان کے لئے توریت یا انجیل یا ان دونوں پر ہاتھ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

اجلاس نے اس سلسلہ میں کہ کس چیز کے ذریعہ حلف لینا جائز ہے اور قسم میں بالعموم اور قاضی کے سامنے عدالتی حلف میں ممنوع امور سے متعلق مختلف مسالک کے فقہاء کی آراء کا جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کئے:

۱- اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانی جائز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے"۔

۲- قسم کھاتے وقت مصحف، توریت یا انجیل وغیرہ پر ہاتھ رکھنا قسم کے صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے، البتہ اگر حاکم قسم کو پختہ کرانا چاہتا ہو تا کہ قسم کھانے والا جھوٹ بولنے سے ڈرے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

۳- کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ قسم کھاتے وقت توریت یا انجیل پر ہاتھ رکھے، اس

لئے کہ آج جو نسخے رائج ہیں وہ محرف ہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہونے والے اصل نسخے نہیں ہیں اور حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت نے پچھلی شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

۴۔ اگر کسی غیر اسلامی مملکت کی عدالت قسم لینے والے کے لئے توریت یا انجیل پر یا ان دونوں پر ہاتھ رکھنا ضروری قرار دیتی ہو تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ عدالت سے قرآن کریم پر ہاتھ رکھنے کا مطالبہ کرے، اگر اس کا مطالبہ نہ مانا جائے تو اسے مجبور سمجھا جائے گا اور دونوں یا کسی ایک پر تعظیم کی نیت کے بغیر ہاتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم۔

[دستخط]	[مرض کے سبب معذرت]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط سے پہلے روانگی]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[معذرت]	[دستخط]	[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف

[دستخط] [غیر موجود] [دستخط]

محمد رشید قبانی محمود شیت خطاب محمد سالم عدود

[کنوینر]

محمد عبدالرحیم الخالد

دوسرا فیصلہ:

باہر سے آنے والوں کے لئے جدہ سے احرام باندھنے کا حکم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی إمام المتقین
وسید المرسلین نبینا محمد، أما بعد!

حج یا عمرہ کی نیت سے بحری یا فضائی راستہ سے مکہ مکرمہ آنے والوں کو احرام باندھنے کے مقام سے متعلق متعدد مسائل پیش آتے ہیں، ان راستوں سے گذرتے ہوئے انہیں ان مواقیت کے بالمقابل آنے کی خبر نہیں ہوتی جن کا تعین آپ ﷺ نے فرمایا ہے اور جہاں سے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھنے والے ان مقامات کے باشندوں یا ان سے گذرنے والے دیگر لوگوں کے لئے احرام باندھنا رسول کریم ﷺ نے واجب قرار دیا ہے، اس لئے اس موضوع پر اکیڈمی کے اجلاس کی تیسری نشست میں جو بروز جمعرات بتاریخ ۱۰/ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ مطابق ۴/فروری ۱۹۸۲ء ہوئی تھی، غور وخوض اور اس سلسلہ میں وارد نصوص شرعیہ کا جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: وہ مواقیت جن کی تعیین رسول کریم ﷺ نے فرمائی ہے اور حج یا عمرہ کرنے والوں کے لئے جہاں سے احرام باندھنا ضروری قرار دیا ہے، خواہ وہ انہیں مواقیت کے باشندے ہوں یا ان مقامات سے گذر رہے دوسرے لوگ ہوں، درج ذیل ہیں:

اہل مدینہ اور وہاں سے گذرنے والوں کے لئے ’’ذوالحلیفہ‘‘ جسے اب ’’ابیار علی‘‘ کہا جاتا ہے۔ اہل شام، مصر ومراکش اور ادھر سے گذرنے والوں کے لئے ’’جحفہ‘‘ جو اب ’’رابغ‘‘

کے نام سے معروف ہے۔ نجد کے رہنے والوں اور وہاں سے گذرنے والوں کے لئے "قرن المنازل"، یہ اب "وادی محرم" کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس کا دوسرا نام "السیل" بھی ہے۔ عراق اور خراسان کے رہنے والوں اور ان مقامات سے گذرنے والوں کے لئے "ذات عرق"، جسے "ضریبہ" کہا جاتا ہے اور اہل یمن اور ان سے گذرنے والوں کے لئے "یلملم" ہے۔

اجلاس میں طے پایا کہ ان پانچوں مواقیت میں سے جس کسی میقات کے سامنے سے فضائی یا بحری راستہ میں گذر ہو، وہاں سے احرام باندھ لینا واجب ہے، اگر یہ واضح نہ ہو سکے اور نہ کوئی بتانے والا موجود ہو تو احتیاط پر عمل ضروری ہے، یعنی ایسے مقام سے احرام ضرور باندھ لیں کہ یقین یا ظن غالب ہو کہ میقات سے قبل احرام باندھا جا چکا ہے ، کیونکہ میقات سے پہلے احرام باندھ لینا کراہت کے ساتھ سہی درست اور معتبر ہے اور میقات سے تجاوز کر جانے کے اندیشہ کے پیش نظر احتیاطاً قبل ہی باندھا جائے تو کراہت بھی ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ واجب کی ادائیگی میں کراہت نہیں ہے، چاروں فقہی مسالک کے ارباب علم نے اس کی صراحت فرمائی ہے اور حجاج و معتمرین کے لئے تعیین مواقیت سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ صحیح احادیث سے استدلال کیا ہے، نیز حضرت عمر فاروقؓ سے مروی اس واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے کہ عراق کے باشندوں نے جب حضرت عمر فاروقؓ سے عرض کیا کہ قرن المنازل ہمارے راستے سے ہٹ کر ہے تو آپ نے فرمایا: اپنے راستہ میں اس میقات کے بالمقابل مقام پر نظر رکھو، فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالی نے بندوں کو حسب استطاعت اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اور جو شخص کسی میقات سے نہ گذر رہا ہو اس کے لئے حسب استطاعت میقات کے بالمقابل مقام ہی میقات ہے۔

لہذا فضائی یا بحری راستہ سے گذرنے والے اصحاب حج و عمرہ یا دیگر لوگوں کے لئے یہ درست نہیں رہ جاتا کہ احرام کو مؤخر کر کے جدہ پہنچ کر باندھیں، کیونکہ جدہ کو رسول کریم ﷺ

نے میقات قرار نہیں دیا ہے، اسی طرح جس شخص کے پاس احرام کے کپڑے نہ ہوں اس کے لئے بھی احرام کو جدہ تک موٴخر کرنا درست نہیں ہے بلکہ اگر کپڑے نہ ہوں تو پائجامہ میں ہی احرام کی نیت کر لے، رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کے پاس جوتے نہ ہوں، خفین (موزے) پہن لے، جس کے پاس ازار (کھلی چادر) نہ ہو وہ پائجامہ پہن لے''، لیکن سر کھلا رکھنا ضروری ہے، کیونکہ جب آپ ﷺ سے محرم کے لباس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ قمیص پہنے، نہ عمامے، نہ پائجامے، نہ دستانے، نہ موزے، ہاں مگر جسے جوتے نہ مل سکیں'' (بخاری و مسلم)۔

لہذا حالت احرام میں سر پر عمامہ، ٹوپی یا اس جیسی کوئی بھی چیز رکھنی جائز نہیں ہے، اگر اس کے پاس ایسا عمامہ ہو جو ساتر ہو جس کو ازار بنا لینا ممکن ہو تو اس کو ازار بنا لے، پائجامہ کا استعمال اس صورت میں جائز نہیں ہوگا، جدہ پہنچنے کے بعد پائجامہ اتار کر ازار پہننا بصورت استطاعت ضروری ہوگا، اگر نہ پائجامہ ہو اور نہ ایسا عمامہ ہو جسے بطور ازار استعمال کیا جا سکے تو ہوائی جہاز، سمندری جہاز یا کشتی میں دوران سفر میقات کے بالمقابل میں آتے ہوئے قمیص میں ہی احرام کی نیت کر لینا ضروری ہے، سر کھول لیا جائے اور جدہ پہنچ کر ازار خرید کر پہن لیا جائے اور قمیص اتار دی جائے، قمیص پہننے کی وجہ سے کفارہ لازم ہوگا، یعنی چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، ہر مسکین کو نصف صاع کھجور یا چاول یا اپنے علاقہ کی دوسری غذا کھلائے، یا تین دن کے روزے رکھے یا ایک بکرا ذبح کرے، ان تینوں میں سے کسی ایک عمل کو انجام دینے کا اسے اختیار ہے، کیونکہ جب حضرت کعب بن عجرہ کو مرض کی وجہ سے حالت احرام میں سر منڈوانے کی اجازت رسول اللہ ﷺ نے دی تو انہیں ان تینوں باتوں کے درمیان اختیار دیا تھا۔

دوم: یہ اجلاس رابطہ کے سکریٹریٹ سے گذارش کرتا ہے کہ وہ ایر لائنس کمپنیوں اور سمندری جہاز کے ذمہ داروں کو تحریری ہدایت جاری کرے کہ میقات کے قریب سے گذرنے

سے پہلے وہ اپنے مسافروں کو اطلاع دیں کہ عنقریب اتنی مسافت کے بعد وہ میقات سے گذرنے والے ہیں۔

سوم: اس فیصلہ سے اکیڈمی کے رکن جناب مصطفیٰ احمد زرقاء کو اتفاق نہیں ہے، اسی طرح مجلس کے رکن شیخ ابوبکر محمود جومی کو دیگر علاقوں سے صرف جدہ آنے والوں سے متعلق فیصلہ سے اختلاف ہے۔اسی پر ارکان کے دستخط ہوئے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم۔

نوٹ: شیخ محمد علی الحرکان کو اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ مجبوری کی حالت میں قمیص کے اندر ہی احرام باندھ لینے اور پھر احرام کا لباس فراہم ہونے کے بعد قمیص اتارنے والے پر کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ فقہی جزئیات میں یوں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قمیص وغیرہ میں احرام باندھا تو اسے اتاردے، پھاڑے نہیں اور اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت یعلی بن امیہ نے جبہ میں احرام باندھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اتارنے کا حکم دیا اور ابوداؤد میں ہے کہ انہوں نے سر کی جانب سے اتارا، آپ ﷺ نے پھاڑنے کا حکم دیا نہ فدیہ کا۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[مرض کے سبب معذرت]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[غیر موجود]
مبروک العوادی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط] [دستخط سے پہلے روانگی] [دستخط]

مصطفیٰ احمد الزرقاء
عبدالقدوس الہاشمی
محمد رشیدی

[معذرت] [دستخط] [غیر موجود]

ابوالحسن علی الحسنی الندوی
ابوبکر محمود جومی
حسنین محمد مخلوف

[دستخط] [غیر موجود] [دستخط]

محمد رشید قبانی
محمود شیت خطاب
محمد سالم عدود

[کنوینر]

محمد عبدالرحیم الخالد

تیسرا فیصلہ:

اونچی ڈگری والے عرض البلد پر واقع ممالک میں نماز اور روزہ کے اوقات

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس کی تیسری نشست منعقدہ بروز جمعرات بتاریخ ۱۰/۴/۱۴۰۲ھ موافق ۴/۲/۱۹۸۲ء میں بروکسل سیمینار کی قرارداد مورخہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء اور ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب کی قرارداد نمبر (۶۱) مؤرخہ ۱۲/۴/۱۳۹۸ھ پیش کی گئی جن کا تعلق ان علاقوں میں نماز اور روزہ کے اوقات سے ہے جن میں سال کے کچھ ایام میں رات بہت چھوٹی ہوتی ہے اور کچھ ایام میں دن بہت چھوٹا ہوتا ہے یا ان ملکوں میں جہاں چھ ماہ سورج نکلا رہتا ہے اور چھ ماہ غروب رہتا ہے۔

اس موضوع پر قدیم وجدید فقہاء کی تحریروں کا مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے:

وہ علاقے جو اونچی ڈگری کے عرض البلد پر واقع ہیں، ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

اول: وہ علاقے جن میں رات یا دن چوبیس گھنٹے یا اس سے زائد موسم کے فرق کے اعتبار سے رہا کرتے ہیں، ایسی حالت میں نماز وروزہ وغیرہ کے اوقات اندازہ سے مقرر کئے جائیں گے یعنی اس کے قریب ترین ان ممالک کو سامنے رکھا جائے گا جن میں رات اور

دن چوبیس گھنٹے کے اندر آتے جاتے رہتے ہیں۔

دوم: وہ علاقے جن میں غروب کا شفق غائب نہیں ہوتا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے، اس طرح کہ سورج کے نکلنے کے وقت کی سرخی اور ڈوبنے کے وقت کی سرخی میں فرق نہیں کیا جا سکتا، ایسے مقامات پر عشاء کا وقت اندازہ سے مقرر کیا جائے گا اور روزہ میں نماز فجر کے وقت کھانا پینا اس آخری لمحہ میں چھوڑ دیا جائے گا جس میں دونوں شفق ممتاز ہوتے ہوں۔

سوم: وہ علاقے جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن رات علاحدہ علاحدہ آتے ہیں اور اوقات واضح ہوتے ہیں لیکن سال کے بعض حصوں میں رات کافی طویل ہو جاتی ہے اور بعض حصوں میں دن بہت بڑا ہوتا ہے۔

جو لوگ ایسے علاقوں میں مقیم ہوں جہاں طلوع فجر اور غروب شمس کے ذریعہ رات اور دن نمایاں رہتے ہیں، لیکن موسم گرما میں دن بہت بڑا ہوتا ہے اور موسم سرما میں چھوٹا ہوتا ہے، وہ نماز کے معروف اوقات میں ہی پانچوں نمازیں ادا کریں گے، کیونکہ قرآن کے یہ احکام عام ہیں: ''أقم الصلاة لدلوک الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً'' [سورہ الاسراء، ۷۸] (آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں ادا کیجئے اور صبح کی نماز بھی، بے شک صبح کی نماز حاضر ہونے کا وقت ہے) اور ارشاد ہے: ''إن الصلاة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً'' [سورہ النساء، ۱۰۳] (یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے)۔

اور حضرت بریدہؓ کی نبی کریم ﷺ سے ثابت روایت ہے: ''ایک شخص نے آپ ﷺ سے نماز کے اوقات پوچھے، تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہمارے ساتھ ان دو دنوں میں نماز پڑھو، چنانچہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا، انہوں

نے اذان دی، پھر حکم دیا تو ظہر کی اقامت کہی، پھر حکم دیا تو انہوں نے عصر کی اقامت کہی، اس وقت سورج اونچا، روشن اور صاف تھا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج غروب ہوگیا تھا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی اقامت کہی جس وقت کہ شفق غروب ہوگیا تھا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہوں نے فجر کی اقامت کہی جس وقت فجر طلوع ہوئی تھی۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ظہر کو ٹھنڈے ہونے کے وقت میں پڑھیں پھر اسے خوب ٹھنڈے وقت میں پڑھایا، پھر عصر پڑھی جبکہ سورج اونچائی کے آخری درجہ میں تھا اور مغرب پڑھی قبل اس کے کہ شفق غروب ہو اور ایک تہائی رات گذرنے کے بعد عشاء پڑھی، پھر فجر پڑھی اور صبح روشن ہوجانے پر پڑھی، پھر فرمایا: ''کہاں ہے نماز کا وقت دریافت کرنے والا؟ اس شخص نے کہا: میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری نماز کا وقت جو کچھ تم نے دیکھا اس کے درمیان ہے'' (مسلم)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت اس وقت سے ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہو جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہوجائے اور مغرب کا وقت جب تک شفق غائب نہ ہوجائے اور عشاء کا وقت رات کے اوسط نصف تک ہے اور فجر کا وقت طلوع فجر سے سورج طلوع ہونے تک ہے، جب سورج طلوع ہونے لگے تو نماز نہ پڑھو، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے'' (مسلم)۔

ان کے علاوہ متعدد احادیث ہیں جن میں قول اور عمل کے ذریعہ نماز کے اوقات کی تعیین کی گئی ہے۔ یہ احادیث دن کے چھوٹے اور بڑے ہونے اور رات کے چھوٹے بڑے ہونے میں کوئی فرق نہیں کرتی ہیں جب تک وہ علامتیں موجود ہیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں اور ان کے ذریعہ نماز کے اوقات واضح ہیں۔

یہ تفصیل اوقات نماز کی تحدید کے سلسلہ میں ہے۔ جہاں تک رمضان کے روزوں کے اوقات کا تعلق ہے تو جن علاقوں میں دن رات سے ممتاز ہوتا ہو اور دونوں کا مجموعی وقت چوبیس گھنٹہ رہتا ہو، وہاں کے لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ دن بھر کھانے پینے اور روزہ کے منافی دیگر امور سے گریز کریں اور صرف رات میں خواہ وہ چھوٹی ہو، کھانا پینا اور جماع حلال ہوگا، کیونکہ اسلامی شریعت تمام ممالک کے لوگوں کے لئے عام ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ”وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الأبیض من الخیط الأسود من الفجر ثم أتموا الصیام إلی اللیل“ [سورہ البقرہ/۱۸۷] (اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید خط صبح کا متمیز ہو جائے سیاہ خط سے پھر رات تک روزہ کو پورا کرو)۔

اگر کوئی شخص دن بڑا ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یا علامتوں، تجربات یا مستند قابل اعتماد ماہر ڈاکٹر کی رائے یا ظن غالب کی بنیاد پر اندیشہ ہو کہ اسے روزہ رکھنے سے سخت مرض لاحق ہوگا یا مرض میں اضافہ ہوگا یا مرض کے افاقہ میں تاخیر ہوگی تو وہ روزہ نہ رکھے اور ان ایام کی قضاء جس ماہ میں ممکن ہو کر لے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ”فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضاً أو علی سفر فعدة من أیام أخر“ [سورہ البقرہ/۱۸۵] (سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے دوسرے ایام میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے)۔ اسی طرح ارشاد ہے: ”لا یکلف اللہ نفساً إلا وسعها“ [سورہ البقرہ/۲۸۶] (اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلّف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت میں ہو) اور ارشاد ہے: ”وما جعل علیکم في الدین من حرج“ [سورہ الحج/۷۸] (اور تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی)۔

واللہ ولي التوفیق وصلی اللہ علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[مرض کے سبب معذرت]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[غیر موجود]
مبروک العوادی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط سے پہلے روانگی]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[معذرت]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[غیر موجود]
حسنین محمد مخلوف

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[دستخط]
محمد سالم عدود

[کنوینر]
محمد عبدالرحیم الخالد

چوتھا فیصلہ:

مصنوعی بارآوری اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اس موضوع پر اجلاس میں غور کیا گیا اور پچھلے اجلاس میں پیش کی گئی بعض ارکان کی تیار کردہ اصل تفصیلی تحریر بھی دیکھی گئی، نیز اس موضوع پر دوسرے ارکان کی تحریروں کو بھی سامنے رکھا گیا، جمع شدہ تمام معلومات کی روشنی میں موضوع کے مختلف پہلوؤں پر غور وخوض اور مباحثہ کے بعد اجلاس نے محسوس کیا کہ یہ موضوع شرعی اعتبار سے انتہائی حساس اور مختلف الجہات ہے، نیز خاندانی زندگی اور سماجی اور اخلاقی حالات پر مرتب ہونے والے اس کے نتائج انتہائی سنگین ہیں، جیسا کہ بتایا گیا کہ اس کے مختلف طریقے اور صورتیں آج غیر ممالک میں رائج ہیں، دوسری جانب شرعی نقطۂ نظر سے اس کے احکام شرعی حلال وحرام کے مختلف ابواب سے متعلق ہیں، ضرورت وحاجت کے قواعد، نسب اور شبہات کے ضوابط، فراش زوجیت، غیر مرد کے ساتھ حاملہ عورت کے تعلق، عدت اور استبراء رحم کے احکام، حرمت مصاہرت اوران کے علاوہ عورت کے اندر داخلی بارآوری یا نلکی کے اندر خارجی بارآوری کے بعد رحم میں انجکٹ کرنے کی ناجائز صورتوں کے ارتکاب پر واجب ہونے والی سزائے تعزیر وحد۔ ان وجوہ سے یہ موضوع بڑا نازک ہے، اس کی نزاکت اور سنگینی کا تقاضا ہے کہ اس پر مزید غور وخوض کیا جائے، خصوصاً جبکہ موضوع سے دلچسپی رکھنے والے بعض اطباء کی ایسی تحریریں بھی شائع ہوئی ہیں جن سے بعض واقعات کے سلسلہ میں شکوک وشبہات کے دروازے کھلتے ہیں۔

اس لئے اکیڈمی طے کرتی ہے کہ اس موضوع سے متعلق قطعی فیصلہ کو آئندہ سمینار تک مؤخر کردیا جائے تاکہ اس کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں کا بھرپور احاطہ اور مزید غور وخوض ہوجائے اور اس سلسلے میں ایسی فقہی رائے قائم ہوسکے جو قبل از وقت بے تحقیق فیصلہ سے دور ہو اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شریعت اسلامیہ کے حکم کی معرفت میں صواب ودرستگی کے قریب تر ہو۔

واللہ ہو الموفق۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

[دستخط]	[مرض کے سبب معذرت]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط سے پہلے روانگی]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[معذرت]	[دستخط]	[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود
	[کنوینر]	
	محمد عبدالرحیم الخالد	

پانچواں فیصلہ:

عرب ممالک سے باہر غیر عربی میں جمعہ اور عیدین کا خطبہ اور اس میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

ہندوستان کے بعض مسلمانوں کے درمیان عربی کے بجائے علاقائی زبانوں میں جمعہ وعیدین کے خطبہ کے جواز وعدم جواز کے بارے میں پائے جانے والے اختلاف سے متعلق سوال پر اجلاس میں غور کیا گیا، کیونکہ بعض لوگ علاقائی زبان میں خطبہ کو جائز نہیں سمجھتے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ خطبہ جمعہ دو رکعت فرض نماز کے قائم مقام ہے۔ سائل نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ بعض طلباء علم نے کمزور دلائل کی بنیاد پر اس کے استعمال کے ناجائز ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اجلاس میں فقہاء مذاہب کی آراء پر نظر ڈالنے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

۱- معتدل رائے یہ ہے کہ غیر عرب علاقوں میں جمعہ وعیدین کے خطبہ کے صحیح ہونے کے لئے عربی زبان کی شرط نہیں ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ خطبہ کے ابتدائی کلمات اور قرآنی آیات عربی زبان میں پڑھی جائیں تا کہ غیر عرب بھی عربی اور قرآن سننے کی عادت ڈالیں اور عربی وقرآن سیکھنا ان کے لئے آسان ہو، پھر خطیب علاقائی زبان میں انہیں نصیحت وتذکیر کرے۔

۲- خطبۂ جمعہ وعیدین، نماز میں قرأت اور تکبیروں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بڑی اور کشادہ مساجد میں اس کا استعمال ہونا چاہیئے، کیونکہ اس سے شرعی مصالح پورے ہوتے ہیں۔

انسان کی ایجاد کردہ ہر نئی چیز جس سے اللہ نے انسان کو آشنا کیا اور اس کو اس کے لئے مسخر کیا اگر اس سے کوئی شرعی غرض یا اسلام کے کسی واجب کی تکمیل ہوتی ہے اور ایسی کامیابی ملتی ہے جو اس کے بغیر نہیں ملتی تو وہ چیز اسی درجہ میں مطلوب ہوگی جس درجہ میں اس سے شرعی مقاصد پورے ہوتے ہوں، معروف اصولی قاعدہ ہے کہ واجب کی تکمیل جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے۔

واللہ سبحانہ هو الموفق وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم ۔

[دستخط]	[مرض کے سبب معذرت]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط سے پہلے روانگی]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[معذرت]	[دستخط]	[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[دستخط]
محمد سالم عدود

[کنوینر]
محمد عبدالرحیم الخالد

چھٹا فیصلہ:

کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں شرعی نقطۂ نظر سے ''کرنسی نوٹ اور اس کے احکام'' کے موضوع پر پیش کئے گئے مقالہ کا جائزہ لیا گیا اور کرنسی نوٹ کے شرعی احکام پر غور کیا گیا، بحث و مباحثہ کے بعد درج ذیل امور طے پائے:

اول: نقد اصل میں سونا چاندی ہے اور فقہاء شریعت کے نزدیک اصح قول کی رو سے سونے چاندی کے اندر سود جاری ہونے کی علت مطلق ثمنیت ہے اور فقہاء کے نزدیک ثمنیت صرف سونے چاندی میں منحصر نہیں ہے، اگرچہ ان دونوں کا معدن ہی اصل ہے۔

اور چونکہ کرنسی نوٹ اب ثمن بن چکا ہے اور ذریعۂ تبادلہ ہونے میں سونے چاندی کا مقام لے چکا ہے، سونا چاندی اب ذریعۂ تبادلہ نہیں رہے، کرنسی نوٹ ہی کے ذریعہ اس زمانہ میں اشیاء کی قیمت لگائی جاتی ہے اور اطمینان بخش طریقے پر تموّل اور ذخیرہ اندوزی کا ذریعہ ہے اور اسی کے ذریعہ واجب ادا ہوتے ہیں اور عام براءت ہوتی ہے، اگرچہ وہ اپنی ذاتی حیثیت میں قیمتی نہیں ہے بلکہ خارجی بنیاد پر اس کی قیمت ہے، یعنی وہ ذریعہ تبادلہ کی حیثیت سے قابل اعتماد ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے اسے ثمنیت کا درجہ ملا ہے۔

اور چونکہ سونے اور چاندی میں سود جاری ہونے کی فی الواقع علت مطلق ثمنیت ہے جو کرنسی نوٹ میں موجود ہے، اس لئے اسلامی فقہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ کرنسی نوٹ

بذات خود نقد ہے اور اس پر سونے چاندی کا حکم جاری ہوگا۔ چنانچہ اس پر زکاۃ واجب ہوگی اور اس میں زیادتی اور ادھار دونوں قسم کے سود جاری ہوں گے، جیسے کہ یہ سب ہی کچھ نقدین سونے اور چاندی میں جاری ہوتے ہیں۔ کرنسی نوٹ کو اس کے وصف ثمنیت کا اعتبار کرتے ہوئے اسی نقدین پر قیاس کریں گے اور اسی وصف ثمنیت کی وجہ سے کرنسی نوٹ سونے چاندی کے وہ سارے احکام لے لے گا جو اس سلسلے میں شریعت ضروری قرار دیتی ہے۔

دوم: کرنسی نوٹ بھی سونے چاندی وغیرہ نقود کی طرح بذات خود نقد قرار پائے گا، اسی طرح مختلف ممالک کی کرنسیاں مختلف جنس ہوں گی، مثلاً سعودی کرنسی ایک جنس ہوگی اور امریکی کرنسی ایک علاحدہ جنس ہوگی، اسی طرح ہر ملک کی کرنسی علاحدہ جنس ہوگی اور سونے چاندی کی طرح ہی ان کے اندر ربا کی دونوں قسموں زیادتی اور ادھار کے احکام جاری ہوں گے۔

ان امور کا تقاضا ہے کہ:

الف۔ کرنسی نوٹ کا باہمی تبادلہ یا دوسری جنس کے نقود جیسے سونے چاندی کے ساتھ ادھار تبادلہ قطعاً جائز نہ ہو، لہذا ایک ریال سعودی سے دوسری کرنسی کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ ادھار درست نہیں ہے۔

ب۔ ایک ہی جنس کی کرنسی کا باہم تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے خواہ نقد ہو یا ادھار، مثلاً دس ریال سعودی کرنسی نوٹ کا تبادلہ گیارہ ریال سعودی کرنسی نوٹ سے نقد یا ادھار جائز نہیں ہے۔

ج۔ ایک جنس کی کرنسی سے دوسری جنس کی کرنسی کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے مثلاً شامی یا لبنانی لیرہ سے سعودی ریال خواہ کرنسی ہو یا چاندی، کا باہمی تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز

ہے، اسی طرح ایک امریکی ڈالر کا تین سعودی ریال یا اس سے کم یا اس سے زائد سے تبادلہ اس صورت میں جائز ہے جب نقد ہو، اسی طرح چاندی کے ایک سعودی ریال سے کرنسی کے تین سعودی ریال یا کم یا زائد کا تبادلہ جائز ہے، اس لئے کہ یہ ایک جنس کا دوسری جنس سے تبادلہ ہے اور حقیقی اختلاف وفرق کی موجودگی میں نام میں یکسانیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

سوم: کرنسی نوٹ کی قیمت سونے اور چاندی کے دونوں نصاب میں سے کمتر نصاب کے بقدر ہوجائے یا دیگر نقود یا سامان تجارت کے ساتھ مل کر نصاب پورا ہوجائے تو اس پر زکاۃ واجب ہوگی۔

چہارم: بیع سلم اور کمپنیوں میں کرنسی نوٹ کو راس المال بنانا درست ہے۔

واللہ أعلم وباللہ التوفیق وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

[دستخط]	[مرض کے سبب معذرت]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبداللہ بن حمید

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل	مبروک العوادی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط سے پہلے روانگی]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی

[معذرت]	[دستخط]	[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ابوبکر محمود جومی	حسنین محمد مخلوف
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
محمد رشید قبانی	محمود شیت خطاب	محمد سالم عدود

[کنوینر]

محمد عبدالرحیم الخالد

ساتواں فیصلہ:

حقوق اور عقد کے ذریعہ عائد ہونے والی ذمہ داریوں پر ہنگامی حالات کے اثرات

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سامنے یہ پیچیدہ صورت حال پیش کی گئی کہ کبھی عقود تعہد اور اس جیسے دیگر عقود جن میں تنفیذ عقد کی فوری ضرورت نہیں ہوتی، کے قطعی ہونے کے بعد اچانک ہنگامی حالات میں ایسی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جس کا اس توازن کی میزان پر گہرا اثر پڑتا ہے جس پر طرفین نے اپنے حسابات کی بنیاد رکھی تھی، جن میں عقد ان میں سے ہر ایک کو کچھ حقوق دیتا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اوپر کچھ ذمہ داریاں قبول کرتا ہے، آج کل عرف تعاملی میں اسے ظروف طارئہ یعنی ہنگامی حالات کہتے ہیں۔

ٹھیکیداری وغیرہ طویل مدتی نفاذ کے معاملات میں ہنگامی حالات پیدا ہو جانے سے فریقین کے درمیان طے شدہ امور پر زبردست اثرات مرتب ہوتے ہیں، اکیڈمی کے اجلاس میں اس موضوع سے متعلق متعدد مثالیں پیش کی گئیں، جو انتہائی غور طلب اور ان جیسے متعدد معاملات میں کسی مناسب فقہی حل کی شدید متقاضی تھیں، چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱- ایک بڑی عمارت کی تعمیر کے لئے ٹھیکیداری کا معاملہ ہوا، عمارت کی تعمیر کی تکمیل ایک طویل مدت کی محتاج ہے جو طرفین کے درمیان طے پا گئی ہے اور تعمیر اور رنگ و روغن پر

ایک سو دینار فی مربع میٹر طے پایا، معاملہ جس وقت طے پا رہا ہے اس وقت ایک مربع میٹر پر لوہا، سمینٹ، لکڑی اور مزدوری کے اخراجات ۸۰ دینار آتے ہیں، اب اسی دوران غیر متوقع طور پر جنگ یا کوئی اور ایسا حادثہ پیش آجاتا ہے جس سے ترسیل اور درآمدات کا نظام منقطع ہو جاتا ہے اور نتیجۃً اشیاء کی قیمتیں انتہائی بڑھ جاتی ہیں اور اس گرانی کی وجہ سے عقد میں لی ہوئی ذمہ داری کو پورا کرنا سخت مشکل ہو جاتا ہے۔

۲- ایک شخص کسی اسپتال یا کسی یونیورسٹی جس میں داخلی شعبے ہیں یا سرکاری مہمان خانہ کو گوشت، پنیر، دہی، انڈے، سبزیاں اور میوے وغیرہ غذائی اشیاء یومیہ سپلائی کرنے کا ٹھیکہ لیتا ہے اور ہر ہر چیز کے سلسلہ میں پورے سال کے لئے قیمت طے ہو جاتی ہے، اب ملک کے اندر قحط، طوفان، سیلاب، زلزلہ یا ٹڈی دل آجاتا ہے جس سے تمام زراعتی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں اور نتیجتاً ان اشیاء میں معاملہ کے وقت کی بہ نسبت بے تحاشا گرانی آجاتی ہے، اس طرح کی بے شمار مثالیں فرض کی جاسکتی ہیں۔

لہذا ان جیسے معاملات میں شریعت کا حکم کیا ہے جو آج کے دور میں بکثرت پیش آرہے ہیں اور جو لاکھوں لاکھ مالیت کے ہوتے ہیں، جیسے بڑی سڑکوں کی تعمیر، پہاڑوں میں سرنگ بنانے، بڑے بڑے پل، حکومتی اور رہائشی ادارے، بڑے اسپتال اور یونیورسٹیوں کی تعمیر وغیرہ کے لئے سرکاری یا غیر سرکاری ٹھیکے، اسی طرح بڑی بڑی فیکٹریوں کی تعمیر کے لئے کمپنیوں اور اداروں کے ساتھ ٹھیکیداری وغیرہ کے وہ معاملات جن کا وجود ماضی میں نہیں تھا۔

تو کیا ٹھیکیدار ان ہنگامی حالات کے پیش آجانے کے بعد بھی اپنے ان ہی معاہدوں اور شرائط وغیرہ کا پابند ہوگا، خواہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے اسے زبردست مالی خسارے کا سامنا کرنا پڑے، یا اسلام کی عادلانہ وحکیمانہ شریعت میں اس کے لئے کوئی حل ہے جو عدل کے دونوں پلڑوں کو برابر رکھتا ہو اور حتی الامکان فریقین کو انصاف فراہم کرتا ہو۔

اجلاس میں مختلف فقہی مسالک کے اندر ان جیسے معاملات اور ان کے نظائر پر غور کیا گیا، متعلقہ شرعی قواعد کا جائزہ لیا گیا جن کی روشنی میں رہنمائی اور قیاس و اجتہاد کی راہ کی رہبری ہوتی ہے، نیز فقہاء مسالک کی آراء پر نظر رکھی گئی، اس روشنی میں درج ذیل امور سامنے آئے:

۱- اگر ایسے عمومی حالات پیش آجائیں کہ اجارہ کے معاملہ میں استفادہ دشوار ہوجائے جیسے جنگ یا طوفان کا وقوع وغیرہ، تو مستاجر کے لئے جائز ہوتا ہے کہ معاملے کو فسخ کردے، بلکہ حنفیہ تو مستاجر کو پیش آنے والے خاص اعذار کی صورت میں بھی فسخ اجارہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حنفیہ کا یہ مسلک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عام حوادث کی صورت میں اجارہ کو فسخ کرنا ان کے نزدیک بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا، پس یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اجازت متفقہ ہے۔ علامہ ابن رشد اپنی کتاب ''بدایۃ المجتہد'' (جلد دوم صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ خانجی پہلا اڈیشن، مطبع جمالیہ مصر) میں ''ہنگامی حالات'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''امام مالک کے نزدیک اگر بارش والی زمین (جو صرف بارش کے پانی سے سیراب ہوجاتی ہے) کرایہ پر لی گئی لیکن قحط کی وجہ سے کھیتی نہ ہوئی، یا کرایہ دار نے بیج بوئے لیکن قحط کی وجہ سے پیداوار نہ ہوئی تو کرایہ داری ختم ہوجائے گی، اسی طرح اگر بارش نہیں ہوئی یہاں تک کہ کھیتی کا زمانہ گذر گیا اور کرایہ دار کھیتی نہ کرسکا تو اس عقد میں یہ کرایہ منسوخ ہوجائے گا''۔

۲- ابن قدامہ مقدسی نے المغنی کتاب الاجارۃ (مطبوع مع الشرح الکبیر جلد ۶ ص ۳۰) میں تحریر فرمایا ہے:

اگر کوئی عام خوف پھیل جائے جو اس علاقہ میں رہائش سے روک دے جہاں کرایہ پر لی گئی جگہ ہے، یا شہر کا محاصرہ ہوجائے اور کھیتی وغیرہ کے لئے کرایہ کے مقام تک پہنچنا ممکن نہ رہے تو کرایہ دار کو فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے گا، کیونکہ اس صورت حال نے کرایہ دار کو استفادہ سے روک دیا ہے، لیکن اگر خوف صرف کرایہ دار کو ہو مثلاً اپنے دشمنوں کے نزدیک ہونے کی وجہ

سے تنہا اسے ہی اندیشہ ہو.... تو اختیار فسخ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ یہ اس کا مخصوص عذر ہے جو استفادہ میں کلی طور پر مانع نہیں ہے، لہذا اس عذر کی مثال ایسی ہوئی جیسے وہ خود بیمار ہو جائے۔

۳- امام نووی نے روضۃ الطالبین (جلد ۵ ص ۲۳۹) میں صراحت فرمائی ہے کہ اعذار کی بنا پر اجارہ ختم نہیں ہوتا ہے خواہ اجارہ کسی سامان کا ہو یا ذمہ داری کا، مثلاً کسی نے ایک جانور سفر کے لئے کرایہ پر لیا، لیکن وہ بیمار ہو گیا، یا کسی پیشہ کے لئے دوکان لی پھر ارادہ نہ رہا یا اوزار و آلات تباہ ہو گئے، یا غسل خانہ کرایہ پر لیا لیکن ایندھن کا حصول ممکن نہ رہا[1]، امام نووی فرماتے ہیں کہ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ کرایہ پر دینے والے کو عذر پیش آجائے مثلاً وہ بیمار ہو جائے اور سواری کا جانور لے کر نہ آسکے، یا اپنا گھر کرایہ پر دیا اور گھر والے سفر کرنے والے تھے لیکن وہ دوبارہ لوٹ آئے اور اسے خود ہی گھر کی ضرورت پیش آگئی، یا وہ گھر میں خود ہی قیام پذیر ہو گیا، امام صاحب فرماتے ہیں کہ ان امور میں فسخ کا اختیار نہیں ہوگا، کیونکہ جس چیز کا معاملہ ہوا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئی ہے۔

۴- درختوں کے فروخت شدہ پھلوں کو اگر سردی، ٹڈی دل، سخت گرمی، بارش اور آندھی وغیرہ عمومی اسباب کی بنا پر نقصان پہنچ جائے تو فقہاء فرماتے ہیں کہ نقصان کے بقدر اصل قیمت میں سے تخفیف ہو جائے گی، حدیث اور فقہ میں یہ مسائل معروف ہیں۔

۵- شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے مختصر الفتاوی (صفحہ ۳۷۶) پر ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے ایسی چیز کرایہ پر لی جس کی منفعت عام لوگوں کے لئے ہوا کرتی ہے جیسے غسل خانہ، ہوٹل دھوبی خانہ، پھر گراہکوں کی کمی یا کسی خوف، جنگ یا فرمانروا کی تبدیلی وغیرہ کی وجہ سے اس کی معروف منفعت میں کمی آگئی، تو منفعت میں کمی کے بقدر کرایہ دار سے کرایہ کم ہو جائے گا۔

۶- ابن قدامہ مذکورہ کتاب میں سابقہ جلد کے صفحہ (۲۹) پر فرماتے ہیں: کوئی شخص سواری

۱- واضح رہے کہ زمانہ قدیم میں پانی گرم کرنے کے لئے ایندھن کی ضرورت ہوتی تھی۔

کرایہ پر لے تا کہ کسی متعین جگہ تک اس پر سواری کرے یا بار برداری کا کام لے، لیکن کسی نئے اندیشہ کی بنا پر وہاں کا راستہ مسدود ہو جائے، یا سواری مکہ جانے کے لئے کرایہ پر لے، لیکن لوگ اس سال اس راستہ سے حج کے لئے نہ نکلیں تو ہر دو فریق کو فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر حصول منفعت کے امکان تک معاملہ برقرار رکھنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے۔

فقہاء احناف میں سے کاسانی بدائع الصنائع کتاب الاجارۃ جلد ۴ صفحہ ۱۹۷ پر لکھتے ہیں: "فسخ کا معاملہ دراصل نقصان سے بچنے کا نام ہے، عذر کے متحقق ہونے کے باوجود فسخ نہ کرنا عقل اور شریعت دونوں کے خلاف ہے، کیونکہ اس کا مطلب تو پھر یہ ہوگا کہ اگر کسی شخص کو دانت کی تکلیف ہو اور وہ دانت اکھڑوانے کے لئے ایک آدمی کو اجرت پر بلائے، پھر اس کے دانت کا درد جاتا رہے تو اس شخص کو دانت اکھڑوانے پر مجبور کیا جائے، یہ تو نہ عقلاً قابل تسلیم ہے اور نہ شرعاً پسندیدہ۔

فقہاء نے مزارعت، مساقات اور درخت لگانے کے ابواب میں بھی ہنگامی اعذار کی بناء پر تقریباً اجارہ کے ہی مثل احکام ذکر فرمائے ہیں۔

۷- رسول کریم ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے فیصلے فرمائے اور بیشتر فقہائے مذاہب نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر ٹھنڈک، برف باری، کیڑے یا ٹڈی دل جیسی آفات کی وجہ سے پھلوں کو نقصان پہنچ جائے تو درختوں پر لگے پھلوں میں سے جس قدر نقصان ہوا ہو، اسی نقصان کے بقدر قیمت میں بھی کمی ہو جائے گی اور اگر سارے پھلوں کو نقصان پہنچ گیا ہو تو پوری قیمت ساقط ہو جائے گی۔

۸- رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے: "لا ضرر ولا ضرار" (نہ ابتداءً نقصان پہنچانا ہے اور نہ بدلہ میں نقصان پہنچانا ہے) فقہاء کرام نے اس فرمان نبوی کو ایک اہم

فقہی قاعدہ تسلیم کیا اور اسے فقہ کا ایک بڑا اور بنیادی ستون قرار دے کر مختلف فقہی ابواب میں نقصان کے دفع وازالہ کے پیش نظر بے شمار جزوی احکام مرتب کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر وہ معاملہ جو اپنے شرعی نظام کے مطابق طے پاتا ہے، درج ذیل آیت کریمہ کے مطابق فریقین پر اس کی پابندی لازم ہوتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {یا أیھا الذین آمنوا أوفوا بالعقود﴾ [سورہ المائدۃ ۱/۱] (اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو) لیکن عقد کی لزومی قوت نص شرعی کی قوت سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی جو اپنے تمام مخاطبین کے لئے لازمی ہے، شرعی احکام کے پیمانہ اور تشریعی حکمت کے معیاروں کے سلسلہ میں اکیڈمی کا احساس ہے کہ کوئی بھی شرعی حکم مشقت سے خالی نہیں ہوتا، نماز میں کھڑے ہونے کی مشقت اور روزہ میں بھوک و پیاس کی مشقت کی وجہ سے نہ تو حکم شرعی ساقط ہوتا ہے، نہ اس میں تخفیف ہوتی ہے، لیکن اگر مشقت اس حکم کی مشقت کے معروف دائرہ سے تجاوز کر جائے تو وہ حکم یا تو ساقط ہوجاتا ہے یا اس میں تخفیف ہوجاتی ہے، جیسے مریض کے لئے نماز میں کھڑے ہونے اور روزہ میں مشقت، جہاد میں نابینا اور لنگڑے کے لئے مشقت، لہذا اس ہنگامی اور استثنائی سبب کی بناء پر ناقابل برداشت مشقت کی صورت میں استثنائی تدبیر ضروری ہوتی ہے جو اس کی اضافی مشقت کو دور کردے، اس موضوع پر مکمل شرح وبسط کے ساتھ اور مثالوں کی روشنی میں امام شاطبی نے اپنی کتاب "الموافقات فی اصول الشریعۃ" میں گفتگو فرمائی ہے۔

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ معمول کے خسارہ کا تجارت کی الٹ پھیر پر کوئی اثر نہیں ہوتا، کیونکہ وہ تجارت کا مزاج اور اس کی طبیعت ہے، لیکن اگر یہی خسارہ سابقہ ہنگامی اسباب کی بناء پر اس کی معروف ومعمول حد سے بہت زیادہ آگے بڑھ جائے تو ایسی صورت میں استثنائی تدبیر لازم ہوگی۔

ابن قیمؒ اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کی بعثت اور اپنی کتابوں کا نزول اس عدل کے ساتھ فرمایا ہے جس کے ذریعہ آسمان اور زمین قائم ہیں، لہذا ہر وہ معاملہ جو عدل سے نکل کر ظلم کی سرحد میں داخل ہو جائے، مصلحت کے بجائے مفسدہ ہو جائے، اس کا اللہ کی شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، جہاں بھی عدل کی علامتوں کا ظہور ہو اور اس کی حقیقت روشن ہو جائے وہی اللہ کی شریعت اور اس کا حکم ہے، فریقین کے مقصود کی وضاحت اور تعیین عقد کے حالات سے ہوتی ہے، اس مقصود سے آنکھیں بند کر کے عقد کے ظاہری الفاظ کی پابندی خواہ نتائج کچھ بھی ہو جائیں، درست نہیں ہے، فقہ شریعت کا مقررہ اصول ہے کہ معاملات کے اندر ظاہری الفاظ کا نہیں بلکہ مقصود اور حقیقت کا اعتبار ہوتا ہے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے طویل المدت معاملات کے اندر مذکورہ حالات میں ظلم سے تحفظ اور عادلانہ حل کے حصول کے لئے دخل اندازی صرف عدالت ہی کر سکتی ہے، مذکورہ بالا قواعد اور نصوص جن سے اس نو پیدا شدہ اہم معاملہ کے صحیح فقہی حل کی رہنمائی ملتی ہے، کی روشنی میں درج ذیل امور طے پاتے ہیں:

۱- طویل مدتی نفاذ کے معاملات جیسے ٹھیکہ، ٹینڈرا اور درآمدات کے معاملات کے اندر اگر حالات میں اتنی زیادہ تبدیلی آجائے کہ صورت حال، اخراجات اور نرخ میں زبردست فرق پیدا ہو جائے اور اس کے اسباب ایسے عمومی ہنگامی ہوں جو ابتدائے معاملہ کے وقت متوقع بھی نہ ہوں اور معاملہ کی علی حالہ پابندی ذمہ دار فریق کے لئے غیر معمولی اور زبردست نقصانات کا باعث ہو اور اس کی وجہ اس فریق کی جانب سے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں کوئی کمی یا کوتاہی نہیں بلکہ تجارتی طریقوں میں قیمتوں کا فرق ہو، تو ایسی صورت میں اختلاف پیدا ہونے اور درخواست کرنے پر قاضی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ عقد سے متعلق حقوق اور ذمہ داریوں میں اس طور پر تبدیلی کرے کہ معاملہ سے زائد نقصانات

فریقین پر تقسیم ہو جائیں، اسی طرح قاضی کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ عقد کے جس قدر حصے باقی ہیں، اگر انہیں منسوخ کر دینا ہی زیادہ قرین مصلحت اور آسان ہو تو قاضی انہیں منسوخ کر دے، ساتھ میں معاملہ کے فریق اول صاحب حق کو عادلانہ معاوضہ بھی دلائے جس سے فسخ معاملہ کی وجہ سے پہنچنے والے نقصانات کے ایک معقول حصہ کی تلافی ہو سکے اور دونوں فریق کے ساتھ عدل ہو، کسی پر زیادتی نہ ہو۔ عدل و توازن کی تعیین میں قابل اعتماد ماہرین کی رائے پر قاضی اعتماد کرے۔

۲- قاضی کو یہ بھی حق ہے کہ اگر اس کی نظر میں ہنگامی سبب وقتی اور ختم ہو جانے والا ہو تو ذمہ دار فریق کو موقع دے دے بشرطیکہ اس موقع اور رخصت سے دوسرے فریق کو زیادہ نقصان نہ پیش آئے۔

اکیڈمی کا یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ شرعی اصولوں کی روشنی میں مستنبط اس حل سے معاملہ کے فریقین کو عدل و انصاف بھی مل جاتا ہے اور ایک فریق ایسے بڑے ضرر سے بھی محفوظ رہ جاتا ہے جس کے سبب میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے، یہ حل شریعت کے حکیمانہ تفقہ نیز قواعد شریعت اور اس کے مقاصد اور عدل سے قریب ترین ہے۔

والله ولي التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه۔

[مرض کے سبب معذرت]	[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی	نائب صدر
عبداللہ بن حمید	محمد علی الحرکان

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد محمود الصواف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[غیر موجود]
مبروک العوادی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط سے پہلے روانگی]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[معذرت]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[غیر موجود]
حسنین محمد مخلوف

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[دستخط]
محمد سالم عدود

[کنوینر]
محمد عبدالرحیم الخالد

❖❖❖

چھٹے سمینار
منعقدہ ۹-۱۶/ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ
کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: اسلامی فقہ اکیڈمی کی مجلس کے صدر کا انتخاب

☆ دوسرا فیصلہ: سورۂ اخلاص کی غلط تفسیر

☆ تیسرا فیصلہ: انڈونیشیا وغیرہ میں حق و باطل کی تلبیس کے مظاہر

☆ چوتھا فیصلہ: نجاشی کے قبول اسلام اور اس سلسلہ میں اسلامی مراجع پر اعتماد سے متعلق ایک مقالہ

☆ پانچواں فیصلہ: ''شیخ شعراوی کے نام ایک کھلا خط'' کے عنوان سے اسلام مخالف کیسٹوں کی ترویج

☆ چھٹا فیصلہ: ہوٹلوں کے کمروں میں قرآن کریم کے نسخوں کی تقسیم

پہلا فیصلہ:

اسلامی فقہ اکیڈمی کی مجلس کے صدر کا انتخاب

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کی مجلس نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ بروز یکشنبہ مؤرخہ ۹/۴/۰۳ ۱۴ھ میں سماحۃ الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید رحمہ اللہ کے بعد مجلس کے صدر کے انتخاب کے سلسلہ میں غور کیا، اکیڈمی کے دستور کی دفعہ چہارم کے تحت جس میں مذکور ہے کہ ''اکیڈمی کی مجلس کے صدر کا انتخاب مجلس کے ذریعہ مطلق اکثریت کی بنیاد پر عمل میں آئے گا''، مجلس نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ صاحب السماحۃ معالی الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اکیڈمی کی مجلس کے صدر رہوں گے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد سالم عدود	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر جومی	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[غیر موجود]	[غیر موجود]	[معذرت]
محمود شیت خطاب	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	حسنین محمد مخلوف
[معذرت]	[کنوینر]	
مبروک العوادی	محمد احمد قمر	

دوسرا فیصلہ:

سورۂ اخلاص کی غلط تفسیر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده سیدنا محمد، أما بعد!

کویتی اخبار ''سیاست'' کے شمارہ ۴۷۷۶ مؤرخہ ۱۷ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۵ر۱۰ر۱۹۸۱ء میں سورہ اخلاص کی غلط اور قابل مذمت تفسیر شائع ہوئی ہے، اس تفسیر کا پرفریب عنوان رکھا گیا ہے'' توحید کا معنی اور سورہ اخلاص کی منطوق تفسیر اور اس کا انگریزی ترجمہ'' اور اس پر محمد احمد شامی نام کے ایک شخص کا دستخط ہے۔ اس تفسیر میں قرآنی معانی کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور خلط، اوہام وجہل اور رکیک خیالی تصورات کا ایسا ملغوبہ پیش کیا گیا ہے جو صاحب تفسیر کے ذہنی پاگل پن کے سوا اور کچھ نہیں اور اس حرکت کو سورہ اخلاص کی تفسیر کا نام دیا گیا ہے!!

ان مفسر صاحب نے اپنی تفسیر کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے:'' قــل '' خبر مقدم ہے، جس کا معنی ہے ایک ایسا فرد جس کا کوئی نہ ہو، مثلاً کہا جاتا ہے '' رجل قل ''، '' هو '' ضمیر ہے جو مبتداء ہے، خبر اس کی قل ہے، اور وہ بھی مفعول بہ کے محل میں ہے اس جملہ فعلیہ کے لئے جو آگے آرہا ہے اللہ احد، یعنی ''أن اللــه أحـده '' یعنی اللہ نے اسے واحد بنایا، یا اسے حد بنایا، یا اسے دھار والا بنایا!!

ذہنی اختلاط کا شکار شخص اسی انداز کی تفسیر سورہ اخلاص کی دوسری آیتوں کی بھی کرتے ہوئے ''ولم یکن له کفوا أحد'' سے متعلق کہتا ہے:'' اس شخص کے ماضی میں کفو نہ تھے، اس

سے یہ لازم نہیں آتا کہ آئندہ بھی اس کے کفو نہ ہوں گے ورنہ تو خود اس کی ذات کے لئے روئے زمین پر ایک بار ظہور کے بعد دوسری بار ظہور ناممکن ہونا لازم آئے گا اور اس کے رسول منقطع ہوجائیں گے''۔ اکیڈمی کے اجلاس دوم مؤرخہ ۱۰ر ۴ر ۱۴۱۳ھ بمقام مکہ مکرمہ میں اس پر غور کیا گیا۔

اکیڈمی محسوس کرتی ہے کہ ذہنی اختلاط کے شکار اشخاص کی صف میں ایسے شخص کا پایا جانا کوئی حیرت انگیز نہیں ہے جو خود کو گہرا محقق عالم یا باریک بین فلسفی تصور کرتا ہو، یہ خود ایک مرض ہے، لیکن تعجب جس بات پر ہے وہ یہ کہ ایک عرب اسلامی ملک کا مشہور عربی اخبار اس ہرزہ سرائی کو جس کے سامنے پاگلوں کی بکواس بھی ہیچ ہے، ایک ایسے نمایاں عنوان کے ساتھ شائع کرتا ہے کہ سورہ اخلاص سے مستفاد توحید کا یہی مفہوم ہے، سورہ اخلاص کی یہ چھوٹی لیکن عظیم الشان سورت جس میں مختصر اور مستحکم الفاظ میں توحید کی حقیقت واشگاف کردی گئی ہے، یہ سورت رہتی دنیا تک اپنی بلاغت اور پختگی میں بلند ومضبوط پہاڑوں سے زیادہ ٹھوس ومستحکم رہے گی، گمراہ کن افکار ورجحانات کے لئے چیلنج بنی رہے گی اور شرک والحاد کے لئے خطرہ رہے گی جو مختلف عوامل کی وجہ سے بعض انسانی عقلوں میں گمراہی اور انحطاط کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اگر اس ہرزہ سرائی کا نام سورۂ اخلاص جیسی عظیم سورہ کی تفسیر منطوق ہے تو پھر ان مفسر صاحب نے باطنی فرقوں کے لئے کیا باقی چھوڑا ہے جو اپنے خبیث وناپاک مقاصد کے تحت لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات کے ساتھ من مانی کھلواڑ کرتے ہیں۔

ایسا عمل اللہ کی آیات کے ساتھ کھلواڑ اور جرم اور اسلام سے ارتداد ہے۔

ایک عربی اخبار جس کا مالک اسلامی ملک میں رہتا اور اسلام سے نسبت رکھتا ہو، کیونکر اس کے لئے روا ہوا کہ اس جیسی مذموم حرکت کے لئے وہ اپنے صفحات پیش کرے، یہ اخبار اور قرآن عظیم کی آیات کا استہزاء کرنے والا شخص کیونکر اپنے ملک اور تمام اسلامی عرب ممالک کے

دستور، قوانین عقوبات اور مطبوعات کے قوانین سے بچ سکتے ہیں؟

اس بنا پر نیز اس وجہ سے کہ صحافت اور نشر و اشاعت میں اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ حرکت عقائد اور مقدسات اسلامیہ پر حملہ ہے، اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ وہ ان ذمہ داران کی توجہ مبذول کرائے جن پر اسلامی مقدسات کے تحفظ کی ذمہ داری آتی ہے اور اس فیصلہ کو رابطہ عالم اسلامی کی امانت عامہ کو بھیجا جائے کہ وہ اسے کویت اور دیگر ممالک کے ذمہ داران کو ارسال کر کے مطالبہ کرے کہ قرآن اور سنت کے تحفظ کے بارے میں ان کے دین اور ان کی قوم کی طرف سے جو ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے وہ اسے پورا کریں تا کہ ان کا تقدس پامال نہ ہو اور آزادی اشاعت کے غلط استعمال سے افکار میں گمراہی اور نوجوانوں میں کج روی پیدا کرنے والوں کے ہاتھوں وہ کھلواڑ نہ بن جائیں۔

واللہ ولي التوفیق وصلی اللہ علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبد الرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر محمود جومی	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[غیر موجود]	[غیر موجود]	[معذرت]
محمود شیت خطاب	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	حسنین محمد مخلوف
[معذرت]	[کنوینر]	
مبروک العوادی	محمد احمد قمر	

تیسرا فیصلہ:

انڈونیشیا وغیرہ میں حق وباطل کی تلبیس کے مظاہر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے پانچویں اجلاس منعقدہ ۱۳/۴/۱۴۰۳ھ بروز پنجشنبہ میں انڈونیشیا وغیرہ میں حق وباطل کی تلبیس اور تشکیک کی صورت حال پر غور کیا گیا، اس سلسلہ میں پیش کی گئی رپورٹوں، تحقیقات، مقالات اور فتاوی کا بھی جائزہ لیا گیا، نیز بدھ مت وغیرہ کے ماننے والوں کے تہواروں اور تقریبات میں شرکت کے موضوع پر غور کیا گیا۔

بحث ومباحثہ اور تبادلۂ خیالات کے بعد اکیڈمی نے طے کیا کہ ان جیسے غیر اسلامی تہواروں اور تقریبات میں مسلمانوں کی شرکت شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ مسلمانوں کے لئے ان میں نہ شرکت جائز ہے، نہ ان کے ذمہ داروں کو ہدیہ پیش کرنا اور نہ ان کی رسومات میں ان کی موافقت کرنا اور نہ ان کے مقامات کی زیارت کرنا، کیونکہ ان میں اسلام مخالف امور انجام پاتے ہیں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على خير خلقه محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد سالم عدود	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر محمود جومی	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[غیر موجود]	[غیر موجود]	[معذرت]
محمود شیت خطاب	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	حسنین محمد مخلوف
[معذرت]	[کنوینر]	
مبروک العوادی	محمد احمد قمر	

چوتھا فیصلہ:

نجاشی کے قبول اسلام اور اس سلسلہ میں اسلامی مراجع پر اعتماد سے متعلق ایک مقالہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد،

أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے چھٹے سمینار منعقدہ ۹-۱۶/۴/۱۴۰۳ھ مطابق ۲۳-۳۰/۱/۱۹۸۳ء بمقام جنرل سکریٹریٹ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی ساتویں نشست میں میجر جنرل محمود شیت خطاب کا وہ تحقیقی مقالہ زیر غور آیا جو حبشہ کے فرماں روا نجاشی کے قبول اسلام کے درست ہونے سے متعلق تھا، یہ مضمون دراصل بعض مستشرقین کی طرف سے کمزور دلائل کو بنیاد بنا کر نجاشی کے قبول اسلام کے سلسلہ میں شک پیدا کرنے کی طرز پر ایک عربی رسالہ میں شائع تحریر کے پیش نظر لکھا گیا ہے۔

محمود شیت خطاب نے نجاشی کے قبول اسلام کو کتب حدیث وسیرت کے بنیادی مآخذ سے ثابت کیا ہے اور ان لوگوں پر تنقید کی ہے جو اپنی معلومات محض غیروں سے اور ان کے ان مراجع سے لیتے ہیں جن میں اسلام کے بارے میں زیادہ تر غرض، دھوکہ، دسیسہ کاری اور تشکیک ہوا کرتی ہے۔

اجلاس کے خیال میں یہ تحریر انتہائی نفیس ہے، پختہ علمی طریقہ تحقیق کے مطابق ہے اور اصل مصادر کے حوالوں سے اسے مستند بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ تحریر ایک بہترین نمونہ بن گئی

ہے، ہماری نئی نسل کو تحقیق کے اس اسلوب کی پیروی کرنی چاہئے، اس سے ان لوگوں کی غلطیاں واضح ہو جاتی ہیں جو صرف غیروں کے مراجع پر اعتماد کرتے ہیں۔

یہ اجلاس رابطہ عالم اسلامی کی امانت عامہ سے سفارش کرتا ہے کہ افادہ عام کی غرض سے اس مقالہ کو طبع کر کے تقسیم کیا جائے نیز اسلامی مجلّات میں بھی اسے شائع کرایا جائے۔

واللہ ولي التوفیق، وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[معذرت]
حسنین محمد مخلوف

[معذرت]
مبروک العوادی

[کنوینر]
محمد احمد قمر

پانچواں فیصلہ:

”شیخ شعراوی کے نام ایک کھلا خط“ کے عنوان سے اسلام مخالف کیسٹوں کی ترویج

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا محمد، أما بعد!

”کھلا خط بنام شیخ شعراوی“ کے عنوان سے ایسے کیسٹس کویت میں رائج کئے جا رہے ہیں جن میں قرآن کریم کے معانی میں تحریف کی گئی ہے، اسلامی فقہ اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ ۱۶ /۴ /۱۴۰۳ھ بروز یکشنبہ میں اس پر غور کیا گیا، اس موضوع پر بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس کی مذمت کی اور اسے اسلامی اصولوں پر حملہ اور اسلامی شعائر کے ساتھ استہزاء قرار دیا اور اسے کفر صریح، نیز اگر یہ حرکت اسلام سے نسبت رکھنے والے کسی شخص کی طرف سے ہوئی ہے تو اسے اسلام سے مرتد قرار دیا، نیز اکیڈمی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس مذمتی قرار داد کو اسلامی ممالک کے ذمہ دار اداروں تک پہنچایا جائے تاکہ وہ حالات پر سخت نظر رکھیں اور دین کے متعلق استہزاء اور اسلامی اصول وشعائر کے ساتھ کھلواڑ کا وسوسہ دل میں لانے والوں کو قرار واقعی سزا دیں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على خير خلقه سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]		[دستخط]
نائب صدر		صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
محمد علی الحرکان		عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد سالم عدود	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر محمود جومی	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[غیر موجود]	[غیر موجود]	[معذرت]
محمود شیت خطاب	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	حسنین محمد مخلوف
[معذرت]	[کنوینر]	
مبروک العوادی	محمد احمد قمر	

چھٹا فیصلہ:

ہوٹلوں کے کمروں میں قرآن کریم کے نسخوں کی تقسیم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد،

أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ ۱۶/ ۴/ ۱۴۰۳ھ بروز یکشنبہ میں محمود شیت خطاب کا وہ خط زیر غور آیا جس میں انہوں نے ہوٹلوں کے کمروں میں قرآن کریم کے نسخے رکھے جانے کو توہین کے خوف سے نامناسب قرار دیا تھا۔

اس موضوع پر غور وفکر اور تبادلۂ خیال کے بعد اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ ہوٹلوں کے کمروں میں قرآن کریم کے نسخے رکھنے کی مصلحت واضح ہے، یعنی یہ کہ اس کی افادیت عام ہو اور شاید ایسے لوگ بھی اس سے مستفید ہوں جنہوں نے قرآن نہ پڑھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

اکیڈمی رابطہ کی امانت عامہ سے سفارش کرتی ہے کہ شیخ محمود شیت خطاب کو خط لکھ کر قرآن کریم کے بارے میں ان کی غیرت دینی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اکیڈمی کی اس رائے سے انہیں آگاہ کر دیا جائے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على خير خلقه سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]
نائب صدر
محمد علی الحرکان

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[معذرت]
حسنین محمد مخلوف

[معذرت]
مبروک العوادی

[کنوینر]
محمد احمد قمر

ساتویں سمینار

منعقدہ ۱۱-۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ : اسٹاک ایکسچینج کا حکم

☆ دوسرا فیصلہ : مصحف عثمانی کے رسم الخط میں تبدیلی کا حکم

☆ تیسرا فیصلہ : اعداد کے عربی رسم الخط کو یورپی رسم الخط میں بدلنے کا عدم جواز

☆ چوتھا فیصلہ : ہندوستان میں جہیز کا رواج

☆ پانچواں فیصلہ: مصنوعی بارآوری اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم

پہلا فیصلہ:

اسٹاک ایکسچینج کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وبعد!

اسٹاک ایکسچینج اور اس میں کاغذی نوٹوں ، کمپنیوں کے شیئرز ، تجارتی وحکومتی قرض سرٹیفکٹ اور سامانوں پر ہونے والی خرید وفروخت اور اس کی نقد وادھار کی شکلوں پر اس اجلاس میں غور کیا گیا۔

اسی طرح ماہرین اقتصادیات اور ایکسچینج سے وابستہ لوگوں کی نظر میں اس مارکٹ کے جو مفید اور مضر پہلو ہیں، ان کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔

الف- اس مارکٹ کے مثبت اور مفید پہلو درج ذیل ہیں:

اول: اس کے ذریعہ ایک دائمی منڈی موجود رہتی ہے جہاں خریدار اور فروخت کنندہ کی ملاقات آسان ہوتی ہے اور شیئرز، سرٹیفکٹ اور سامانوں پر نقد وادھار معاملات انجام دئے جاتے ہیں۔

دوم: اس میں شیئرز اور بانڈز فروختگی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے صنعتی، تجارتی اور حکومتی اداروں کے لئے سرمایہ کی فراہمی آسان ہو جاتی ہے۔

سوم: اس کے ذریعہ شیئرز اور بانڈز کو دوسروں کے ہاتھ فروخت کرنا اور ان کی قیمت سے استفادہ آسان ہو جاتا ہے، جو کمپنیاں سندات جاری کرتی ہیں وہ سند والوں کی قیمت ادا نہیں کرتی ہیں۔

چہارم: یہ مارکٹ شیئرز، بانڈز اور سامانوں کے نرخ کے معیار اور طلب ورسد کی رو سے باہمی معاملات کے میدان میں ان کے اتار چڑھاؤ کی اطلاع فراہم کرتی ہے۔

ب- مارکٹ کے مضر اور سلبی پہلو درج ذیل ہیں:

اول: اس مارکٹ میں انجام پانے والے بیشتر ادھار معاملات میں نہ تو حقیقی فروختگی ہوتی ہے اور نہ حقیقی خریداری، کیونکہ جن معاملات میں شرعاً عوضین یا کسی ایک عوض پر قبضہ ضروری ہوتا ہے ان پر قبضہ نہیں پایا جاتا۔

دوم: اس مارکٹ میں فروخت کنندہ عموماً ایسی کرنسی، شیئرز، بانڈز یا سامان فروخت کرتا ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہوتیں، وہ صرف اس امید پر فروخت کرتا ہے کہ بازار سے خرید کر مقررہ وقت پر حوالہ کر دے گا اور عقد کے وقت قیمت پر قبضہ بھی نہیں پایا جاتا جو عقد سلم کی ایک شرط ہے۔

سوم: اس میں فروخت کنندہ خریدے ہوئے سامان پر قبضہ سے پہلے اسے فروخت کر دیتا ہے، اور دوسرا خریدار بھی سامان پر قبضہ سے قبل تیسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور اس طرح ایک ہی شئی پر قبضہ سے پہلے متعدد خرید وفروخت انجام پاتے چلے جاتے ہیں اور معاملہ آخری خریدار تک پہنچ جاتا ہے جو یا تو پہلے فروخت کنندہ سے سامان بیع وصول کر لیتا ہے جس نے اس وقت بیچا تھا جب وہ مالک نہیں تھا، یا نفاذ کے وقت قیمتوں کے فرق سے اپنا حساب کرا لیتا ہے، یہ فائنل حساب کا دن ہوتا ہے، جب کہ پہلے اور آخری کے علاوہ درمیان کے تمام خریدار اور فروخت کنندگان کا رول صرف اس قدر ہوتا ہے کہ قیمت کے فرق کو نفع کی صورت میں وصول کر لیتے ہیں اور خسارہ کی صورت میں ادا کرتے ہیں، جیسا کہ جواری لوگوں کے درمیان ہوتا ہے۔

چہارم: سرمایہ دار لوگ شیئرز، بانڈز اور سامانوں کو بازار میں ذخیرہ کر لیتے ہیں تا کہ وہ ان فروخت

کنندگان پر اپنا کنٹرول قائم کرلیں جنہوں نے اپنی ملکیت میں غیر موجود سامان کو اس امید پر فروخت کر دیا تھا کہ حوالگی کے دن سے پہلے کم قیمت پر انہیں خرید کر مقررہ وقت پر حوالہ کر دیں گے اور اس طرح سرمایہ دار ایسے فروخت کنندگان کو حرج میں ڈالتے ہیں۔

پنجم: اسٹاک ایکسچینج کی سنگینی اس وقت سامنے آتی ہے جب اسے بازار پر اثر اندازی کے لئے بطور وسیلہ اختیار کیا جاتا ہے، کیونکہ ان میں قیمتوں کا انحصار خرید یا فروخت کے ضرورت مندوں کی حقیقی رسد اور طلب پر بالکلیہ نہیں ہوتا، بلکہ بہت ساری دیگر اشیاء اثر انداز ہوتی ہیں جن میں کچھ بازار پر نگرانی رکھنے والوں کی یا سامان اور نوٹ کی ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کی پیدا کردہ ہوتی ہیں، مثلاً جھوٹا پروپیگنڈہ وغیرہ، اس طرح یہ صورت حال شریعت کی نظر میں ممنوع قرار پاتی ہے، کیونکہ وہ قیمتوں میں غیر فطری اتار چڑھاؤ پیدا کر کے معاشی زندگی پر برے اثرات ڈالتی ہے، اس کی صرف ایک مثال یہ ہے کہ بڑے بڑے سرمایہ دار شیرز یا بانڈز کا ایک مجموعہ جاری کر دیتے ہیں اور رسد کی زیادتی کے نتیجہ میں ان کی قیمتیں گر جاتی ہیں اور ان کے چھوٹے مالکان انہیں اس اندیشہ کی وجہ سے کم قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں کہ کہیں قیمت اور زیادہ نہ گر جائے اور انہیں مزید نقصان کا سامنا کرنا پڑے، ان کے فروخت کرنے کی وجہ سے مزید زیادتی رسد کے نتیجہ میں قیمت میں اور بھی گراوٹ آجاتی ہے، تو بڑے مالکان انہیں کم قیمت پر خرید لیتے ہیں تاکہ زیادتیٔ طلب کی صورت میں اونچی قیمت پر فروخت کر سکیں، اس طرح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بڑے مالکان کو تو زبردست منافع حاصل ہو جاتے ہیں اور شیئرز کو مارکٹ میں لا کر غیر حقیقی رسد پیدا کر کے چھوٹے مالکان کو دھوکہ دے کر انہیں بہت زیادہ نقصان میں ڈال دیا جاتا ہے، یہی طریقہ سامانوں کی مارکٹ میں بھی اپنایا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے ماہرین معاشیات کے درمیان اسٹاک ایکسچینج کے موضوع پر زبردست

ہنگامہ برپا ہوگیا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اقتصادی دنیا کی تاریخ میں بعض اوقات اس صورت حال نے کم وقت میں بے شمار سرمایہ کو برباد کردیا، دوسری جانب بغیر کسی محنت کے مالداروں کو بڑے منافع پہنچائے، بڑے بڑے بحران جب دنیا میں پیدا ہوئے تو ان ماہرین نے انہیں ختم کردینے کا مطالبہ کیا کہ ان کی وجہ سے دولت وسرمایہ تباہ ہوجاتے ہیں اور اقتصادی حالات بہت کم وقت میں انتہائی پستی میں چلے جاتے ہیں، جیسا کہ زلزلوں اور زمینی حادثات کے مواقع پر ہوتا ہے۔

اسی لئے اسٹاک ایکسچینج کی حقیقت اور اس کے اندر شیئرز، بانڈز، سامان اور نوٹ کے نقد وادھار معاملات پر شرعی احکام کی روشنی میں غور وخوض کرنے کے بعد اکیڈمی کا یہ اجلاس درج ذیل امور طے کرتا ہے:

اول: اسٹاک ایکسچینج کا مقصود ایک ایسی مستقل ودائمی مارکٹ کو وجود دینا ہے جہاں طلب اور رسد یکجا ہوں اور خریدار وفروخت کنندہ آمنے سامنے، یہ چیز بہتر اور مفید ہے جو پیشہ وروں کے استحصال کو روکتی ہے، جو ایسے سیدھے سادھے اور غافل لوگوں کو نشانہ بناتے ہیں جنہیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کون خریداری کا ضرورت مند ہے اور کون فروختگی کا اور قیمتوں کی حقیقت کیا ہے لیکن اس نمایاں مصلحت کے ساتھ ساتھ اسٹاک ایکسچینج میں شرعاً چند ممنوع معاملات جوابازی، ناجائز استحصال اور غلط طریقہ سے لوگوں کا مال کھانے کی چیزیں بھی ہوتی ہیں، لہذا اس مارکٹ کے سلسلہ میں کوئی عام شرعی حکم نہیں دیا جاسکتا، بلکہ اس میں انجام پانے والے معاملات میں سے ہر ہر معاملہ کا علاحدہ علاحدہ حکم بیان کرنا ضروری ہے۔

دوم: ایسے سامانوں پر نقد معاملہ کیا جائے جو فروخت کرنے والے کی ملکیت میں موجود بھی ہوں اور جن سامانوں پر مجلس عقد میں قبضہ شرط ہے ان میں قبضہ بھی پایا جائے تو وہ شرعاً

جائز ہیں، بشرطیکہ ان سامانوں کی تجارت شرعاً حرام نہ ہو، لیکن اگر فروخت کئے جانے والے سامان فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہ ہوں تو اس عقد میں بیع سلم کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، پھر قبضہ سے پہلے اس کی فروختگی مشتری کے لئے جائز نہیں ہوگی۔

سوم: کمپنیوں اور اداروں کے شیئرز جب فروخت کرنے والے کی ملکیت میں ہوں تو ان کی فروختگی شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ ان کمپنیوں یا اداروں کا کاروبار شرعاً حرام نہ ہو، جیسے سودی بنکوں کی کمپنیاں اور شراب کی کمپنیاں وغیرہ، کیونکہ ایسی کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت شرعاً حرام ہے۔

چہارم: بانڈز پر سود کے ساتھ نقد اور ادھار معاملات کی تمام شکلیں شرعاً ناجائز ہیں، اس لئے کہ یہ ایسے معاملات ہیں جن میں حرام ربا شامل ہے۔

پنجم: ادھار معاملات کی وہ تمام قسمیں جو ایسے شیئرز اور سامانوں پر ہوتی ہیں جو فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہ ہوں اور اس کیفیت کے ساتھ ہوں جو اسٹاک ایکسچینج مارکٹ میں رائج ہے، شرعاً ناجائز ہیں، کیونکہ ان میں اپنی ملکیت میں نہ ہونے والے سامان کو اس اعتماد پر فروخت کیا جاتا ہے کہ آئندہ اسے خرید کر مقررہ وقت پر حوالہ کردیا جائے گا، یہ شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ ”ایسی چیز فروخت مت کرو جو تمہارے پاس نہیں ہے“، اسی طرح ابوداؤد اور احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کی ہے کہ ”نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ سامانوں کو خریدنے کے بعد پھر فروخت کیا جائے جب تک کہ تاجر انہیں اپنے کجاووں میں نہ لے آئیں“۔

ششم: اسٹاک ایکسچینج میں رائج ادھار معاملات شریعت اسلامیہ کی بیع سلم سے میل نہیں کھاتے، کیونکہ ان دونوں میں درج ذیل دو جہتوں سے فرق ہے:

الف: اسٹاک ایکسچینج کے اندر ادھار معاملات کی صورت میں مجلس عقد ہی میں قیمت ادا نہیں کی جاتی، بلکہ قیمت کی ادائیگی کو حساب کے دن کے لئے مؤخر کر دیا جاتا ہے، جبکہ بیع سلم کی صورت میں مجلس عقد کے اندر ہی قیمت کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔

ب: اسٹاک ایکسچینج کے اندر جس سامان پر معاملہ ہوتا ہے اور جو پہلے فروخت کنندہ کے ذمہ میں ہوتا ہے، پہلے خریدار کے اس پر قبضہ کرنے سے قبل ہی متعدد بار اس کی فروختگی ہو چکی ہوتی ہے اور ان سے مقصود غیر حقیقی خریداروں اور فروخت کنندگان کے مابین قیمتوں کے فرق کی حصولیابی یا ادائیگی ہوتی ہے جو بالکل جوا کی طرح نفع و آمدنی کے خطرہ کا کھیل ہوتا ہے، جب کہ بیع سلم میں مبیع پر قبضہ سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مذکورہ بالا امور کے پیش نظر اکیڈمی مناسب سمجھتی ہے کہ اسلامی ممالک کے سربراہان اپنے ممالک کے اندر اسٹاک ایکسچینج کو بالکل آزاد نہ چھوڑیں کہ وہ جس طرح چاہیں معاملات کریں، خواہ جائز معاملات ہوں یا حرام اور اسی طرح ان کے اندر قیمتوں سے کھلواڑ کرنے والوں کو بھی آزاد نہ چھوڑیں کہ وہ جو چاہیں کریں، بلکہ وہاں انجام پانے والے معاملات کے اندر مشروع طریقوں کی رعایت و عمل داری کو ضروری بنائیں اور ناجائز معاملات کو ممنوع قرار دیں، تاکہ اس کھلواڑ پر بندش لگے جو مالی مشکلات پیدا کرتا ہے، عمومی اقتصادیات کو تباہ کرتا ہے اور بے شمار لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مکمل خیر و بہتری ہر ہر چیز میں اسلامی طریقہ کی پابندی ہی کے اندر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿و أن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ذلكم وصاكم به لعلكم تتقون﴾ [سورہ الانعام/۱۵۳] (اور یہ کہ یہ دین میرا رستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو

اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو)۔

والله سبحانه هو ولي التوفيق، والهادي إلى سواء السبيل، وصلى الله على سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم ۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہی اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[غیر موجود]
محمد سالم عدود

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[غیر موجود]
حسنین محمد مخلوف

[غیر موجود]
مبروک العوادی

[کنوینر]
محمد احمد قمر

دوسرا فیصلہ:

مصحف عثمانی کے رسم الخط میں تبدیلی کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وآله وصحبه أجمعين، أما بعد!

اکیڈمی کے اجلاس میں جدہ کے شیخ ہاشم وہبہ عبدالعال کا وہ خط پیش ہوا جس میں انہوں نے ''مصحف عثمانی کے رسم الخط کی املائی رسم الخط میں تبدیلی'' کے موضوع کا ذکر کیا ہے، نیز اس سلسلہ میں ھیئہ کبار العلماء ریاض کی قرارداد نمبر (۷۱) مؤرخہ ۲۱/۱۰/۱۳۹۹ھ کو بھی پیش نظر رکھا جس میں عثمانی رسم الخط ہی میں قرآن شریف کو باقی رکھنے کے درج ذیل اسباب ذکر کئے گئے ہیں:

۱- یہ ثابت ہے کہ عثمانی رسم الخط میں قرآن کریم کی کتابت حضرت عثمانؓ کے عہد میں انجام پائی، انہوں نے کاتبین کو حکم دیا کہ قرآن کریم کی کتابت ایک مقررہ رسم الخط میں کریں، صحابہ کرام نے ان سے اتفاق کیا اور تابعین بھی اسی راہ پر گامزن رہے اور آج تک ہر دور کے لوگوں نے اس کی پابندی کی، نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم پر میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی ضروری ہے''، لہذا حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کی پیروی اور ان کے اجماع پر عمل کرتے ہوئے قرآن کریم کو اسی رسم الخط میں تحریر کرنا متعین ہو جاتا ہے۔

۲- عثمانی رسم الخط کو چھوڑ کر موجودہ رائج املائی رسم الخط کو پڑھنے کی آسانی کی غرض سے اختیار کرنا دراصل پھر دوسری تبدیلی کو دعوت دینا ہے، کیونکہ یہ املائی رسم الخط ایک نوع کی

اصطلاح ہے جو آئندہ کسی دوسری اصطلاح میں بدل سکتی ہے اور ان تبدیلیوں کے نتیجہ میں قرآن کے بعض حروف میں کمی و زیادتی اور تبدیلی کی صورت میں قرآن کے اندر تحریف کا باعث بن جائے گی اور گذرتے ایام کے ساتھ قرآن کے مختلف نسخوں میں فرق واقع ہو جائے گا اور اسلام دشمنوں کو قرآن کریم پر انگشت نمائی کا موقع مل جائے گا، اسلام نے شر کے ذرائع اور فتنہ کے اسباب کا سد باب کیا ہے اور ان پر بندش لگائی ہے۔

۳۔ قرآن کریم کی کتابت میں اگر عثمانی رسم الخط کی پابندی نہ کی جائے تو اللہ کی کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ جائے گی کہ جب جب کسی انسان کو کوئی نیا خیال سمجھ میں آئے گا تو اسے بروئے کار لے آئے گا، کوئی اسے لاطینی زبان میں اور کوئی کسی اور زبان میں تحریر کرنے کی تجویز پیش کرے گا جو ایک خطرناک عمل ہے اور مفاسد کا ازالہ مصالح کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔

اجلاس میں اس موضوع پر غور وخوض کے بعد بالاتفاق فیصلہ کیا گیا کہ ھیئۃ کبار العلماء سعودی عرب کی اس قرارداد کی تائید کی جائے کہ قرآن کے عثمانی رسم الخط میں تبدیلی جائز نہیں ہے اور موجودہ رسم الخط ہی میں اسے باقی رکھنا واجب ہے تاکہ ایک دائمی دلیل و حجت اس بات کی ہو کہ قرآن کے متن میں کسی قسم کی تحریف یا تبدیلی نہیں ہوئی ہے، اس کی پابندی ہی میں صحابہ کرام اور ائمہ سلف ؒ کی پیروی واتباع بھی ہے، جہاں تک بچوں کے لئے قرآن کریم کی تعلیم میں آسانی پیدا کرنے کا سوال ہے جو موجودہ املائی رسم الخط کے عادی ہوتے ہیں، تو اس ضرورت کی تکمیل اساتذہ کی تلقین سے ہو جاتی ہے، کیونکہ قرآن کی تعلیم کے لئے اساتذہ کی ضرورت سے کسی حال میں بھی بے نیاز نہیں ہوا جا سکتا ہے، وہ یہ طریقہ اپنا سکتے ہیں کہ بچوں کو تعلیم دیتے وقت عثمانی رسم الخط میں تحریر آیات کو املائی رسم الخط میں لکھ کر تعلیم دیں، بالخصوص جبکہ یہ ملاحظہ کیا گیا ہے کہ ایسے حروف کی تعداد بہت کم ہے لیکن وہ قرآن کریم میں بار بار بکثرت آتے ہیں، جیسے لفظ صلوۃ

(نماز)، سموات (آسمانوں) وغیرہ، جب بچے ایسے بار بار آنے والے الفاظ کو عثمانی رسم الخط میں سیکھ لیں گے تو پڑھنا آسان ہو جائے گا، جیسا کہ موجودہ رسم الخط کے قواعد میں ھذا اور ذلک کے رسم الخط میں ہوتا ہے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[غیر موجود]	[دستخط]	[دستخط]
محمد سالم عدود	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر محمود جومی	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[غیر موجود]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمود شیت خطاب	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	حسنین محمد مخلوف
[غیر موجود]	[کنوینر]	
مبروک العوادی	محمد احمد قمر	

تیسرا فیصلہ:

اعداد (گنتیوں) کے عربی رسم الخط کو یورپی رسم الخط میں بدلنے کا عدم جواز

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وآله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، أمابعد!

اکیڈمی کے سامنے اردن کے وزیر اوقاف استاذ کامل شریف کا خط اور مذکورہ بالا موضوع پر تحریر آئی، اس مضمون کا عنوان ہے ''عربی اعداد تاریخی نقطۂ نظر سے''، اس میں بتایا گیا ہے کہ بعض دانشوروں کے درمیان ایک نظریہ عام ہو رہا ہے، اس نظریہ کا حاصل یہ ہے کہ عربی اعداد کی موجودہ شکل (۱، ۲، ۳، ۴ آخر تک) دراصل ہندی اعداد ہیں اور یورپ میں اعداد کو لکھے جانے کا طریقہ (1,2,3,4) وغیرہ ہی فی الواقع عربی اعداد ہے، یہ خیال ایک دوسرے قدم کی طرف دعوت بھی دیتا ہے، یعنی عرب ممالک میں اسی مغربی اعداد کو اختیار کیا جائے، اس خیال کے ساتھ یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ یورپی اعداد ان بیرونی ممالک اور اداروں کے اندر حساب کا ذریعہ بن چکے ہیں، جو عرب ممالک کے اندر بھی سماجی اور اقتصادی میدانوں میں وسیع اثرات کے مالک ہو چکے ہیں، دوسری جانب حساب کے جدید آلات اور کمپیوٹر جن میں بھی یہی اعداد استعمال ہوتے ہیں، کے ظہور نے بھی اس امر کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔ اگر چہ اسے ایسا قطعی لازم نہ کہا جائے جس کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ ہو۔

اجلاس میں ان تاریخی بنیادوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا جو عربی اور یورپی اعداد کے سلسلے میں اس مضمون میں بیان کی گئی ہیں۔

نیز ھیئۃ کبار العلماء سعودی عرب کے اکیسویں اجلاس منعقدہ ریاض مؤرخہ ۱۷ تا ۲۸ رربیع الآخر ۱۴۰۳ھ کی طرف سے اس سلسلے میں جاری کی گئی قرارداد بھی پیش نظر رکھی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ درج ذیل اسباب کی بناء پر عربی اعداد کو مغربی دنیا میں رائج حالیہ اعداد میں تبدیل کرنا درست نہیں ہے:

اول: تبدیلی کے علمبرداروں کا یہ دعوی ثابت نہیں ہوتا ہے کہ مغرب میں استعمال ہونے والے اعداد ہی عربی اعداد ہیں، ایسی بات نہ تو معروف ہے اور نہ مطابق حقیقت، دوسری طرف مختلف حالات اور مختلف میدانوں میں صدیوں تک ان اعداد کا استعمال بھی انہیں عربی اعداد کی حیثیت دیتا ہے، عربی زبان میں بعض ایسے الفاظ موجود ہیں جو اصلاً عربی نہیں ہیں، لیکن استعمال کے بعد اب عربی قرار پا چکے ہیں، بلکہ ایسے بعض الفاظ نے قرآن میں بھی جگہ پائی ہے، (اس طرح کے الفاظ ''معرب الفاظ'' کہلاتے ہیں)۔

دوم: اس نقطۂ نظر کے نتائج برے اور اثرات نقصان دہ ہوں گے، یہ اسلامی معاشرہ کو بتدریج مغرب کے رنگ میں رنگنے کی جانب ایک قدم ہے، اس کی تائید مذکورہ مضمون کے ساتھ ہمرشتہ رپورٹ کی دفعہ (۴) کی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ ''وزارت نشریات کویت کی طرف سے ایک ہدایت نامہ جاری کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ یورپ میں استعمال ہونے والے اعداد کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عالمی سطح پر ثقافتی، سائنسی بلکہ سیاحتی اتحاد کو فروغ دیا جائے''۔

سوم: یہ خیال اس بات کا بھی پیش خیمہ بن سکتا ہے کہ عربی حروف کو لاطینی حروف میں لکھا جائے خواہ ایک عرصہ بعد ہی سہی۔

چہارم: یہ تصور بھی مغرب کی تقلید اور اس کے طریقوں کو اچھا سمجھنے کا ایک مظہر ہے۔

پنجم: تمام مصاحف، کتب تفسیر، ڈکشنریوں اور تصنیفات میں نمبر سازی اور حوالہ جات و مراجع

کی طرف اشارہ کرنے کے لئے انہی اعداد کو استعمال کیا جاتا ہے، یہ سب ایک عظیم اور زبردست سرمایہ ہے، (عربی کی جگہ پر) موجودہ انگریزی اعداد کے استعمال کے نتیجہ میں آنے والی نسلوں کے لئے ان کتابوں سے آسانی کے ساتھ استفادہ ممکن نہیں رہے گا۔

ششم: اگر بعض عرب ممالک نے مغربی اعداد کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے تو ان ممالک کی پیروی ضروری نہیں ہے، کیونکہ ایسے بیشتر ممالک نے تو ان سے بھی بڑے اور اہم ترین مسئلہ کو پس پشت ڈال رکھا ہے، یعنی اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ اور اس کی بالادستی جو دنیا اور آخرت دونوں میں عزت وشرف اور سربلندی کا سرچشمہ ہے، لہذا ایسے ممالک کا عمل ہمارے لئے دلیل نہیں ہے۔

ان امور کی روشنی میں اکیڈمی کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل فیصلے کرتا ہے:

اول: ھیئۃ کبار العلماء کے اس فیصلہ کی تائید کی جاتی ہے جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا اور جس میں عربی اعداد کو موجودہ مغربی دنیا میں استعمال ہونے والے انگریزی اعداد سے بدلنے کو ان اسباب کی بنیاد پر ناجائز قرار دیا گیا ہے جو ابھی بیان کئے گئے۔

دوم: یورپ میں استعمال ہونے والے اعداد کو پھیلانے اور عام کرنے سے متعلق رائے قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ امت مسلمہ صدیوں سے رائج امر کو محض ایک ظاہری مصلحت کی خاطر نہیں چھوڑ سکتی اور دوسروں کی پیروی میں اس سے دست بردار نہیں ہو سکتی۔

سوم: عرب ممالک کے ذمہ داران وسربراہان کو اس معاملہ کی سنگینی سے آگاہ کیا جائے اور اسلامی وعربی سرمایہ کے حق میں انتہائی خطرناک نتائج رکھنے والے اس نظریہ کا شکار بننے سے انہیں روکا جائے۔

واللہ ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبد الرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[غیر موجود]	[دستخط]	[دستخط]
محمد سالم عدود	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر محمود جومی	عبدالقدوس الہاشمی	محمد رشیدی
[غیر موجود]	[غیر موجود]	[غیر موجود]
محمود شیت خطاب	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	حسنین محمد مخلوف
[غیر موجود]	[کنوینر]	
مبروک العوادی	محمد احمد قمر	

چوتھا فیصلہ:

ہندوستان میں جہیز کا رواج

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وبعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں شیخ عبد القادر ہندی کی تحریر کا ترجمہ پیش ہوا جس میں جہیز کے خلاف قدم اٹھانے کی بات کہی گئی ہے۔ جہیز وہ رقم ہے جو ہندوستانی معاشرہ میں عورت کی طرف سے شادی کے عوض دی جاتی ہے اور ہندوستانی مسلمان صرف رجسٹر میں مہر کی رقم کا اندراج کراتے ہیں، لیکن عملاً ادائیگی نہیں کرتے ہیں، اس سلسلہ میں ٹمل زبان کے بہت سے مسلم اخبارات میں کثرت سے مضامین لکھے گئے۔ ہندوستان کے برادرم عبد القادر مزید لکھتے ہیں: ''پس ایسی شادی حرام ہے اور ان شادیوں سے ہونے والے بچے کتاب وسنت کی رو سے ناجائز ہیں''۔

اجلاس میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ کا خط بنام سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مؤرخہ ۱۶/ ۳/ ۱۴۰۴ھ کو بھی پیش نظر رکھا گیا، جس میں کہا گیا ہے کہ ''جہیز کا مسئلہ ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان عام ہو چکا ہے۔ یہ مسئلہ در اصل ہندوؤں کا ہے جو مسلمانوں کے اندر بھی ان کے ساتھ رہتے رہتے پھیل گیا ہے، مسلم قائدین اس رواج کے خلاف مصروف پیکار ہیں، ہندوستان کی حکومت بھی اس رواج کے خلاف قدم اٹھا رہی ہے.... میرے خیال میں اکیڈمی کے اجلاس سے اس مسئلہ کے سلسلہ میں ایسا فتوی اور بیان جاری کر دینا کافی ہے جس میں انہیں اس جیسے ظالمانہ اور جاہلانہ رواج کی پیروی سے روکا جائے جو ان کے اندر

غیروں کے یہاں سے آ گیا ہے، مجھے امید ہے کہ اگر ہندوستان کے تمام مسلم قائدین نے اس سلسلہ میں اپنی کوشش صرف کی تو اس رواج کے خاتمہ میں بڑی کامیابی مل سکتی ہے''۔

ان امور کی روشنی میں اکیڈمی کا اجلاس طے کرتا ہے کہ:

اول: حضرت مولانا سید ابو الحسن ندوی صاحب اور برادرم عبد القادر صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس موضوع کو پیش کیا، اپنی دینی غیرت کا اظہار کیا اور اس برے رواج کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے، اجلاس امید رکھتا ہے کہ یہ حضرات اپنی کوششیں جاری رکھ کر یہ اور اس طرح کے دیگر غلط رواج و رسوم کے ازالہ میں مصروف رہیں گے، اللہ سے دعا ہے کہ انہیں اور تمام مسلمانوں کو صحیح راہ پر چلنے کی توفیق نصیب ہو اور ان کی کوششوں کو قبولیت حاصل ہو۔

دوم: اجلاس برادرم عبد القادر اور دیگر لوگوں کو آگاہ کرتا ہے کہ ایسی شادی اگر چہ اس رخ سے شرعی شادی کے خلاف ہے، لیکن جمہور علماء کے نزدیک وہ شرعاً معتبر اور صحیح ہے، صرف بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر یہ شرط لگائی جائے کہ شوہر مہر نہیں دے گا تو ایسی شادی درست نہیں ہے، ان شادیوں سے پیدا ہونے والے بچے صحیح اور اپنے ماں باپ کی طرف شرعی طور پر منسوب ہوں گے، اس پر علماء کا اجماع ہے، حتی کہ وہ علماء بھی اسے تسلیم کرتے ہیں جو مہر نہ دینے کی شرط لگانے کی صورت میں نکاح کو درست تسلیم نہیں کرتے، ان علماء نے بھی اپنی کتابوں میں اولاد کو ان کے ماں باپ ہی کی طرف منسوب کیا ہے۔

سوم: اجلاس طے کرتا ہے کہ یہ رواج غلط، برا اور قبیح بدعت ہے اور قرآن و سنت اور اجماع علماء کے خلاف ہے اور ہر دور کے مسلمانوں کے عمل کے بھی خلاف ہے۔

قرآن کریم کی آیت ہے: ﴿وآتوا النساء صدقاتهن نحلة﴾ [سورہ النساء/۴]
(اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ولا جناح علیکم أن تنکحوھن إذا آتیتموھن أجورھن﴾ [سورہ الممتحنہ ۱۰] (اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہ ہوگا جب کہ تم ان کے مہر ان کو دے دو)، اور ارشاد ہے: ﴿فما استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن فريضة﴾ [سورہ النساء ۲۴] (پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے متمتع ہوئے ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں) اور دیگر آیات۔

حدیث کے اندر مہر کی مشروعیت رسول کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر سے ثابت ہے، مسند امام احمد اور سنن ابوداؤد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی شخص نے کسی خاتون کو بطور مہر لپ بھر کے غلہ دیا تو وہ عورت اس کے لئے حلال ہے'' یہ تو قول نبوی ہے، صحیح مسلم وغیرہ دیگر سنن میں آپ ﷺ کا عمل حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: ''آپ ﷺ کا مہر آپ ﷺ کی ازواج کے لئے ساڑھے بارہ اوقیہ تھا'' یہ آپ ﷺ کا عمل ہے۔

صحیحین وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ہتھیلی پر زرد رنگ کا اثر دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک گٹھلی کے برابر سونے پر ایک خاتون سے شادی کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہیں برکت دے''، یہ آپ ﷺ کی تائید ہے، اس پر ہر زمانہ میں اور ہر جگہ مسلمانوں کا عمل اور اتفاق رہا ہے۔

ان بنیادوں پر اجلاس طے کرتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو مہر ادا کرے خواہ مہر معجّل ہو یا مؤجل، اور خواہ بعض حصہ معجّل اور بعض حصہ مؤجل (ادھار) اس طور پر ہو کہ فی الواقع سہولت کے وقت ان کی ادائیگی کا ارادہ ہو، بغیر مہر کے شادی کرنا حرام ہے۔

اجلاس سفارش کرتا ہے کہ سنت یہی ہے کہ مہر میں تخفیف اور سہولت رکھی جائے، نکاح کے معاملہ کو آسان بنایا جائے، اسراف وتبذیر سے بچا جائے اور زائد اخراجات وتکلفات کو ترک

کیا جائے، کیونکہ اس میں بڑے فوائد ہیں۔

چہارم: اجلاس تمام علماء، شرفاء اور ذمہ داران ہند وغیرہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس رواج کے خلاف قدم اٹھائیں اور اپنے ملک اور علاقہ سے اسے ختم کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کریں، کیونکہ یہ تمام آسمانی شریعتوں کے خلاف اور عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔

پنجم: یہ رواج بد اسلام مخالف ہونے کے علاوہ اس لئے بھی برا ہے کہ اس سے خواتین کو سخت نقصانات پہنچتے ہیں، نوجوان ایسی صورت میں صرف ان ہی لڑکیوں سے شادی کریں گے جن کے خاندان والے رقم پیش کر کے انہیں اپنی طرف مائل کرلیں، اس کے نتیجہ میں مالدار گھرانوں کی لڑکیاں تو شادی کے کنگن پہن لیں گی لیکن غریب لڑکیاں غیر شادی شدہ بیٹھی رہ جائیں گی اور اس کے جو نقصانات سامنے آئیں گے وہ کسی سے مخفی نہیں، دوسری جانب ایسی صورت میں شادیاں مالی طمع وغرض پر مبنی ہوا کریں گی، فضیلت وشرافت کی بنیاد پر نہیں، مغربی دنیا میں آج یہ بات دیکھی جاسکتی ہے کہ غریب لڑکیاں اپنی نوجوانی کے حسین دنوں کو نوکری اور کمائی میں بسر کر دیتی ہیں تاکہ اتنی دولت وہ اکٹھا کرسکیں جس سے اپنی شادی کے لئے مردوں کو مائل کرسکیں، اسلام نے عورت کو عزت دی اور اس کے ساتھ شادی کے خواہاں مرد پر واجب قرار دیا کہ اسے مہر کے نام سے اتنی رقم دے جس سے وہ اپنی کچھ تیاری کرلے اور اس طرح اسلام نے غریب لڑکیوں کی شادی کا دروازہ کھولا، کیونکہ ان کے لئے قلیل مہر بھی کافی ہے اور ان کے ساتھ غیر دولت مند مردوں کے لئے شادی کرنا آسان ہے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[غیر موجود]
محمد سالم عدود

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[غیر موجود]
حسنین محمد مخلوف

[غیر موجود]
مبروک العوادی

[کنوینر]
محمد احمد قمر

پانچواں فیصلہ:

مصنوعی بارآوری اور ٹسٹ ٹیوب بے بی کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علی سیدنا ونبینا محمد، وبعد!

اس اجلاس میں اکیڈمی کے رکن شیخ مصطفیٰ احمد زرقاء کی مذکورہ عنوان سے تحقیقی تحریر پیش ہوئی جو لوگوں کا موضوع بحث اور عالمی سطح پر وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ اجلاس میں اس میدان میں ہوئی طبی پیش رفت اور سائنس اور ٹکنالوجی کی ان جدید ترین تحقیقات کا بھی جائزہ لیا گیا جو انسانی بچوں کی پیدائش کو ممکن بنانے اور بانجھ پن کے مختلف اسباب پر قابو پانے کے سلسلہ میں ہو سکی ہیں۔

مذکورہ مفصل تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اولاد حاصل کرنے کے لئے مصنوعی بار آوری (یعنی مرد اور عورت کے درمیان براہ راست جنسی تعلق کے بغیر غیر فطری طریقہ) کے درج ذیل دو بنیادی طریقے ہیں:

- اندرونی بارآوری کا طریقہ: یعنی مرد کے نطفہ کو عورت کے اندر مناسب مقام پر انجکٹ کر دیا جائے۔
- بیرونی بارآوری کا طریقہ: یعنی مرد کے نطفہ اور عورت کے انڈے کو ایک ٹسٹ ٹیوب میں رکھ کر طبی لیبارٹری میں بارآوری کی جائے، پھر اس بارآور انڈے کو عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

ان دونوں طریقوں میں عورت کی بے پردگی اس کام کو انجام دینے والے کے سامنے

لازمی ہے۔

اس موضوع پر پیش کردہ تحقیقی تحریر اور اس پر بحث ومناقشہ کے بعد اجلاس کے سامنے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حمل وتولید کی غرض سے اندرونی یا بیرونی بارآوری کے لئے اپنائے جانے والے وسائل اور اسالیب مختلف حالات میں درج ذیل سات ہیں:

اندرونی بارآوری کے دو اور بیرونی کے پانچ طریقے ہیں، حلت یا حرمت سے قطع نظر یہ طریقے درج ذیل ہیں:

اندرونی مصنوعی بارآوری کے درج ذیل طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: ایک شادی شدہ مرد کا نطفہ لے کر اس کی زوجہ کی اندام نہانی یا رحم میں مناسب مقام پر انجکٹ کر دیا جائے جہاں نطفہ فطری طریقہ پر اس انڈے کے ساتھ مل جائے جو بیوی کی انڈادانی خارج کرتی ہے، اس طرح دونوں میں بارآوری ہو، پھر باذن خداوندی رحم کی دیوار میں وہ چمٹ جائیں جس طرح مباشرت کی صورت میں ہوتا ہے، اس طریقہ کو اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب مرد کے اندر کوئی ایسی کمی ہو کہ وہ اپنا مادہ منویہ دوران مباشرت عورت کے مناسب مقام تک نہ پہنچا سکے۔

دوسرا طریقہ: ایک شخص کا نطفہ لے کر دوسرے شخص کی بیوی کے اندر مناسب مقام پر انجکٹ کر دیا جائے جہاں اندرونی طور پر بارآوری پھر رحم میں علوق ہو جائے، اس طریقہ کو اس وقت اپنایا جاتا ہے جب شوہر بانجھ ہو، اس کے مادۂ منویہ میں انڈے نہ ہوں تو دوسرے مرد سے نطفہ حاصل کیا جاتا ہے۔

بیرونی بارآوری کا طریقہ:

تیسرا طریقہ: شوہر کا نطفہ اور اس کی زوجہ کا انڈا لے کر مقررہ فیزیکلی شرائط کے

مطابق ایک طبی ٹسٹ ٹیوب میں رکھا جائے جہاں ان دونوں میں بارآوری ہو، پھر جب بارآور شدہ حصہ تقسیم اور بکھراؤ کا عمل شروع کر دے تو مناسب وقت میں اسے ٹسٹ ٹیوب سے نکال کر اسی خاتون کے رحم میں ڈال دیا جائے تاکہ اس کے رحم کی دیوار میں چمٹ کر ایک عام جنین کی طرح افزائش وتخلیق کے مراحل سے گذرے اور فطری حمل کی مدت مکمل ہونے کے بعد بیوی سے بچہ یا بچی کی پیدائش ہو، یہی وہ ٹسٹ ٹیوب بے بی ہے جو سائنسی کارنامہ ہے جسے اللہ نے آسان فرمادیا اور اس طریقہ سے بچے، بچیاں اور جوڑواں بچے پیدا ہو چکے ہیں جن کی خبریں عالمی اخبارات وذرائع ابلاغ میں آئی ہیں۔

اس تیسرے طریقہ کو اس وقت اپنایا جاتا ہے جب بیوی اس وجہ سے بانجھ ہو کہ وہ ٹیوب بند ہو جو اس کی انڈادانی اور رحم کے درمیان جڑی ہوتی ہے (فلوپین ٹیوب)۔

چوتھا طریقہ: زوج کا نطفہ اور کسی دوسری عورت جو اس کی زوجہ نہیں ہے (جسے رضاکار کہتے ہیں) کے انڈے کو لے کر ٹسٹ ٹیوب کے اندر بیرونی بارآوری کی جائے، پھر بارآور ہونے کے بعد اسے اس شخص کی بیوی کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

اس طریقہ کو اس وقت اپناتے ہیں جب بیوی کی انڈادانی موجود نہ ہو یا ناکارہ ہو لیکن اس کا رحم درست اور علوق کے قابل ہو۔

پانچواں طریقہ: ایک مرد کا نطفہ اور ایک عورت جو اس کی بیوی نہیں ہے کا انڈا (یہ دونوں رضاکار کہلاتے ہیں) لے کر ٹسٹ ٹیوب میں بیرونی بارآوری کے لئے رکھا جائے، پھر بارآور شدہ حصہ کو کسی دوسری شادی شدہ عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

اس طریقہ کو اس وقت اپناتے ہیں جب وہ شادی شدہ عورت جس کے اندر بارآور شدہ حصہ ڈالا گیا ہے انڈادانی کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے بانجھ ہو لیکن اس کی بچہ دانی درست ہو اور اس عورت کا شوہر بھی بانجھ ہو لیکن دونوں اولاد کی خواہش رکھتے ہوں۔

چھٹا طریقہ: ٹسٹ ٹیوب کے اندر بیرونی بارآوری زوجین کے انڈوں کے درمیان کی جائے، پھر اسے حمل کے لئے رضا کار عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

اس طریقہ کو ایسے موقع پر اختیار کیا جاتا ہے جب زوجہ کا رحم کسی وجہ سے حمل کی قدرت نہ رکھتا ہو، لیکن اس کی انڈا دانی درست ہو، یا وہ از راہ فیشن حمل کے لئے تیار نہ ہو اور دوسری رضا کار عورت حمل کا بار اٹھائے۔

ساتواں طریقہ: یہ طریقہ سابقہ چھٹا طریقہ ہی ہے، فرق یہ ہے کہ بارآوری کے بعد اسے نطفہ والے مرد کی دوسری زوجہ کے اندر داخل کر دیا جائے جو اپنی سوکن کے بچہ کے لئے رضا کارانہ حمل کے لئے تیار ہو۔

یہ آخری طریقہ ان بیرونی ممالک میں جاری نہیں ہے جہاں تعدد ازدواج ممنوع ہے، بلکہ صرف انہی ممالک میں جاری ہے جہاں تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔

عدم حمل کے اسباب کے معالجہ کے لئے سائنس کی دریافت کردہ مصنوعی بارآوری کے یہ طریقے ہیں۔

اجلاس میں اس عمومی صورت حال پر بھی غور کیا گیا کہ یہ طریقے یوروپ وامریکہ کے اندر مختلف مقاصد کے تحت اپنائے جا رہے ہیں، جن میں کچھ تو تجارتی ہیں اور کچھ کو "نوع بشری کی خوبصورتی" کا نام دیا گیا ہے اور کچھ ممتا کی خواہش پوری کرنے کے لئے جو غیر شادی شدہ خواتین کے اندر یا شادی شدہ ان خواتین کے اندر ہوتی ہے جو خود اپنے کسی سبب یا شوہروں کے کسی سبب سے حاملہ نہیں ہو پاتی ہیں، نیز انہی مختلف اغراض کے لئے انسانی نطفوں کے بنک بھی قائم ہو چکے ہیں، جہاں تکنیکی طریقہ پر مردوں کے نطفوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور ایک طویل مدت تک قابل بارآوری رہتا ہے، یہ نطفے معین یا غیر معین اشخاص سے رضا کارانہ یا بالعوض حاصل کئے جاتے ہیں۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کا یہ اجلاس اس ضمن میں حاصل شدہ قابل اعتماد معلومات، اس سلسلہ میں لکھی اور شائع شدہ تحریروں اور شرعی مقاصد وقواعد کی روشنی میں درج ذیل تفصیلی فیصلے کرتا ہے:

اول: عمومی احکام

الف- مسلم خاتون کی بے پردگی ایسے شخص کے سامنے جس کے درمیان اور اس خاتون کے درمیان جنسی تعلق شرعاً درست نہیں ہے، کسی حال میں جائز نہیں ہے، اِلا یہ کہ کوئی ایسا مقصد ہو جسے شریعت نے ایسی بے پردگی کے لئے وجہ جواز تسلیم کیا ہو۔

ب- عورت کو اگر کسی تکلیف دہ مرض سے علاج کی ضرورت ہو، یا کوئی جسمانی غیر فطری حالت پریشان کن بن رہی ہو تو یہ ایک جائز مقصد ہے جس کی وجہ سے علاج کے لئے شوہر کے علاوہ کسی شخص کے سامنے قابل ستر حصہ کھولنے کی اجازت ہے، ایسی صورت میں بقدر ضرورت ہی قابل ستر حصہ کھولنے پر اکتفا کیا جائے گا۔

ج- اگر جسم کا قابل ستر حصہ کسی جائز مقصد سے کسی ایسے شخص کے سامنے کھولا جائے جس کے ساتھ جنسی تعلق جائز نہیں ہے، تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو معالج مسلمان خاتون ہو، ورنہ غیر مسلم خاتون اور وہ بھی نہ ہو تو قابل اعتماد مسلمان مرد ڈاکٹر ورنہ غیر مسلم مرد ڈاکٹر۔

معالج اور زیر علاج خاتون کے درمیان خلوت جائز نہیں ہے، شوہر یا کسی دوسری خاتون کی موجودگی ضروری ہے۔

دوم: مصنوعی بار آوری کا حکم

۱- شادی شدہ عورت جو حاملہ نہیں ہوسکتی ہے، اس کے اور اس کے شوہر کے لئے بچہ کی ضرورت ایک جائز مقصد ہے جس کے لئے مصنوعی بار آوری کا جائز طریقہ اپنا کر علاج

کرانا درست ہے۔

۲- پہلا طریقہ (جس میں شادی شدہ مرد کا نطفہ اسی مرد کی بیوی کے رحم میں انجکٹ کر کے داخلی بارآوری کی جاتی ہے) اوپر مذکورہ شرائط کی رعایت کے ساتھ اور اس تحقیق کے بعد جائز ہے کہ حمل کے لئے عورت اس طریقہ کی محتاج ہے۔

۳- تیسرا طریقہ (جس میں شوہر اور بیوی کے نطفہ اور انڈے لے کر ایک ٹسٹ ٹیوب میں خارجی بارآوری کی جاتی ہے پھر اسے اسی انڈے والی بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے) شرعی نقطۂ نظر سے اپنی ذات میں اصولاً درست ہے، لیکن اس سے وابستہ دیگر امور اور شک کے اسباب سے پوری طرح محفوظ نہیں ہے، لہذا اس طریقہ کو انتہائی ضرورت کے حالات میں ہی اور مذکورہ شرائط کے ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔

۴- ساتواں طریقہ (جس میں شوہر اور بیوی کے نطفہ اور انڈے کو ٹسٹ ٹیوب میں بارآور کرنے کے بعد اسی شوہر کی اس دوسری بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے جو رحم سے محروم اپنی سوکن کی طرف سے حمل کا بار اٹھانے کے لئے رضا کارانہ طور پر خود کو پیش کرتی ہے) اکیڈمی کے اجلاس کے خیال میں ضرورت کے وقت اور مذکورہ عمومی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے یہ جائز ہے۔

۵- مذکورہ تینوں جائز طریقوں میں اکیڈمی طے کرتی ہے کہ نومولود کا نسب نطفہ اور انڈا دینے والے زوجین سے ثابت ہوگا، میراث اور دیگر حقوق ثبوت نسب کے تابع ہوتے ہیں، لہذا بچہ کا نسب جس مرد و عورت سے ثابت ہوگا وراثت اور دیگر احکام بھی بچہ اور ان کے درمیان جاری ہوں گے جن کے ساتھ بچہ کا نسب ثابت ہوا ہے۔

سوکن کی طرف سے حمل کے لئے رضا کارانہ تیار ہونے والی زوجہ (جو ساتویں طریقہ میں مذکور ہے) بچہ کے لئے رضاعی ماں کے درجہ میں ہوگی، کیونکہ بچہ نے اس کے جسم و عضو سے

استفادہ اس سے کہیں زیادہ کیا ہے جتنا ایک شیر خوار بچہ مدت رضاعت (جس کی وجہ سے وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جونسب کی وجہ سے ہوتے ہوں) کے اندر دودھ پلانے والی خاتون سے کرتا ہے۔

٦- اوپر مذکورہ خارجی اور داخلی بار آوری کے طریقوں میں سے بقیہ چاروں طریقے شرعاً حرام ہیں، ان میں کسی طرح بھی جواز کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ان میں یا تو نطفہ اور انڈا زوجین کے نہیں ہیں یا رضا کار حاملہ عورت نطفہ اور انڈے والے زوجین کے لئے اجنبی ہے۔

مصنوعی بار آوری میں عام طور پر حتی کہ اس کی جائز شکلوں میں بھی دوسرے امور وابستہ ہوتے ہیں، نطفوں یا بار آور حصوں کے ٹسٹ ٹیوب میں اختلاط کے امکانات ہوتے ہیں، بالخصوص جب کہ یہ کام کثرت سے اور عام ہوجائے، اس لئے اکیڈمی دین کا جذبہ رکھنے والوں کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ اس طریقہ کو اختیار نہ کریں، الا یہ کہ انتہائی سخت ضرورت ہو اور آخری درجہ احتیاط اور نطفوں یا بار آور شدہ حصوں کے اختلاط سے مکمل تحفظ کے ساتھ کیا جائے۔

وقت کے اس اہم ترین اور انتہائی حساس مسئلہ کے سلسلہ میں اکیڈمی کا یہ نقطۂ نظر ہے، اللہ سے امید ہے کہ یہ درست ہوگا۔ واللہ سبحانہ أعلم وهو الهادي إلى سواء السبيل وولي التوفيق۔

(نوٹ) اکیڈمی کے صدر عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مذکورہ تینوں حالات میں اس رائے کے موافق نہیں بلکہ انہوں نے توقف کیا ہے، اس لئے کہ اس کے جواز میں خطرے ہیں، شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے دوسری اور تیسری حالت میں توقف کیا ہے اور شیخ محمد رشید قبانی نے تیسری صورت میں جواز کا حکم دینے سے توقف کیا ہے۔

ایک وضاحت: ''توقیعات'' سے یہ نوٹ لیا گیا ہے۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[غیر موجود]
محمد سالم عدود

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
عبدالقدوس الہاشمی

[دستخط]
محمد رشیدی

[غیر موجود]
محمود شیت خطاب

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[غیر موجود]
حسنین محمد مخلوف

[غیر موجود]
مبروک العوادی

[کنوینر]
محمد احمد قمر

● ● ●

آٹھویں سیمینار

منعقدہ ۲۸ ربیع الثانی - ۷ جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ : اعضاء کی پیوند کاری

☆ دوسرا فیصلہ : مصنوعی بار آوری اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم

☆ تیسرا فیصلہ : اجتہاد

☆ چوتھا فیصلہ : پاکستان میں زکاۃ اور عشر کی جمع و تقسیم

☆ پانچواں فیصلہ: لکڑی کے تابوت میں مسلمانوں کی تدفین

☆ چھٹا فیصلہ : نبی کریمؐ اور تمام انبیاء کرام کی تصاویر بنانے کی مذمت

پہلا فیصلہ:

اعضاء کی پیوندکاری

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ میں ۲۸ ربیع الثانی بروز سنیچر تا ۷ جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ بروز پیر، مطابق ۱۹-۲۸/جنوری ۱۹۸۵ء منعقد ہونے والے اسلامی فقہ اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس میں اس موضوع پر غور کیا گیا کہ کیا ایک انسان کے کسی عضو کی پیوند کاری دوسرے کسی ضرورت مند انسان کے اندر اس غرض سے کی جا سکتی ہے کہ وہ وہ پیوند کیا گیا عضو اس ضرورت مند شخص کے کسی ناکارہ عضو کا بدل بن سکے۔ جدید طب نے اس تک رسائی حاصل کی ہے اور جدید وسائل کے ذریعہ اس میدان میں اہم کارنامے انجام دئے ہیں۔ اکیڈمی کی طرف سے اس موضوع پر بحث امریکہ میں قائم رابطہ عالم اسلامی کے دفتر کی درخواست پر کی گئی۔

اس موضوع پر شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن البسام کی تحقیقی تحریر اکیڈمی کے سامنے آئی جس میں انہوں نے اعضاء کی منتقلی اور پیوندکاری کے موضوع پر معاصر فقہاء کے اختلافات اور ہر فریق کے دلائل نقل کئے ہیں۔

اس موضوع پر تفصیلی بحث ومناقشہ کے بعد اجلاس کا خیال ہے کہ قائلین جواز کے استدلالات ہی راجح ہیں، اس لئے اجلاس درج ذیل فیصلے کرتا ہے:

اول: کسی زندہ انسان کے جسم سے کوئی عضو لینا اور اسے اس دوسرے انسان کے جسم میں لگا دینا جو اپنی زندگی بچانے کے لئے یا اپنے بنیادی اعضاء کے عمل میں سے کسی عمل کو بحال کرنے کے لئے اس کا ضرورت مند ہو ایک جائز عمل ہے جو عضو دینے والے کے حوالہ سے انسانی کرامت کے منافی نہیں ہے، دوسری طرف یہ عضو لینے والے کے حق میں ایک نیک تعاون اور بڑی مصلحت پر مبنی خدمت ہے جو ایک جائز اور قابل تعریف عمل ہے بشرطیکہ درج ذیل شرائط موجود ہوں:

۱- عضو کے لینے سے اس شخص کی طبعی زندگی کو کوئی نقصان نہ پہنچے جو اسے دے رہا ہے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ کسی نقصان کے ازالہ کے لئے اسی جیسے یا اس سے بڑے نقصان کو گوارہ نہیں کیا جائے گا نیز اس لئے بھی کہ ایسی صورت میں عضو کی پیشکش اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مرادف ہوگی جو شرعاً ناجائز ہے۔

۲- عضو دینے کا عمل عضو دینے والے کی طرف سے رضاکارانہ اور بغیر کسی دباؤ کے ہو۔

۳- ضرورت مند مریض کے علاج کے لئے عضو کی پیوندکاری ہی طبی نقطۂ نظر سے تنہا ممکن ذریعہ رہ گیا ہو۔

۴- عضو لینے اور عضو لگانے کے عمل کی کامیابی غالباً یا عادۃً یقینی ہو۔

دوم: مندرجہ ذیل حالتیں بدرجۂ اولی جائز شمار کی جائیں گی:

۱- کسی مردہ انسان کا عضو دوسرے ضرورت مند انسان کے تحفظ کے لئے حاصل کیا جائے، بشرطیکہ جس کا عضو لیا جا رہا ہو وہ مکلّف ہو اور اپنی زندگی میں اس کی اجازت دے چکا ہو۔

۲- کسی مطلقاً ماکول اللحم اور ذبح شدہ جانور کا یا بوقت ضرورت دوسرے کسی جانور کا عضو کسی ضرورت مند انسان میں پیوندکاری کے لئے لیا جائے۔

۳- انسانی جسم سے کوئی حصہ لینا تا کہ اسی انسان کے جسم میں اس کی پیوندکاری کی جائے، مثلاً کھال یا ہڈی کا کوئی ٹکڑا لے کر جسم کے کسی دوسرے مقام پر بوقت ضرورت لگایا جائے۔

۴- معدنی یا کسی اور دھات کے مصنوعی ٹکڑے کو کسی مرض کے علاج کے لئے انسان کے جسم میں لگایا جائے جیسے جوڑوں اور قلب کے والو وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے۔

یہ چاروں حالتیں سابقہ شرائط کے ساتھ اکیڈمی کی رائے میں جائز ہیں۔

مندرجہ ذیل ڈاکٹرس مذکورہ موضوع پر مباحثہ کے لئے اس اجلاس میں شریک ہوئے:

۱- ڈاکٹر سید محمد علی البار۔

۲- ڈاکٹر عبداللہ باسلامہ۔

۳- ڈاکٹر خالد امین محمد حسن۔

۴- ڈاکٹر عبدالمعبود عمارہ السید

۵- ڈاکٹر عبداللہ جمعہ

۶- ڈاکٹر غازی الحاجم۔

وصلی الله علی سیدنا محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم تسلیماً کثیراً،

والحمد لله رب العالمین۔

(نوٹ) شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان کا کہنا یہ ہے کہ میت سے کسی عضو کو منتقل کرنا جائز نہیں جبکہ ابو بکر زید متوقف ہیں۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر ابوبکر ابوزید	مبروک بن مسعود العوادی	محمد بن سالم عبدالودود

[کنوینز]

ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

دوسرا فیصلہ:

مصنوعی بارآوری اورٹسٹ ٹیوب بے بی کاحکم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا محمد، وبعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ از ۲۸ ربیع الآخر بروز سنیچر تا ۷ جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ بروز پیر مطابق ۱۹-۲۸ جنوری ۱۹۸۵ء میں ان ملاحظات پر غور کیا گیا جو اکیڈمی کے بعض ارکان نے اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ ۱۱-۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ کی منظور کردہ پانچویں قرارداد کی دفعہ دوم کی شق چہارم سے متعلق پیش کئے، اس دفعہ کی مذکورہ شق کی عبارت یہ تھی:

''ساتواں طریقہ (جس میں شوہر اور بیوی کے نطفہ اور انڈے کو ٹسٹ ٹیوب میں بار آور کرنے کے بعد اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے جو رحم سے محروم اپنی سوکن کی طرف سے حمل کا بار اٹھانے کے لئے رضا کارانہ طور پر خود کو پیش کرتی ہے) اکیڈمی کے اجلاس کے خیال میں ضرورت کے وقت اور مذکورہ عمومی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے یہ جائز ہے''۔

اس فیصلہ پر آنے والے تبصروں کا خلاصہ یہ ہے:

''ممکن ہے کہ دوسری بیوی جس کے رحم میں پہلی بیوی کا بار آور شدہ انڈا ڈالا گیا ہے، اس انڈے پر رحم کے بند ہونے سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ قریبی مدت کے اندر مباشرت کے نتیجہ میں دوبارہ حاملہ ہو جائے، پھر جڑواں بچے پیدا ہوں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ انڈے سے پیدا ہونے والا بچہ کون ہے اور شوہر سے مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ کون ہے، اسی

طرح یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس انڈے والے بچہ کی ماں کون ہے اور شوہر کے ساتھ ہمبستری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کی ماں کون ہے، اسی طرح ہو سکتا ہے کہ علقہ یا مضغہ کی صورت میں کسی ایک حمل کی موت ہو جائے اور دوسرے حمل کی ولادت کے ساتھ ہی وہ ساقط ہو تو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ انڈے سے پیدا شدہ بچہ ہے یا شوہر کی مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ ہے، یہ صورت حال حقیقی ماں کے تعلق سے دونوں طرح کے حمل کے درمیان اختلاط نسب پیدا کرے گی اور اس پر مرتب ہونے والے احکام میں التباس ہوگا، ان تمام باتوں سے لازم آتا ہے کہ اکیڈمی مذکورہ طریقہ کے بارے میں اپنا فیصلہ نہ سنائے''۔

اکیڈمی نے اجلاس میں شریک حمل اور ولادت کے ماہر اطباء کی آراء کو بھی پیش نظر رکھا جو اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ دوسری بیوی جس کے رحم میں پہلی بیوی کا بارآور شدہ انڈا ڈالا گیا ہے دوبارہ حاملہ ہو سکتی ہے اور اس طرح مذکورہ تبصرہ کے مطابق اختلاط نسب کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس موضوع پر بحث ومناقشہ کے بعد اجلاس طے کرتا ہے کہ اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ ۱۴۰۴ھ کی منظور کردہ اس قرارداد کی دفعہ دوم کی شق چہارم میں مذکور جواز کی اس تیسری حالت سے متعلق، جو بارآوری کا ساتواں طریقہ ہے، اکیڈمی کا فیصلہ واپس لیا جائے، اب اکیڈمی کی قرارداد درج ذیل ہوگی:

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم أما بعد:

اس اجلاس میں اکیڈمی کے رکن شیخ مصطفیٰ احمد زرقاء کی ایک تحریر مذکورہ عنوان کے ساتھ پیش ہوئی۔ یہ موضوع وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے، اجلاس میں اس میدان میں ہوئی طبی پیش رفت اور سائنس اور ٹکنالوجی کی ان جدید ترین تحقیقات کا بھی جائزہ لیا گیا جو انسانی بچوں کی

پیدائش کوممکن بنانے اور بانجھ پن کے مختلف اسباب پر قابو پانے کے سلسلہ میں ہوسکی ہیں۔

مذکورہ مفصل تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اولاد حاصل کرنے کے لئے مصنوعی بار آوری (یعنی مرد اور عورت کے درمیان براہ راست جنسی تعلق کے بغیر غیر فطری طریقہ) کے درج ذیل دو بنیادی طریقے ہیں:

- اندرونی بارآوری کا طریقہ: یعنی مرد کے نطفہ کو عورت کے اندر مناسب مقام پر انجکٹ کردیا جائے۔
- بیرونی بارآوری کا طریقہ: یعنی مرد کے نطفہ اور عورت کے انڈے کو ایک ٹسٹ ٹیوب میں رکھ کر طبی لیبارٹری میں بارآوری کی جائے، پھر اس بارآور شدہ انڈے کو عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

ان دونوں طریقوں میں عورت کی بے پردگی اس کام کو انجام دینے والے کے سامنے لازمی ہے۔

اس موضوع پر بحث ومناقشہ کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ حمل اور تولید کی غرض سے اندرونی یا بیرونی بارآوری کے لئے اپنائے جانے والے مسائل اور اسالیب مختلف حالات میں درج ذیل سات ہیں:

اندرونی بارآوری کے دو اور بیرونی کے پانچ طریقے ہیں، حلت یا حرمت سے قطع نظر یہ طریقے درج ذیل ہیں:

اندرونی مصنوعی بارآوری:

پہلا طریقہ: ایک شادی شدہ مرد کا نطفہ لے کر اس کی بیوی کی اندام نہانی یا رحم میں اس مناسب مقام پر انجکٹ کردیا جائے جہاں نطفہ فطری طریقہ پر اس انڈے کے ساتھ مل جائے جو بیوی کی انڈادانی خارج کرتی ہے، اس طرح دونوں میں بارآوری ہو، پھر باذن خداوندی رحم کی

دیوار میں وہ چمٹ جائیں جس طرح مباشرت کی صورت میں ہوتا ہے، اس طریقہ کو اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب مرد کے اندر کوئی ایسی کمی ہو کہ وہ اپنا مادہ منویہ دوران مباشرت عورت کے مناسب مقام تک نہ پہنچا سکے۔

دوسرا طریقہ: ایک شخص کا نطفہ لے کر دوسرے شخص کی بیوی کے اندر مناسب مقام پر انجکٹ کر دیا جائے جہاں اندرونی طور پر بارآوری پھر رحم میں علوق ہو جائے، اس طریقہ کو اس وقت اپنایا جاتا ہے جب شوہر بانجھ ہو، اس کے مادۂ منویہ میں انڈے نہ ہوں تو دوسرے مرد سے نطفہ حاصل کیا جاتا ہے۔

بیرونی بارآوری کا طریقہ:

تیسرا طریقہ: شوہر کا نطفہ اور اس کی بیوی کا انڈا لے کر مقررہ فیزیکلی شرائط کے مطابق ایک طبی ٹسٹ ٹیوب میں رکھا جائے جہاں ان دونوں میں بارآوری ہو، پھر جب بارآور شدہ حصہ تقسیم اور بکھراؤ کا عمل شروع کر دے تو مناسب وقت میں اسے ٹسٹ ٹیوب سے نکال کر اسی خاتون کے رحم میں ڈال دیا جائے تاکہ اس کے رحم کی دیوار میں چمٹ کر ایک عام جنین کی طرح افزائش اور تخلیق کے مراحل سے گذرے اور فطری حمل کی مدت مکمل ہونے کے بعد بچہ یا بچی کی پیدائش ہو، یہی وہ ٹسٹ ٹیوب بے بی ہے جو سائنسی کارنامہ ہے جسے اللہ نے آسان فرمادیا اور اس طریقہ سے بچے، بچیاں اور جوڑے پیدا ہو چکے ہیں جن کی خبریں عالمی اخبارات وذرائع ابلاغ میں آئی ہیں۔

اس تیسرے طریقہ کو اس وقت اپنایا جاتا ہے جب بیوی بانجھ ہو، اس کی وہ ٹیوب بند ہو جو اس کی انڈادانی اور رحم کے درمیان جڑی ہوتی ہے (فلوپین ٹیوب)۔

چوتھا طریقہ: شوہر کا نطفہ اور کسی دوسری عورت جو اس کی بیوی نہیں ہے (جسے رضاکار کہتے ہیں) کے انڈے کو لے کر ٹسٹ ٹیوب کے اندر بیرونی بارآوری کی جائے، پھر بارآور

ہونے کے بعد اسے اس شخص کی بیوی کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

اس طریقہ کو اس وقت اپناتے ہیں جب بیوی کی انڈا دانی موجود نہ ہو یا ناکارہ ہو لیکن اس کا رحم درست اور علوق کے قابل ہو۔

پانچواں طریقہ: ایک مرد کا نطفہ اور ایک عورت جو اس کی بیوی نہیں ہے کا انڈا (یہ دونوں رضا کار کہلاتے ہیں) لے کر ٹسٹ ٹیوب میں بیرونی بارآوری کے لئے رکھا جائے، پھر بارآور شدہ حصہ کو کسی دوسری شادی شدہ عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

اس طریقہ کو اس وقت اپناتے ہیں جب وہ شادی شدہ عورت جس کے اندر بارآور شدہ حصہ ڈالا گیا ہے انڈا دانی کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے بانجھ ہو لیکن اس کی بچہ دانی درست ہو اور اس عورت کا شوہر بھی بانجھ ہو لیکن دونوں اولاد کی خواہش رکھتے ہوں۔

چھٹا طریقہ: ٹسٹ ٹیوب کے اندر بیرونی بارآوری زوجین کے انڈوں کے درمیان کی جائے، پھر اسے حمل کے لئے رضا کار عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

اس طریقہ کو ایسے موقع پر اختیار کیا جاتا ہے جب بیوی کا رحم کسی وجہ سے حمل کی قدرت نہ رکھتا ہو، لیکن اس کی انڈا دانی درست ہو، یا وہ از راہ فیشن حمل کے لئے تیار نہ ہو اور دوسری رضا کار عورت حمل کا بار اٹھائے۔

عدم حمل کے اسباب کے ازالہ کے لئے سائنس کی دریافت کردہ مصنوعی بارآوری کے یہ طریقے ہیں۔

اجلاس میں یوروپ و امریکہ کے اندر مختلف مقاصد کے تحت اپنائے جارہے مختلف طریقوں پر بھی غور کیا گیا، ان میں بعض تو تجارتی ہیں اور بعض کو ''نوع انسانی کی خوبصورتی'' کا نام دیا گیا ہے اور کچھ ممتا کی خواہش پوری کرنے کے لئے جو غیر شادی شدہ خواتین کے اندر یا ان شادی شدہ خواتین کے اندر ہوتی ہے جو خود اپنے کسی سبب سے یا شوہروں کے کسی سبب سے

حاملہ نہیں ہو پاتی ہیں، ان مختلف اغراض کے لئے انسانی نطفوں کے بنک بھی قائم ہو چکے ہیں، جہاں تکنیکی طریقہ پر مردوں کے نطفوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور وہ ایک طویل مدت تک قابل بارآوری رہتے ہیں، یہ نطفے معین یا غیر معین اشخاص سے رضا کارانہ یا بالعوض حاصل کئے جاتے ہیں۔

اجلاس اس ضمن میں حاصل شدہ معلومات، اس سلسلہ میں لکھی گئی تحریروں اور شرعی مقاصد وقواعد کی روشنی میں درج ذیل تفصیلی قرارداد منظور کرتا ہے:

اول: عمومی احکام:

الف- مسلم خاتون کی بے پردگی ایسے شخص کے سامنے جس کے اور اس خاتون کے درمیان جنسی تعلق شرعاً درست نہیں ہے، کسی حال میں جائز نہیں، اِلا یہ کہ کوئی ایسا مقصد ہو جسے شریعت نے ایسی بے پردگی کے لئے وجہ جواز تسلیم کیا ہو۔

ب- عورت کو اگر کسی تکلیف دہ مرض سے علاج کی ضرورت ہو، یا کوئی غیر فطری جسمانی حالت پریشان کن بن رہی ہو تو یہ ایک جائز مقصد ہے جس کے حصول کی خاطر علاج کے لئے شوہر کے علاوہ کسی شخص کے سامنے قابل ستر حصہ کو کھولنے کی اجازت ہے، ایسی صورت میں بقدر ضرورت ہی جسم کا حصہ کھولنا جائز ہوگا۔

ج- اگر کسی ایسے شخص کے سامنے جس کے ساتھ جنسی تعلق جائز نہیں، کسی جائز مقصد سے جسم کا قابل ستر حصہ کھولا جائے تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو معالج مسلمان خاتون ہو، ورنہ غیر مسلم خاتون اور وہ بھی نہ ہو تو قابل اعتماد مسلمان مرد ڈاکٹر ورنہ غیر مسلم مرد ڈاکٹر۔

معالج اور زیر علاج خاتون کے درمیان خلوت جائز نہیں ہے، شوہر یا کسی دوسری خاتون کی موجودگی ضروری ہے۔

دوم: مصنوعی بارآوری کا حکم:

۱- شادی شدہ عورت جو حاملہ نہ ہوسکتی ہو، اس کے لئے اور اس کے شوہر کے لئے بچہ کی ضرورت ایک جائز مقصد ہے جس کے لئے مصنوعی بارآوری کا جائز طریقہ اپنا کر علاج کرانا درست ہے۔

۲- پہلا طریقہ (جس میں شادی شدہ مرد کا نطفہ اسی مرد کی بیوی کے رحم میں انجکٹ کر کے داخلی بارآوری کی جاتی ہے) اوپر مذکورہ شرائط کی رعایت کے ساتھ اور اس تحقیق کے بعد جائز ہے کہ حمل کے لئے عورت اس طریقہ کی محتاج ہے۔

۳- تیسرا طریقہ (جس میں شوہر اور بیوی کے نطفہ اور انڈے کو لے کر ایک ٹسٹ ٹیوب میں خارجی بارآوری کی جاتی ہے پھر اسے اسی انڈے والی بیوی کے رحم میں داخل کردیا جاتا ہے) شرعی نقطہ نظر سے اپنی ذات میں اصولاً درست ہے، لیکن اس سے وابستہ دیگر امور اور شک کے اسباب سے پوری طرح محفوظ نہیں ہے، لہذا اس طریقہ کو انتہائی ضرورت کے حالات میں ہی اور مذکورہ شرائط کے ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔

۴- مذکورہ دونوں جائز طریقوں میں اکیڈمی طے کرتی ہے کہ نومولود کا نسب نطفہ اور انڈا دینے والے زوجین سے ثابت ہوگا، میراث اور دیگر حقوق ثبوت نسب کے تابع ہوتے ہیں، لہذا وراثت اور دیگر احکام بھی بچہ اور ان کے درمیان جاری ہوں گے جن کے ساتھ بچہ کا نسب ثابت ہوا ہے۔

۵- اوپر مذکورہ خارجی اور داخلی بارآوری کے طریقوں میں سے بقیہ طریقے شرعاً حرام ہیں، ان میں سے کسی کے بھی جواز کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ان میں یا تو نطفہ اور انڈا زوجین کے نہیں ہیں یا رضا کار حاملہ عورت نطفہ اور انڈا والے زوجین کے لئے اجنبی ہے۔

مصنوعی بارآوری میں عام طور پر حتی کہ اس کی جائز شکلوں میں بھی دوسرے امور وابستہ

ہوتے ہیں، اسی طرح نطفوں یا بارآور شدہ حصوں کے ٹسٹ ٹیوب میں اختلاط کے امکانات ہوتے ہیں، بالخصوص جبکہ یہ کام کثرت سے اور عام ہوجائے، اس لئے اکیڈمی دین کا جذبہ رکھنے والوں کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ اس طریقہ کو اختیار نہ کریں، الا یہ کہ انتہائی سخت ضرورت ہو اور انتہائی احتیاط کے ساتھ اور نطفوں یا بارآور شدہ حصوں کے اختلاط سے مکمل تحفظ کے ساتھ کیا جائے۔

وقت کے اس اہم ترین اور انتہائی حساس مسئلہ کے بارے میں اکیڈمی کا یہ نقطۂ نظر ہے، اللہ سے امید ہے کہ یہ درست ہوگا۔

والله سبحانه أعلم وهو الهادي إلى سواء السبيل، وولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

(نوٹ) اکیڈمی کے صدر عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے پہلی اور تیسری حالت میں توقف کیا ہے، جہاں تک بقیہ چاروں طریقوں کا تعلق ہے تو ان کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے تیسرے طریقہ کے جواز میں توقف کیا ہے اور ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ نے صرف پہلے طریقہ سے اتفاق کیا ہے، ڈاکٹر بوبکر ابوزید متوقف ہیں اور شیخ مبروک بن مسعود العوادی نے بھی تمام طریقوں میں توقف کیا ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بوبکر ابوزید	مبروک بن مسعود العوادی	محمد بن سالم عبد الودود

[کنوینر]

ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

اس اجلاس میں درج ذیل حضرات کی شرکت نہ ہوسکی:

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر محمد رشیدی، شیخ عبد القدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ ابوالحسن علی حسنی ندوی۔

تیسرا فیصلہ:

اجتہاد

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ از ۲۷ر ربیع الآخر تا ۸ر جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۸-۲۹ر جنوری ۱۹۸۵ء میں اجتہاد جس کا مفہوم ہے دلائل شرعیہ سے استنباط کے ذریعہ کوئی شرعی حکم معلوم کرنے کی کوشش کرنا، کے موضوع پر غور کیا گیا۔

چونکہ اجتہاد کا بنیادی ڈھانچہ تمام شرائط کی موجودگی سے بھرپور واقفیت چاہتا ہے، اس لئے اجتہاد کے ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے تاکہ اس فرض کفایہ کی تکمیل ہو سکے ﴿فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين﴾ [سورہ التوبۃ ر۱۲۲] (سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں)۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ دین میں تفقہ یکسوئی چاہتا ہے، لہٰذا صحیح فقہی فہم تک رسائی کے لئے اجتہاد میں مکمل احتیاط کا ہونا ضروری ہے۔

علامہ سیوطی نے اجتہاد کی فرضیت کی مکمل وضاحت فرمائی ہے اور یہ کہ اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا، یہ ان کی کتاب "[1]الرد على من أخلد إلى الأرض و جهل أن الاجتهاد

فی کل عصر فرض" میں بیان ہوا ہے، لہذا اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا اور نہ کوئی اس کو بند کرنے کا اختیار رکھتا ہے، علماء اصول نے بالخصوص جہاں اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی ہوسکتا ہے یا نہیں، وہاں انہوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ ہر ایسے شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جس کے اندر اس کی شرائط موجود ہوں، اس وقت ہمتیں اجتہاد کے مرتبہ تک پہنچنے سے قاصر ہو چکی ہیں جو قرآن اور سنت مطہرہ کے علوم، اصول فقہ، احوال زمانہ، مقاصد شریعت اور دلائل میں تعارض کے وقت ترجیح کے قواعد میں درک کے ساتھ مجتہد کے اندر عدل، تقوی اور اپنے دین پر اعتماد سے عبارت ہے۔

اجتہاد کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: مجتہد مطلق، وہ ائمہ جن کی تقلید کی جاتی ہے۔

دوسری قسم: مجتہد فی المذہب، اس کی چار صورتیں ہیں جن کا ذکر اہل اصول کے یہاں ملتا ہے

تیسری قسم: مجتہد ترجیح۔

چوتھی قسم: کسی فن یا چند مسائل میں مجتہد، تجزی اجتہاد چونکہ درست ہے اس لئے یہ قسم درست ہے۔

ان امور کے پیش نظر یہ اجلاس بالاتفاق طے کرتا ہے کہ:

۱- موجودہ دور میں اجتہاد کی سخت ترین ضرورت ہے، کیونکہ آج ایسے مسائل پیش آرہے ہیں جو پہلے وجود میں نہیں آئے تھے اور آئندہ بھی نئے مسائل پیدا ہوں گے، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کی اس بات پر تائید فرمائی کہ جب اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت میں کوئی حکم نہیں ملے گا تو وہ اجتہاد کریں گے، حضرت معاذ بن جبلؓ کے الفاظ ہیں "میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہیں کروں گا" اسی وقت اسلام کے اندر جدت اور ہر زمانہ سے اس کی مناسبت باقی رہے گی، نیز معاملات اور

جدید سرمایہ کاریوں کی مشکلات اور دیگر سماجی مسائل کے حل نکلتے رہیں گے۔

بہتر ہے کہ کوئی ایسا ادارہ قائم ہو جو اکیڈمیوں، کانفرنسوں اور ورکشاپس کی قرار دادوں کو جمع کر کے ان سے فائدہ اٹھائے اور انہیں شریعہ فیکلٹی اور اسلامک اسٹڈیز کو فراہم کرے، اس طرح اسلام کی روشنی پھیلے گی اور اسی میں درست اور بہتر زندگی کی ضمانت ہے۔

۲۔ اجتہاد اجتماعی ہو اور وہ اس طرح کہ ایک فقہی اکیڈمی ہو جس میں عالم اسلام کے نمائندہ علماء ہوں اور اس سے فیصلے صادر ہوں، اجتماعی اجتہاد ہی خلفائے راشدین کے زمانہ میں رائج تھا جیسا کہ علامہ شاطبی نے الموافقات میں ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عمر اور دیگر کبار صحابہ کے پاس مسائل آتے، وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، لیکن وہ اہل حل وعقد صحابہ کو جمع کرتے اور بحث ومباحثہ کے بعد فتوی دیتے۔

تابعین بھی اسی راہ پر گامزن رہے، چنانچہ فتاوی میں فقہاء سبعہ مرجع تھے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے التہذیب میں لکھا ہے کہ جب ان کے پاس کوئی مسئلہ آتا تو سارے لوگ اس پر غور کرتے اور قاضی اس وقت تک فیصلہ نہ کرتا جب تک ان کے پاس نہ پیش کیا جاتا اور وہ اس پر غور نہ کر لیتے۔

۳۔ مجتہدین کے اندر اجتہاد کے مطلوبہ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، کیونکہ وسائل کے بغیر اجتہاد نہیں ہوسکتا، تاکہ افکار میں کجروی اور حکم خداوندی سے دوری نہ پیش آجائے، ان شرائط کے ذریعہ ہی قرآن کریم اور سنت رسول میں ذکر کردہ مقاصد شرع کا سمجھنا ممکن ہے۔

۴۔ اسلاف سے رہنمائی حاصل کی جائے تاکہ اجتہاد صحیح رخ پر ہو اور ہر معاملہ میں اسلاف کی سابقہ کوشش سے واقفیت کے بعد ہی نئی راہ اپنائی جائے اور اسلاف کی کوششوں سے فائدہ

اٹھایا جائے، ورنہ راستہ گڈمڈ ہوجائے گا،قرآن اور سنت سے مستنبط فقہ اسلامی کی کتابوں میں بہت کچھ مواد موجود ہے،جن سے نئے مسائل کے حل میں ان کے نظائر پر قیاس کر کے آسانی حاصل ہوتی ہے۔

۵- اس اصول کا لحاظ رکھا جائے کہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ نص کی موجودگی میں اجتہاد درست نہیں ہے ورنہ شریعت کی بنیادیں زمیں بوس ہوجائیں گی۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

(نوٹ) شیخ عبدالعزیز بن باز نے فرمایا کہ اجتہاد کا اجتماعی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ عالم کے لئے جائز ہے کہ وہ اختلافی مسائل میں اجتہاد کرے اور جو قول دلیل سے قریب تر ہو اسی کو ترجیح دے، اسی طرح شیخ محمد بن عبداللہ بن السبیل بھی اس کے قائل ہیں کہ اس کا اجتماعی ہونا شرط نہیں ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفی احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	صالح بن عثیمین
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر محمود جومی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر ابوبکر ابوزید	مبروک بن مسعود العوادی	محمد بن سالم عبدالودود

[کنوینر]

ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ:

اس اجلاس میں جناب ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر محمد رشیدی، شیخ عبد القدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی شریک نہیں ہو سکے۔

چوتھا فیصلہ:

پاکستان میں زکاۃ وعشر کی جمع وتقسیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد،
وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد!

جدہ میں واقع پاکستانی سفارت خانہ کی طرف سے جو خط نمبر ۴ سیاسیہ ۳۶/۳۸ تاریخ ۲۷/جون ۱۹۸۳ء صدر اجلاس عالی جناب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے پاس بھیجا گیا اور جس کے ساتھ ایک استفتاء بعنوان مذکورہ صدر محترم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ان کے خط نمبر ۲۶۰۱/۲ تاریخ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ کے ساتھ اکیڈمی کی مجلس میں پیش کیا گیا، مجلس نے اپنے آٹھویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۲۷/ربیع الآخر تا ۸/جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ میں اس پر غور کیا اور اس استفتاء کے ترجمہ سے واقف ہونے کے بعد جس میں پوچھا گیا تھا کہ آیت کریمہ میں زکاۃ کے مذکورہ آٹھ مصارف میں سے ایک مصرف جو "في سبيل الله" ہے کیا اس کا مصداق صرف اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی ہیں یا اس کا مفہوم ومصداق عام ہے اور اس میں تمام عمومی مصالح اور رفاہی کام جیسے مساجد، سرائے اور پلوں کی تعمیر، تعلیم کی اشاعت اور داعیان کرام کی ترسیل.....وغیرہ داخل ہیں؟

نیز موضوع کی تحقیق اور مناقشہ وتبادلۂ خیالات کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ اس مسئلہ میں علماء کی دو رائیں ہیں:

اول: قرآن میں مذکور زکاۃ کے مصرف فی سبیل اللہ سے مراد صرف راہ خدا کے مجاہد اور غازی

ہیں، جمہور علماء کی یہی رائے ہے اور ان کے مطابق فی سبیل اللہ کے مصرف کی زکاۃ اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے مجاہدین پر ہی صرف کی جائے گی۔

دوم: فی سبیل اللہ کا مفہوم عام ہے اور اس میں مسلمانوں کے عمومی مصالح اور فلاح و بہبود کے سارے کام جیسے مساجد کی تعمیر و مرمت، مدارس اور قیام گاہوں کی تعمیر، راستے اور پلوں کی تعمیر، جنگی سامانوں کی تیاری اور داعیان کرام کو بھیجنے وغیرہ وہ سارے کام داخل ہیں جو دین اور مسلمانوں کے لئے نفع بخش ہوں، متقدمین علماء میں سے صرف چند اصحاب کی یہ رائے ہے جسے متاخرین میں سے بہت سارے علماء نے اختیار کیا ہے۔

اجلاس میں موضوع پر غور وخوض اور فریقین کے دلائل پر مناقشہ کے بعد اکثریت کی رائے سے درج ذیل فیصلے کئے گئے:

۱- دوسری رائے کو بعض علماء اسلام نے اختیار کیا ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات میں یک گونہ اس مفہوم کا لحاظ رکھا گیا ہے، جیسا کہ درج ذیل آیت ہے: ﴿الذين ينفقون أموالهم في سبيل الله ثم لا يتبعون ما أنفقوا منا ولا أذى﴾ [سورہ البقرہ/ ۲۶۲] (جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ آزار پہنچاتے ہیں)، اسی طرح حدیث شریف میں بھی یہ مفہوم مراد لیا گیا ہے، چنانچہ سنن ابو داؤد میں ہے کہ ایک شخص نے ایک اونٹنی فی سبیل اللہ وقف کردی، اس کی بیوی نے حج کرنا چاہا تو اس سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر سواری کرلو، حج بھی "فی سبیل اللہ" (اللہ کی راہ) ہے۔

۲- جہاد بالسلاح کا مقصود چونکہ اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ جس طرح قتال سے ہوتا ہے، اسی طرح داعیوں کی تیاری اور ان کی مدد وتعاون کے ذریعہ دعوت الی اللہ اور اشاعت دین سے بھی ہوتا ہے، لہذا دونوں طریقے جہاد ہی کے ہیں، چنانچہ امام

احمد اور نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے جسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کے ساتھ اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبان سے جہاد کرو''۔

۳- اسلام پر آج ملحدین، یہود و نصاری اور دشمنان دین کی طرف سے فکری اور اعتقادی حملے ہو رہے ہیں اور ان کو اپنے حمایتیوں کی طرف سے مادی اور معنوی مدد مل رہی ہے، ان حالات میں انتہائی ضروری ہے کے مسلمان ان کا مقابلہ ان ہی ہتھیاروں سے کریں جن سے وہ اسلام پر حملہ کرتے ہیں یا ان سے سخت ہتھیار سے مقابلہ کریں۔

۴- اسلامی ممالک میں جنگوں کے لئے مخصوص وزارتیں ہوتی ہیں اور ہر ملک کے بجٹ میں ان کے لئے مالی ضوابط ہوتے ہیں، جبکہ دعوتی جہاد کے لئے بیشتر ممالک کے بجٹ میں کوئی تعاون و مدد بھی نہیں ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا امور کے پیش نظر اکیڈمی اکثریت کی رائے سے یہ فیصلہ کرتی ہے کہ دعوت الی اللہ اور اس کے معاون اعمال آیت کریمہ میں مذکور زکاۃ کے مصرف فی سبیل اللہ کے مفہوم میں داخل ہیں۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

نوٹ: شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان، شیخ محمد بن عبداللہ السبیل، شیخ محمد رشید قبانی اور ڈاکٹر بکر ابوزید کو مذکورہ قرارداد سے اتفاق نہیں ہے اور ان حضرات کی رائے میں فی سبیل اللہ کو صرف عسکری مجاہدین کے لئے مخصوص رکھنا ضروری ہے۔

شیخ محمد محمود الصواف کو اس قرارداد سے اتفاق ہے بلکہ ان کی رائے میں یہ توسع اس قدر ہے کہ اللہ کی راہ میں انجام پانے والے خیر کے تمام کام اس میں شامل ہیں۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
ڈاکٹر بوبکر ابوزید

[دستخط]
مبروک بن مسعود العوادی

[دستخط]
محمد بن سالم عبدالودود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

پانچواں فیصلہ:

لکڑی کے تابوت میں مسلمانوں کی تدفین

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد،

أما بعد!

آسٹریلیا کے وکٹوریہ صوبہ میں وفد جمعیت اسلامی کے صدر اور شباب اسلامی کے نگران اعلی کی طرف سے آئے ہوئے اس سوال پر اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں غور کیا گیا کہ عیسائیوں کے طریقہ کے مطابق لکڑی کے تابوت میں مسلمانوں کی تدفین کا کیا حکم ہے، یہاں کے بعض مسلمان اب تک اسی طریقہ کو بہتر سمجھتے اور اپناتے ہیں، حالانکہ صوبائی حکومت نے مسلمانوں کو تابوت کے بغیر کفن شرعی میں اسلامی طریقہ کے مطابق تدفین کی اجازت دے رکھی ہے، غور و مباحثہ کے بعد اکیڈمی نے فیصلہ کیا کہ:

۱- مسلمان کے لئے غیر مسلموں کی مشابہت اور تقلید کی نیت سے اختیار کیا جانے والا کوئی بھی عمل اور سلوک شرعاً ممنوع اور صریح احادیث کی رو سے ناجائز ہے۔

۲- تابوت میں تدفین سے اگر غیر مسلموں کی مشابہت مقصود ہو تو حرام ہے اور اگر ان کی مشابہت مقصود نہ ہو تو بغیر کسی ضرورت کے اختیار کرنا مکروہ ہے، ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
ڈاکٹر بوبکر ابوزید

[دستخط]
مبروک بن مسعود العوادی

[دستخط]
محمد بن سالم عبدالودود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

چھٹا فیصلہ:

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام کی تصاویر بنانے کی مذمت

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد،

أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے آٹھویں سمینار منعقدہ ۲۷ر ربیع الآخر تا ۸ر جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ میں ادارہ برائے علمی تحقیقات وافتاء ودعوت وارشاد کے سکریٹری جنرل سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز کا پیش کردہ وہ خط دیکھا گیا جو قطر کے مکتب الرئاسہ کی طرف سے مؤرخہ ۲۵ر ربیع الاول ۱۴۰۵ھ کو ان کے پاس بھیجا گیا تھا، خط نمبر یہ ہے:۵: ۱۲۔ خط کے ساتھ ایک کتابچہ بھی تھا جس میں کسی شخص نے دو تصویریں بنائی تھیں، ان میں سے ایک کو اس نے رسول اللہ ﷺ کی اور دوسری کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تصویر قرار دیا تھا۔ شیخ بن باز نے اپنے خط نمبر ۸۱۳ر ۲ مورخہ ۳۰ر ربیع الاول ۱۴۰۵ھ کے ساتھ اسے اکیڈمی کے پاس بھیج کر رائے معلوم کرنی چاہی۔

اجلاس میں ان دونوں تصاویر کو دیکھنے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

نبی کریم ﷺ کا مقام اللہ تعالی اور مسلمانوں کے نزدیک انتہائی عظیم ہے، آپ ﷺ کی بلند مقامی اور علو مرتبت دین کا ایک لازمی اور معروف امر ہے، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو سارے عالم کے لئے رحمت بنایا اور اپنی مخلوق کے پاس آپ ﷺ کو بشیر ونذیر، اللہ کی جانب دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا، آپ ﷺ کا ذکر بلند اور مقام اونچا بنایا

اور آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائی، اللہ کے فرشتوں نے آپ ﷺ کے لئے دعائے رحمت کی اور تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا، آپ ﷺ اولاد آدم کے سردار اور صاحب مقام محمود ہیں۔

آپ ﷺ کا احترام وعظمت اور آپ ﷺ کے شایان شان تعظیم تمام مسلمانوں پر واجب ہے، آپ ﷺ کی کسی بھی قسم کی (نعوذ باللہ) توہین یا مقام ومرتبہ میں تنقیص کفر اور اسلام سے ارتداد ہے۔

آپ ﷺ کی ذات شریفہ کی خالی تصویر بنا کر پیش کرنا خواہ تصویر متحرک ہو یا غیر متحرک اور خواہ جسم اور سایہ کے ساتھ ہو یا اس کے بغیر حرام اور ناجائز ہے، کسی بھی مقصد، کسی بھی غرض اور کسی بھی مصلحت کے لئے ایسا عمل یا اس کی تائید جائز نہیں ہے اور اگر توہین مقصود ہو تو کفر ہے، کیونکہ اس سے بڑے سنگین مفاسد اور خطرات وابستہ ہیں، مسلم سربراہوں، ذمہ داروں، پریس کی وزارتوں اور اشاعتی مراکز کے مالکان کی ذمہ داری ہے کہ قصوں، ڈراموں، ناولوں، بچوں کی کتابوں، فلم وسنیما اور ٹیلی ویژن وغیرہ کسی بھی ذریعۂ نشر واشاعت میں حضور ﷺ کی تصویر بنانے سے روکیں اس کو مسترد کرنا اور اگر کہیں کچھ موجود ہو تو اسے ختم کرنا ان پر واجب ہے۔

یہی حکم صحابہ کرام کے حق میں بھی ہے، رسول کریم ﷺ کے ساتھ شرف صحبت، جہاد، دین کے دفاع، اللہ اور اس کے رسول اور دین کے لئے خیر خواہی اور اس دین وعلم کو ہم تک منتقل کرنے کا جو مقام انہیں حاصل ہے اس کے پیش نظر ان کی قدر، احترام اور تعظیم واجب ہے۔

نبی کریم ﷺ کی مانند تمام انبیاء کرام کے حق میں بھی یہی حکم ہے کہ ان کی تصاویر بنانا حرام ہے، اس لئے اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ ان میں سے کسی کی بھی تصویر بنانا حرام اور ناجائز ہے، اور اس پر بندش لگانا واجب ہے۔

وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین۔

(نوٹ) شیخ محمد شاذلی النیفر کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی تصویر بنانے کا انجام کفر ہے۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر محمود جومی

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
د/بکر ابوزید

[دستخط]
مبروک بن مسعود العوادی

[دستخط]
محمد بن سالم عبدالودود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نویں سمینار

منعقدہ ۱۲-۱۹ رجب ۱۴۰۶ھ

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: مساجد میں نمازوں کے لئے کیسٹ کے ذریعہ اذان کا حکم

☆ دوسرا فیصلہ: قرآن کریم اور اس سے متعلق معلومات کی کمپیوٹر پروگرامنگ

☆ تیسرا فیصلہ: ہر محلّہ میں مسجد بنانے کی ضرورت

☆ چوتھا فیصلہ: مؤلفین کے حقوق تالیف

☆ پانچواں فیصلہ: اموال زکاۃ سے یورپی ممالک میں مدارس اور اسپتالوں کی تعمیر اور وہاں زکاۃ فنڈ کا قیام

☆ چھٹا فیصلہ: بلند عرض البلد پر واقع علاقوں میں نماز اور روزے کے اوقات

☆ ساتواں فیصلہ: زکاۃ میں مجاہدین کے حصہ کو ان کی صحت وتربیت اور ذرائع ابلاغ سے متعلق پروجیکٹوں میں صرف کرنا

پہلا فیصلہ:

مساجد میں نمازوں کے لئے کیسٹ کے ذریعہ اذان کا حکم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه،

أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کی اسلامی فقہ اکیڈمی کے نویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر بتاریخ ۱۲/۷/۱۴۰۶ھ تا ۱۹/۷/۱۴۰۶ھ بروز سنیچر میں وزیر اوقاف شام کے استفتاء نمبر ۲۴۱۲/۴/۱ مؤرخہ ۲۱/۹/۱۴۰۵ھ پر غور کیا گیا جس میں مساجد کے اندر ریکارڈ کئے ہوئے کیسٹ کے ذریعہ اذان نشر کرنے کا حکم معلوم کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی شہر میں فرض نماز کے لئے اذان کی ادائیگی میں مختلف مساجد کے درمیان وقت کا فرق باقی نہ رہے۔

اس سلسلہ میں اکیڈمی نے بعض ارکان کی جانب سے اس موضوع پر تیار کردہ مقالات کو دیکھا، نیز اس موضوع پر سعودی عرب کے سابق مفتی شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کا فتوی نمبر ۳۵ مؤرخہ ۱۳/۱/۱۳۸۷ھ، ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب کے بارہویں اجلاس منعقدہ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ کا فیصلہ، الرئاسۃ العامہ لادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد سعودی عرب کی ہیئت عامہ کا فتوی نمبر ۵۷۷۹ مؤرخہ ۴/۷/۱۴۰۳ھ کو دیکھا، ان تینوں فتاوی میں کیسٹ کے ذریعہ اذان کو جائز قرار نہیں دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ نماز کا وقت ہونے پر مساجد میں ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کے ذریعہ اذان دینا اس عبادت کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں، سابقہ مقالات اور فتاوی نیز مناقشہ کی روشنی میں اکیڈمی کا یہ اجلاس درج ذیل فیصلے کرتا ہے:

۱- اذان اسلام کے ان شعائر میں سے ہے جو نمایاں طور پر عبادت کا پہلو رکھتے ہیں اور جن کا ضروریات دین میں سے ہونا نص اور مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے، اسی لئے اذان مسلم اور غیر مسلم علاقہ کے درمیان امتیاز کرنے والی علامتوں میں سے ہے اور اس مسئلہ پر اتفاق نقل کیا گیا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جنگ کی جائے گی۔

۲- مسلمانوں کے درمیان پہلی صدی ہجری میں اذان کے آغاز سے آج تک مسلسل یہ عمل چلا آرہا ہے کہ ہر مسجد میں پانچوں نمازوں میں سے ہر نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے، خواہ ایک ہی شہر میں کئی مساجد ہوں۔

۳- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لئے اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرے (متفق علیہ)۔

۴- اذان کے لئے ایک شرط نیت بھی ہے، اسی لئے مجنون اور نشہ میں مدہوش جیسے لوگوں کی اذان درست نہیں ہوتی، کیونکہ اس صورت میں اذان کی ادائیگی میں نیت نہیں پائی گئی، ٹیپ ریکارڈ سے اذان میں بھی یہی صورت ہے۔

۵- اذان ایک بدنی عبادت ہے، ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنی ۱/۴۲۵ میں فرمایا: کسی شخص کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ دوسرے کی اذان پر بناء کرے، اس لئے کہ اذان ایک بدنی عبادت ہے، لہذا نماز کی طرح یہ بھی دو شخصوں کی طرف سے درست نہیں ہوگی۔

۶- (سوال میں) مذکورہ طریقہ پر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ تمام مساجد کے لئے اذان کی یکسانیت میں کئی نقصانات اور خطرات ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

الف- اذان کی مشروعیت سے یہ بات بھی متعلق ہے کہ ہر مسجد میں ہر نماز کے لئے کچھ سنن اور

آداب ہیں، ریکارڈنگ کے ذریعہ اذان دینا ان سنن وآداب کو فوت کرنا اوران کی اشاعت کو ختم کرنا ہے، نیز اس اذان میں نیت کی شرط بھی فوت ہو جاتی ہے۔

ب۔ اس سے مسلمانوں میں دین کے ساتھ کھلواڑ اور عبادات وشعائر دین میں بدعات کے داخلہ کا دروازہ کھلتا ہے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں اذان دینا بالکلیہ ختم ہو کر ٹیپ ریکارڈ پر اکتفا کرنا رہ جائے گا۔

مذکورہ بالا امور کے پیش نظر اکیڈمی درج ذیل فیصلہ کرتی ہے:

نماز کا وقت ہونے پر مساجد کے اندر ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کے ذریعہ اذان نشر کرنے پر اکتفا کرنا کافی نہیں ہے اور اس عبادت کی ادائیگی کے لئے یہ طریقہ درست نہیں ہے، اس سے اذان کے شرعی حکم کی تعمیل نہیں ہوتی ہے، مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہر مسجد میں ہر نماز کے وقت کے لئے براہ راست اذان دیں جو طریقہ مسلمانوں میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے اب تک معمول بہ چلا آرہا ہے۔

والله الموفق، وصلى الله على سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين ـ

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل	مصطفیٰ احمد زرقاء	محمد محمود صواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر ابوزید	یوسف القرضاوی	محمد بن سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[.......]	
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ (کنوینر)	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے)۔

دوسرا فیصلہ:

قرآن کریم اور اس سے متعلق معلومات کی کمپیوٹر پروگرامنگ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد،

أما بعد!

اکیڈمی نے اپنے نویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر از ۱۲/رجب ۱۴۰۶ھ تا ۱۹/رجب بروز سنیچر ۱۴۰۶ میں اس موضوع پر غور کیا جو قرآن کریم اور اس سے متعلق معلومات کی پروگرامنگ اور ان کو کمپیوٹر میں جو الکٹرونک دماغ کہلاتا ہے، اسٹور کرنے سے متعلق ہے، اس کا مقصد ان قرآنی علوم کا تحفظ ہے جنہیں سابق علماء اسلام نے اس موضوع پر مخصوص کتابیں لکھ کر محفوظ و مدون کیا ہے، نیز قرآن سے متعلق دیگر ان معلومات کا بھی اس پروگرام میں اضافہ کیا جاتا ہے جن کی ضرورت موجودہ دور میں دنیا کی جامعات اور تمام علمی مراکز کے اندر محققین کو پیش آتی ہے۔

اکیڈمی کے اجلاس سے اس موضوع پر شرعی نقطۂ نظر سے رائے طلب کی گئی ہے، اکیڈمی نے اس موضوع کو اس غرض سے مؤخر رکھا ہے کہ کمپیوٹر، اس کے طریقۂ عمل، اس کے خصائص اور ان جیسی وہ تمام معلومات مکمل طور پر حاصل کی جائیں جن پر قرآنی علمی پروگرامنگ کا شرعی حکم موقوف ہے، اکیڈمی نے متعدد جامعات، اکیڈمیوں اور علمی شخصیات کو لکھ کر ان سے گذارش کی کہ ان تمام پہلوؤں پر وہ معلومات فراہم کریں، چنانچہ اس سلسلہ میں ان کی تحریریں

موصول ہوئیں، اکیڈمی کی درخواست پر آنے والی ان تمام تحریروں کی روشنی میں اکیڈمی کے رکن محترم جناب ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ صاحب نے ایک جامع ومفصل تحریر تیار کر کے اکیڈمی کو دی۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کمپیوٹر اس دور کی ایک ایسی ایجاد ہے جس میں ایک خاص فنی طریقہ پر جسے پروگرامنگ کہتے ہیں ایسی تمام معلومات اور عبارتوں کو محفوظ کیا جاسکتا ہے جن کی ضرورت محققین کو پیش آتی ہے، خواہ ان معلومات کا حجم کتنا ہی زیادہ ہو اور وہ کیسی ہی متنوع ہوں، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں مزید نئی معلومات شامل کر کے انہیں اسٹور کیا جائے، پھر ان معلومات میں سے جس چیز کو دیکھنے کی ضرورت ہو وہ حیرتناک طریقہ پر فوراً ہی کمپیوٹر کے اسکرین پر آجاتی ہے اور دیکھنے والا اپنی ضرورت کے مطابق معلومات اور عبارتوں کو دیکھ لیتا ہے۔

اب کمپیوٹر میں یہ پروگرامنگ عربی زبان میں ممکن ہوگئی ہے، چنانچہ علوم حدیث اور سنت مطہرہ کے بعض ماہر اساتذہ نے حدیث کی کتابوں کی کمپیوٹر پروگرامنگ کی اور اس کے اچھے نتائج سامنے آئے، کمپیوٹر میں معلومات محفوظ ہوگئیں اور بوقت ضرورت ان کی جانب مراجعت آسان ہوگئی، اسی لئے اس پروگرام کے حقیقی فوائد اور ممکنہ نقصانات پر ارکان اکیڈمی کے درمیان مباحثہ کے بعد علوم قرآن کی پروگرامنگ کے بارے میں بالاتفاق اور نص قرآن کی پروگرامنگ کے بارے میں اکثریت کی رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ کمپیوٹر میں قرآن اور اس کے علوم کی اسٹورنگ جائز بلکہ شرعی نقطۂ نظر سے مستحسن ہے، کیونکہ اس صورت میں علوم قرآن کی نمایاں خدمت اور محققین اور اہل علم کے لئے انتہائی سہولت ہے، البتہ اس کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

اول: اس کام میں فنی اعتبار سے ایسے ماہرین کی مدد لی جائے جو کمپیوٹر کا استعمال انتہائی دقت اور احتیاط کے ساتھ کریں تاکہ استعمال میں کسی غلطی کی وجہ سے معلومات میں کوئی تبدیلی

نہ ہو جائے۔

دوم: یہ پروگرامنگ عربی زبان میں کی جائے اور قرآن وحدیث کی عبارات اور دوسرے الفاظ کو مکمل اور صحیح طریقہ پر لکھا جائے اور قرآنی الفاظ عثمانی رسم الخط میں ہوں۔

سوم: اس کام میں قرآن اور علوم قرآن کے ماہر علماء اسلام کے ساتھ فنی ماہرین شریک ہوں اور دونوں باہم مل کر کمپیوٹر کے اندر معلومات کو ڈالنے اور اسٹور کرنے کا کام انجام دیں۔

چہارم: کام مکمل ہونے کے بعد مستند ذمہ دار علماء علمی پہلو سے ان معلومات کے نتائج کی توثیق کریں تاکہ ان کی صحت اور درستگی کا یقین ہو جائے۔

والله سبحانه تعالى أعلم، وهو الهادي إلى سواء السبيل، وولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: شیخ صالح بن فوزان اور ڈاکٹر بکر ابوزید کو نص قرآنی کی پروگرامنگ میں توقف ہے اور ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ کی رائے ہے کہ مصحف کی پروگرامنگ نہ کی جائے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل	مصطفیٰ احمد زرقاء	محمد محمود صواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر ابوزید	یوسف القرضاوی	محمد بن سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[.......]	
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ (کنوینر)	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے)۔

تیسرا فیصلہ:

ہر محلّہ میں مسجد بنانے کی ضرورت کے متعلق

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے نویں سمینار منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ ۱۲-۱۹ رجب ۱۴۰۶ھ میں مسلم آبادی والے ہر محلّہ میں مسجد بنانے کی ضرورت سے متعلق مجلس اعلی برائے امور مساجد کی طرف سے پیش کردہ موضوع پر غور کیا گیا۔

اکیڈمی نے ان آراء اور رپورٹوں کا جائزہ لیا جو بعض ارکان نے اس موضوع پر پیش کیں اور مساجد میں ظاہری صورت کے ساتھ باجماعت نماز کے سلسلہ میں فقہی مسالک کی آراء نقل کیں کہ یہ واجب عینی ہے یا واجب کفائی یا انتہائی مؤکد سنت، کیونکہ باجماعت نماز ان شعائر اسلام میں سے ہے جن کو مسلم سماج میں علانیہ ادا کرنا واجب ہے اور یہ اختلاف جمعہ کے علاوہ نمازوں سے متعلق ہے، جہاں تک جمعہ کا تعلق ہے تو اس پر اجماع ہے کہ نماز جمعہ فرض عین ہے جو کسی شخص سے شرعی عذر کی بنا پر ہی ساقط ہوسکتا ہے۔

اس موضوع پر ارکان اکیڈمی کے مباحثہ کے بعد اجلاس کی رائے ہوئی کہ سال کے مختلف موسموں میں شہروں اور دیہاتوں کے اندر باجماعت نماز کا قیام ایسی مساجد قائم کئے بغیر ممکن نہیں ہے جہاں پانچوں اوقات نماز میں نمازی اکٹھا ہوسکیں، اس لئے کہ اچھی جگہ ہر عمل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور اصول اور فقہی قواعد میں یہ طے شدہ امر ہے کہ کسی واجب کی

ادائیگی جس چیز کے بغیر نہ ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے۔

دوسری طرف یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اسلام میں عہد نبوی ﷺ سے ہی مسجد کا مقصود صرف پنج وقتہ نمازوں کا قیام نہیں ہے، بلکہ مسجد ہی نماز ادا کرنے والوں، قرآن کی تلاوت کرنے والوں، دین کی ضروری تعلیم حاصل کرنے والوں اور اسلامی علوم کے کسی بھی حصے پر مذاکرہ کرنے والوں کا مرکز رہی ہے، نیز مساجد مسلمانوں کے معاشرتی مسائل اور عمومی اسلامی مصالح سے متعلق معاملات کے سلسلہ میں مشورہ کے مراکز بھی ہیں اور یہ تمام امور مجموعی طور پر واجبات کفایہ میں سے ہیں۔

اسی لئے اکیڈمی کا اجلاس طے کرتا ہے کہ ان تمام محلوں میں جہاں مسلمان آباد ہیں حسب ضرورت واستطاعت مساجد کا قیام واجب ہے، اس حکم میں اسلامی ممالک اور غیر مسلم ممالک جہاں مسلم اقلیت جماعت کی شکل میں رہتی ہو، کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ اسلامی ممالک اور ان کی حکومتیں اس عمومی فریضہ کے قیام کی راہ میں ضرورت مند مسلم سماج کے ساتھ تعاون کریں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: شیخ محمد بن عبداللہ السبیل اور ڈاکٹر بکر ابوزید کی رائے میں اس موضوع پر کسی قرارداد کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک معروف ومتوارث عمل ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبد الرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد زرقاء

[دستخط]
محمد محمود صواف

[دستخط]
صالح بن عثیمین

[دستخط]
محمد رشید قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
ڈاکٹر بکر ابوزید

[دستخط]
یوسف القرضاوی

[دستخط]
محمد بن سالم بن عبدالودود

[دستخط]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ
(کنوینر)

[.......]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے)۔

چوتھا فیصلہ:

مؤلفین کے حقوق تالیف

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے نویں سمینار منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۱۲/رجب ۱۴۰۶ھ تا ۱۹/رجب ۱۴۰۶ھ بروز سنیچر میں اس موضوع پر غور کیا گیا کہ حقوق تالیف کیا کتابوں، مقالات اور علمی رسائل کے مؤلفین کے لئے محفوظ ہیں؟ یہ حقوق ان کے مالکان کی ملکیت ہیں؟ اور کیا ان حقوق کا معاوضہ وصول کرنا اور ناشرین سے ان پر معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے؟ اور کیا کسی دوسرے شخص کے لئے جائز ہے کہ مؤلف کی اجازت کے بغیر اس کی کتابوں اور مقالات کو شائع کرے اور فروخت کرے، اس بنیاد پر کہ یہ ہر ایک کے لئے مباح ہے، یا ایسا کرنا جائز نہیں ہے؟

اکیڈمی کے اجلاس میں وہ مقالات اور تحقیقی تحریریں بھی پیش ہوئیں جنہیں اکیڈمی کے بعض ارکان نے اس موضوع پر تیار کیا تھا، اجلاس نے معاصر محققین کی اس رائے پر بھی بحث کی کہ مؤلف جن علمی کتابوں کی تالیف اور اشاعت کرتا ہے ان پر اس کا جائز مالی حق نہیں ہے، کیونکہ علم کو لوگوں سے روکنا شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ علم کو عام کریں اور جو شخص علم کو چھپائے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے آگ کی نکیل پہنائے گا، پس جس شخص کے پاس بھی کسی جائز طریقہ سے کسی مؤلف کی کوئی کتاب آئے اس کے لئے جائز ہے کہ اس کی نقل تیار

کرے، اس کو شائع کرے اور جس طرح چاہے اس کی اشاعت میں سرمایہ لگا کر اور اس کے نسخے فروخت کر کے تجارت کرے، مؤلف کو اس سے منع کرنے کا حق نہیں ہے۔

اجلاس نے اس کے برعکس رائے پر بھی غور کیا اور حقوق اختراع، جسے ادبی ملکیت اور صنعتی ملکیت کا نام دیا جاتا ہے، کے بارے میں شائع شدہ تحریروں کو دیکھا، اس رائے کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی کتاب کا مؤلف یا تحقیق یا کسی فنی عمل یا کسی مفید آلہ کا موجد ہو، تنہا اسی شخص کو حق ہے کہ اپنی تالیف یا ایجاد و اختراع کی اشاعت، پیداوار اور فروختگی کے ذریعہ ان کی سرمایہ کاری کرے اور جس شخص کو چاہے اپنا حق بالعوض یا بلاعوض اور جن شرائط پر چاہے دے دے، کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کی تالیف کردہ کتاب یا اس کا تحریری مقالہ اس کے مؤلف کی اجازت کے بغیر شائع کرے اور نہ یہ درست ہے کہ موجد کی رضامندی کے بغیر اس کی ایجاد کی نقل تیار کرے یا اس کی تجارت کرے، اجلاس نے مفصل غور و خوض کے بعد درج ذیل فیصلے کئے:

۱- ان چھاپہ خانوں کے رواج سے پہلے جہاں سے اب ایک کتاب کے ہزاروں نسخے تیار ہو کر نکلتے ہیں، ماضی میں کتاب کی اشاعت کا صرف ایک ذریعہ ہاتھ سے نقل کرنے کا تھا اور ایک کاتب کو ایک بڑی کتاب کی ایک نقل تیار کرنے میں کئی سال لگ جاتے تھے، اُس دور میں جو کاتب اپنے قلم سے کسی مصنف عالم کی کتاب کی ایک یا چند نقلیں تیار کرتا تھا وہ دراصل اس عالم کی خدمت کرتا تھا، کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مؤلف کا صرف اصل نسخہ باقی رہتا اور یہ خطرہ لگا رہتا کہ اگر یہ اصل نسخہ ضائع ہوا تو کتاب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی، اس لئے کاتب کا نقل کرنا نہ تو مؤلف کتاب پر زیادتی تھی اور نہ دوسرے کے علم اور اس کی محنت سے کاتب کا فائدہ اٹھانا تھا، بلکہ اس کے برعکس کاتب کا یہ عمل مؤلف کی خدمت اور اس کے علم و محنت کی شہرت کا باعث تھا۔

۲- لیکن چھاپہ خانوں کے رواج کے بعد اب معاملہ بالکل برعکس ہو گیا ہے، ایک مؤلف

ایک مفید کتاب کی تالیف میں عمر کا بڑا حصہ صرف کرتا ہے، پھر اسے طبع کرتا ہے تا کہ اسے فروخت کرے کہ اچانک کوئی دوسرا شخص اس کتاب کا نسخہ حاصل کر کے جدید طریقۂ طباعت کے ذریعہ اس کی نقل یا طباعت کرالیتا ہے، پھر مؤلف کے مقابلہ میں آ کر اس کو فروخت کرتا ہے یا اس کتاب کو مفت تقسیم کراتا ہے تا کہ تقسیم کر کے ایسی شہرت حاصل کرلے جس کے سامنے مؤلف کی کاوش اور محنت ماند پڑ جائے، یہی بات ایجاد کے اندر بھی ہوتی ہے۔

اس صورت حال سے تالیف وایجاد کے کام میں اہل علم ودانش کی ہمت شکنی ہوتی ہے، کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کی کاوش جیسے ہی منظر عام پر آئے گی دوسرے لوگ ان کی محنت کو لوٹ لیں گے اور جنہوں نے تالیف یا ایجاد میں کوئی محنت نہیں کی ہے وہ مؤلف اور موجد کے مقابلہ میں آ کر اس کی تجارت کرنے لگیں گے۔

غرض زمانہ کی تبدیلی اور نئی ایجادات کے ظہور کی وجہ سے صورت حال بدل گئی ہے، جس کا بنیادی اثر سابق اور موجودہ حکم پر ہوگا اور اس کا تقاضا ہے کہ اس پر اس طرح غور کیا جائے کہ ہر صاحب محنت کی محنت اور حق کی حفاظت ہو سکے۔

پس ضروری ہے کہ تالیف اور ایجاد میں صاحب تالیف اور صاحب ایجاد کے حق کو معتبر مانا جائے، یہ حق شرعاً اس کی ملکیت ہے، اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے لئے اس پر دست درازی جائز نہیں ہے، البتہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کتاب یا مقالہ میں کسی منکر کی دعوت اور کسی بدعت یا گمراہی کی اشاعت نہ کی گئی ہو، اگر ایسی کتاب ہے تو اس کو ضائع کر دینا واجب ہے اور اس کو شائع کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح جس ناشر کے ساتھ مصنف کا معاملہ طے ہوتا ہے اس کے لئے یا کسی اور شخص کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ کتاب کے مضمون میں کوئی تبدیلی یا کسی قسم کا تغیر مؤلف کی

رضامندی کے بغیر کرے، اس حق میں وراثت بھی جاری ہوگی اور یہ حق ان تمام بین الاقوامی معاہدات، نظام اور دستور کا پابند ہوگا جو شریعت کے خلاف نہ ہوں اور جن کے ذریعہ صاحب حق کی وفات کے بعد اس کے خاص حق اور عام حق کی تنظیم وتحدید ہوتی ہو، اس لئے کہ ہر تصنیف یا اختراع میں پچھلے لوگوں کے افکار ونتائج سے استفادہ کیا جاتا ہے، خواہ پہلے کی عمومی معلومات اور موجود وسائل ہی سے استفادہ کیا گیا ہو۔

لیکن جس مؤلف یا موجد سے کوئی اشاعتی ادارہ اجرت پر کام لیتا ہے تاکہ وہ اس کے لئے کوئی کتاب تالیف کرے، یا کوئی ادارہ کسی خاص مقصد کے لئے اس سے کوئی تخلیق تیار کراتا ہے، تو اس شخص کی تحقیقات اجرت پر کام لینے والے ادارہ کی ملکیت ہوں گی اور ایسا شخص اپنے حق میں ان شرائط کا پابند ہوگا جو باہمی معاملہ کے ضوابط کے مطابق دونوں فریق کے درمیان طے پائے ہوں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه۔

نوٹ: ڈاکٹر بکر ابوزید کی رائے ہے کہ بحث کو مالی حد تک محدود رکھنا چاہیے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبد الرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل	مصطفیٰ احمد زرقاء	محمد محمود صواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر محمود جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر ابوزید	یوسف القرضاوی	محمد بن سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[.......]	
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	
(کنوینر)		

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے)۔

پانچواں فیصلہ:

اموال زکاۃ سے یورپی ممالک میں مدارس اور اسپتالوں کی تعمیر اور وہاں زکاۃ فنڈ کا قیام

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد،

أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے نویں سمینار منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ بروز سنیچر شنبہ ۱۲/رجب ۱۴۰۶ھ روز سنیچر ۱۹/رجب ۱۴۰۶ھ میں مجلس اعلی برائے امور مساجد کے تحت قائم یورپی فقہی ریسرچ اکیڈمی کی اس سفارش پر غور کیا گیا جو یورپی ممالک میں مدارس اور اسپتالوں کی تعمیر کے لئے زکاۃ کے اموال سے استفادہ سے متعلق مجلس کے نائب صدر اور مذکورہ ریسرچ اکیڈمی کے سکریٹری جنرل کی طرف سے کی گئی تھی۔

اجلاس نے موضوع پر غور وخوض اور مناقشہ کے بعد طے کیا کہ اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس کی اس قرارداد کی تائید کی جائے کہ دعوت إلی اللہ اور وہ تمام امور جو اس میں معاون بنتے ہوں اور دعوت کے اعمال کو تقویت پہنچاتے ہوں وہ مصرف ''فی سبیل اللہ'' میں داخل ہیں جو قرآن کی سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں منصوص آٹھ مصارف میں سے ایک ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں جہاد صرف قتال بالسیف تک محدود نہیں ہے بلکہ دعوت، تبلیغ اسلام اور اس راہ کی مشقتوں پر صبر بھی جہاد میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن کے سلسلہ میں فرمایا:

"فلا تطع الکافرین وجاهدهم به جهاداً کبیراً" (فرقان:۵۲)۔

اور حدیث شریف میں ہے: "مشرکین کے ساتھ اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبان سے جہاد کرو"، اس حدیث کی روایت احمد، ابوداود، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

موجودہ دور میں یہ صورت حال گذشتہ کسی بھی دور سے بڑھ کر موجود ہے، آج مسلمانوں پر ان کے گھروں کے اندر گھس کر مختلف اقوام و مذاہب اور باطل فلسفے حملے کر رہے ہیں، یہ حملے فکر اور ثقافت کے ذریعہ ہو رہے ہیں نہ کہ تلوار اور توپ کے ذریعہ اور تعلیمی اور سماجی اداروں کے ذریعہ ہو رہے ہیں نہ کہ فوجی طاقت کے ذریعہ اور لوہے کو لوہا ہی کاٹ سکتا ہے، لہذا ضروری ہے کہ طاغوت کی دعوت کا مقابلہ اللہ کی طرف دعوت سے کیا جائے، باطل تعلیمات کا مقابلہ حق کی تعلیمات سے کیا جائے، اور غیر اسلامی افکار کا جواب اسلامی افکار سے دیا جائے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "ان سے اسی طرح جنگ کرو جس طرح وہ تم سے کرتے ہیں، تلوار ہو تو تلوار سے اور نیزہ ہو تو نیزہ سے"۔

آج دعوت کے وسائل اور اس کے طریقے حد درجہ متنوع ہو گئے ہیں اور صرف تقریر و تحریر اور کتابوں کی اشاعت تک محدود نہیں رہ گئے ہیں، گو آج بھی یہ دعوت کے بڑے وسائل میں سے ہیں لیکن ان سب سے بڑھ کر تعلیم گاہیں ہیں جو نوخیز نسل کی عقل کو ڈھالتی، اس کے ذوق و رجحان کو متاثر کرتی اور اس کے اندر اپنی مرضی کے افکار و نظریات کا بیج بوتی ہیں، اسی طرح اسپتال ہیں جو مریضوں کا استقبال کرتے ہیں اور انسانی خدمات کے نام سے ان پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلام دشمن مشنریز وغیرہ نے امت مسلمہ پر یلغار کے لئے ان وسائل کو استعمال کیا ہے اور وہ امت کی پہچان ختم کرنے اور انہیں ان کے عقیدہ سے منحرف کرنے کے لئے کوشاں ہیں، چنانچہ انہوں نے اس ناپاک مقصد کے لئے اسکول اور اسپتال قائم کئے ہیں اور ان

پر لاکھوں، کروڑوں ڈالر خرچ کئے ہیں، اس خطرہ کا سب سے زیادہ شکار مسلمان اور بالخصوص وہ مسلم نوجوان ہیں جو اسلامی ملک سے باہر ہوتے ہیں۔

اس لئے اکیڈمی طے کرتی ہے کہ تعلیمی اور سماجی ادارے، اسکول اور اسپتال وغیرہ اگر غیر مسلم ملکوں میں بنائے جائیں تو آج وہ لوازم دعوت میں اور جہاد فی سبیل اللہ کے وسائل میں شمار ہوں گے اور یہ نہ صرف دعوتی کاموں میں معاون ہیں بلکہ فکر وعقیدہ کے اس بگاڑ کے مقابلہ میں جو مشنری اور لادینی اسکول اور ادارے پھیلا رہے ہیں، مسلمانوں کے عقائد اور ان کے دینی تشخص کی حفاظت کے لئے ضرورت کا درجہ رکھتے ہیں، شرط یہ ہے کہ یہ ادارے خالصتاً اسلامی ہوں اور ان کی غرض صرف دعوت وتبلیغ اور عام مسلمانوں کو نفع پہنچانا ہو، محض تجارتی اغراض نہ ہوں جن کا نفع بعض مخصوص افراد اور کسی خاص گروہ تک محدود ہو۔

جہاں تک زکاۃ فنڈ کے قیام کا مسئلہ ہے کہ اصحاب نصاب سے اسے جمع کیا جائے اور شریعت کی طرف سے مقررہ مصارف میں خرچ کیا جائے جن میں سے ایک وہ بھی ہے جو اوپر ذکر ہوا، تو یہ شرعاً ایک اچھا مقصد ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مفادات پورے ہوں گے، بشرطیکہ یہ کام وہ لوگ انجام دیں جو ثقہ اور قابل اعتماد ہوں اور زکاۃ کی وصولی اور تقسیم کے احکام سے واقف ہوں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

(نوٹ): شیخ محمد بن جبیر، ڈاکٹر صالح بن فوزان، شیخ محمد بن عبداللہ بن السبیل اور ڈاکٹر بکر ابوزید کی رائے میں ''فی سبیل اللہ'' کا مصرف ''مجاہدین'' کے لئے خاص ہے، ڈاکٹر محمد رشید قبانی کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے اور ان کی رائے ہے کہ مدارس اور اسپتال وغیرہ کی تعمیر کے مذکورہ مد میں صدقۂ نافلہ خرچ کرنا چاہئے اور ڈاکٹر محمود الصواف کی رائے ہے کہ اسے دیار کفر کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ عام رکھا جائے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل	مصطفیٰ احمد زرقاء	محمد محمود صواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر ابوزید	یوسف القرضاوی	محمد بن سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[.......]	
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ (کنوینر)	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے)۔

چھٹا فیصلہ:

اونچے ڈگری والے عرض البلد پر واقع علاقوں میں نماز اور روزے کے اوقات

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد،
أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے نویں سمینار منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۱۲/رجب ۱۴۰۶ھ تا روز سنیچر ۱۹/رجب ۱۴۰۶ھ میں اس موضوع پر غور کیا گیا اور روح شریعت کی رعایت کرتے ہوئے جو حرج کو دفع کرنے اور آسانی پیدا کرنے پر مبنی ہے نیز ماہرین فلکیات کی کمیٹی کی طرف سے کی گئی رہنمائی کی روشنی میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: چونکہ حساب لگانے کے طریقے مختلف ہیں اس لئے اس اختلاف کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل اور الجھنوں کو دور کرنے کے لئے اوقات نماز کی تحدید ان فلکی علامتوں سے کی جائے گی جو شریعت کی ہدایات نیز ان علامتوں کے آسمان میں سورج کے افق کے اوپر یا نیچے ہونے سے متعلق فلکی حسابات میں بدلنے کی جو توضیحات شرعی اوقات کے ماہرین نے کی ہیں ان سے بھی ہم آہنگ ہوں، یہ درج ذیل ہیں:

۱- فجر:

اس کا وقت روشنی کی پہلی دھاری کے نمودار ہونے اور چوڑائی میں افق پر پھیلنے سے شروع ہوتا ہے اسے صبح صادق کہتے ہیں، اس وقت زاویہ مشرقی افق کے نیچے ۱۸/ڈگری پر ہوتا ہے۔

۲-طلوع آفتاب:

اس کا وقت مشرقی افق کے نیچے سے سورج کی ٹکیا کے اوپری حصہ کے ظہور کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے اور زاویہ کا اندازہ افق کے نیچے ۵۰ ڈگری زاویہ کیا جاتا ہے۔

۳-ظہر کا وقت:

اس کا وقت سورج کی ٹکیا کے مرکزی حصہ کے دائرہ زوال کو عبور کرنے سے شروع ہوتا ہے، اس وقت سورج دن کی سب سے زیادہ بلندی پر ہوتا ہے اور سر والے اجسام کا سایہ گھٹتے گھٹتے بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔

۴-عصر:

اس کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ایسی جگہ پہنچ جائے کہ ہر چیز کا سایہ بشمول اس سایہ کے جو زوال کے وقت تھا اس کے طول کے برابر ہو جائے، اس مقام کا زاویہ زمان و مکان کے فرق سے بدلتا رہتا ہے۔

۵-مغرب:

مغربی افق کے نیچے سورج کی ٹکیا کے مکمل طور پر چھپ جانے سے اس کا وقت ہوتا ہے، اس کا زاویہ افق کے نیچے ۵۰/ڈگری زاویہ پر ہوتا ہے۔

۶-عشاء:

اس کا وقت سرخ شفق کے غائب ہونے سے ہوتا ہے، جس وقت سورج مغربی افق کے نیچے ۱۷/ڈگری پر چلا جاتا ہے۔

دوم: اوقات کی تعیین کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات میں زمانی طور پر دو منٹ

بڑھانے اور فجر اور طلوع آفتاب کے وقت میں دو منٹ گھٹانے پر اکتفاء کیا جائے۔

سوم: اونچی ڈگری والے عرض البلد پر واقع علاقوں کی تین قسمیں ہیں:

منطقہ اولیٰ:

یہ وہ منطقہ ہے جو شمال وجنوب میں ۴۵/اور ۴۸/ڈگری عرض البلد کے درمیان پڑتا ہے۔ اس علاقہ میں دن خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ۲۴ گھنٹے میں اوقات کی ظاہری علامتیں ممتاز ہوتی ہیں۔

منطقہ ثانیہ:

یہ شمال وجنوب میں ۴۸/ڈگری اور ۶۶/ڈگری عرض البلد کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اس علاقہ میں سال کے بعض دنوں میں اوقات کی بعض فلکیاتی علامتیں معدوم ہو جاتی ہیں، مثلاً وہ شفق غائب نہیں ہوتا ہے جس سے عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے اور مغرب کا وقت دراز ہو کر فجر میں داخل ہو جاتا ہے۔

منطقہ ثالثہ:

یہ شمال وجنوب میں قطبین کی طرف ۶۶/ڈگری عرض البلد کے اوپر واقع ہوتا ہے اور اس میں سال کے بڑے حصہ میں دن یا رات میں اوقات کی ظاہری علامتیں معدوم ہو جاتی ہیں۔

چہارم: منطقہ اولی کا حکم یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والے نمازیں ان کے شرعی اوقات میں ادا کریں گے، شرعی وقت پر روزہ رکھیں گے، یعنی فجر صادق کے ظاہر ہونے سے غروب شمس تک، جیسا کہ نصوص شرعیہ میں ہے، اگر کوئی شخص کسی دن کا روزہ نہ رکھ سکے یا طول وقت کے باعث دن کا روزہ مکمل نہ کر سکے تو دوسرے مناسب دنوں میں قضا کر لے۔

پنجم: منطقہ ثانیہ کا حکم یہ ہے کہ فجر اور عشاء کی نمازوں کا وقت اس سے قریب تر جگہ جہاں دونوں نمازوں کے اوقات نمایاں ہوں، وہاں کی رات کا اندازہ کر کے متعین کیا جائے، اکیڈمی کی رائے میں ۴۵ر ڈگری عرض البلد کا علاقہ اس سلسلہ میں قریب ترین جگہ ہوگی جہاں عبادت اور اوقات میں امتیاز آسان ہوتا ہے، لہذا ۵۱ ۴ر ڈگری عرض البلد میں اگر عشاء کا وقت مثال کے طور پر ایک تہائی رات کے بعد شروع ہوتا ہے تو اسی وقت میں وہاں بھی عشاء کا وقت سمجھا جائے جہاں تعیین اوقات مطلوب ہے۔ یہی حکم فجر کے بارے میں بھی ہے۔

ششم: منطقہ ثالثہ کا حکم یہ ہے کہ اس میں تمام نمازوں کے اوقات ۴۵ر ڈگری عرض البلد والے علاقہ کی نمازوں کے اوقات پر قیاس کر کے متعین کئے جائیں گے، اس طرح کہ قطبین کی جانب ۶۶ر ڈگری کے منطقہ میں ۲۴ر گھنٹے کی تقسیم اس طرح کی جائے گی جس طرح ۴۵ر ڈگری عرض البلد کے علاقہ میں موجود اوقات کی تقسیم کی جاتی ہے، جو آٹھ گھنٹے کے برابر ہوگا، لہذا اگر سورج آٹھ بجے ڈوبے گا اور عشاء کا وقت ۱۱ر بجے ہوگا تو اسی حساب سے اس جگہ میں بھی تعیین اوقات ہوگی جہاں مطلوب ہے، اور اگر ۶۶ ڈگری عرض البلد والے علاقہ میں فجر کا وقت صبح کے دو بجے ہوگا تو اس مطلوبہ جگہ میں بھی فجر کا وقت اسی طرح مانا جائے گا اور روزہ بھی اس وقت سے شروع ہو کر مقررہ وقت مغرب تک رکھا جائے گا۔

اس کی بنیاد وہ حدیث دجال ہے جس میں آیا ہے کہ ”ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! دجال زمین میں کتنے دن ٹھہرے گا، آپؐ نے فرمایا: ۴۰ر دن، ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، یہاں تک کہ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں صرف ایک دن و رات کی

نمازیں پڑھی جائیں گی، فرمایا: نہیں، اس دن کے لئے اس کا اندازہ کرو' (مسلم اور ابوداؤد)۔

نوٹ: استاذ مصطفیٰ احمد زرقاء کی رائے ہے کہ طویل عرض البلد کے علاقوں میں نماز اور روزہ کے لئے حجاز یا جزیرۃ العرب میں سال کے سب سے چھوٹے دن اور رات کو معیار بنایا جائے)۔

والله ولي التوفيق، والصلاة والسلام على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبد الرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل	مصطفیٰ احمد زرقاء	محمد محمود صواف
[.....]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[.....]
ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[.....]
ڈاکٹر بکر ابوزید	یوسف القرضاوی	محمد بن سالم بن عبدالودود

[دستخط]	[.......]	[دستخط]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	ڈاکٹر محمد الہواری
(کنوینر)		(فلکیاتی کمیٹی کے نمائندہ)

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے)۔

ساتواں فیصلہ:

زکاۃ میں مجاہدین کے حصہ کو ان کی صحت وتربیت اور ذرائع ابلاغ سے متعلق پروجیکٹوں میں صرف کرنا

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده سيدنا ونبينا محمد، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے نویں سمینار منعقدہ دفتر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۱۲/رجب ۱۴۰۶ھ تا ۱۹/رجب بروز سنیچر ۱۴۰۶ھ میں کویت کی جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی کے ماتحت قائم کمیٹی برائے دعوت اسلامی کے صدر کی طرف سے بھیجا گیا یہ سوال زیر بحث آیا کہ کیا افغان مجاہدین کے لئے جمع کئے گئے دعوت اسلامی کے مد کے مال ان کی صحت وتربیت اوران سے متعلق ذرائع ابلاغ کے پروجیکٹوں میں لگائے جاسکتے ہیں، صدر مجلس نے اجلاس میں اس سوال کے پیش کرنے کا حکم دیا تھا۔

اجلاس نے اس موضوع سے متعلق ممبران کے جوابات پر غور کیا، اس سے پہلے اس موضوع پر منظور کی جانے والی قراردادوں نیز مملکت کے ھیئۃ کبار العلماء کے فتووں کا جائزہ لیا، اس سلسلہ میں جو مباحثے ہوئے ان کو سنا اور یہ فیصلہ کیا کہ سوال میں ذکر کئے گئے مدوں میں ان اموال کو صرف کرنا جائز ہے، اس کے متعدد وجوہ ہیں:

اول: جہاں تک ان کے مستحق ہونے کا تعلق ہے تو بحیثیت مجاہدین اور مہاجرین کے وہ فقراء یا مساکین یا مسافرین ہیں، حتی کہ جو اپنے شہر میں صاحب زمین وجائداد بھی تھا وہ ہجرت

اور جلاوطنی کے بعد ان سے محروم ہو کر مسافر ہو گیا اور فقراء اور محتاجوں پر مال زکاۃ کو خرچ کرنا ان کے کھلانے اور پلانے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کی انھیں ضرورت ہو اور ان کی زندگی کی تنظیم اس سے ہوتی ہو، ان کی صحت اور تعلیم سے متعلق منصوبے بھی اسی کے ذیل میں آتے ہیں جن کو موجودہ زندگی کی ضرورتوں میں سمجھا جاتا ہے۔

امام نوویؒ نے اپنے شافعی اصحاب سے نقل کیا ہے کہ کفایت میں اعتبار روٹی، کپڑا اور مکان کا ہوگا، ان کے علاوہ ان چیزوں کا اعتبار ہوگا جن کی اسے ضرورت ہو اور جو اس جیسے شخص اور اس کے زیر کفالت افراد کے حسب حال ہوں (المجموع ۶/۱۹۰)۔

امام شافعی کا جملہ ''وہ تمام چیزیں جن کی اسے ضرورت ہو'' ایک عام جملہ ہے، اس میں زمان ومکان اور احوال کی تبدیلی سے بدلنے والی ضرورتیں بھی داخل ہیں، ہمارے زمانہ میں تعلیم اور صحت کے ادارے نفس اور عقل کی حفاظت کا تتمہ شمار ہوتے ہیں اور یہ دونوں شرع کی معتبر پانچ ضروریات میں داخل ہیں، بلکہ کفایت میں فقہاء نے شادی اور اہل علم کے لئے علمی کتابیں بھی داخل کی ہیں، (حنبلی مسلک کی کتاب) ''الانصاف'' میں نقل کیا گیا ہے کہ فقیر کے لئے کتابیں خریدنے کے مقصد سے بھی زکاۃ لینی جائز ہے، کیونکہ علمی کتابیں اس کے دینی اور دنیاوی فائدہ کے لئے ضروری ہیں (۳/۱۶۵، ۲۱۸)۔

دوم: اس کے علاوہ سوال میں مذکور منصوبوں میں انفاق مصرف فی سبیل اللہ کے تحت بھی آئے گا، حتی کہ تب بھی جب فی سبیل اللہ کو صرف عسکری جہاد کے لئے مخصوص مانا جائے، کیونکہ جہاد آج صرف مجاہدین کی ذات پر ہی منحصر نہیں، بلکہ داخلی محاذ کو پر امن بنانا اور اس کو قوت فراہم کرنا بھی ایک لازمی جز ہے جسے آج کی اصطلاح میں عسکری اسٹریٹجی کہتے ہیں۔

مہاجرین کو جو مشکلات اور مصیبتیں پیش آئی ہیں وہ جنگ کے کچھ اثرات ونتائج ہیں، لہذا ان کی دیکھ ریکھ اور ان کو مناسب زندگی مہیا کرنا، ان کے بچوں کی تعلیم اور علاج کرنا ضروری ہے تاکہ مجاہدین کو یہ اطمینان رہے کہ ان کے اہل وعیال ان کی غیر موجودگی میں ضائع نہیں ہوں گے، اس طرح وہ استقلال و پامردی کے ساتھ محاذ پر ڈٹے رہیں گے، اس جہت سے کوئی بھی کمی اور کمزوری جہاد کو نقصان پہنچائے گی۔

اس کی تائید ایک صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے: "من خلف غازياً في أهله بخير فقد غزا" (جس نے کسی غازی کے اہل وعیال کی خبر گیری کی اس نے بھی جہاد کیا)، اس میں مجاہد اور غازی کے کنبہ کی پرورش کو جہاد وغزوہ میں شمار کیا گیا ہے، لہذا اس میں انفاق بھی جہاد فی سبیل اللہ میں شمار ہوگا۔

اسی بنیاد پر بعض فقہاء نے صراحت کی ہے کہ غازی کو فی سبیل اللہ کی مد سے اس کے اپنے اور اہل وعیال کے اخراجات کے لئے دیا جائے گا جو اس کے جانے، ٹھہرنے اور واپس آنے کے لئے ہو (المجموع ۶/ ۲۲۷)۔

جہاں تک ذرائع ابلاغ کی سرگرمیوں کا تعلق ہے تو آج یہ بھی کامیاب جنگ کے لوازم میں شمار ہوتا ہے اور فوجی امور کے ماہرین اس پر متفق ہیں۔ مجاہدین کو جہاد پر آمادہ کرنے اور ان کی معنوی روح کو تقویت پہنچانے کے لئے یہ ضروری ہیں، ان کے پس پشت شہریوں اور معاونین کے دلوں میں اعتماد بحال رکھنے اور بھروسہ قائم رکھنے کے لئے بھی یہ لازمی ہیں، دشمنوں کے دلوں میں خوف پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہیں، کیونکہ فتح رعب سے بھی ملتی ہے، اسی طرح رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے اور اپنے مسئلہ کی حمایت حاصل کرنے کے لئے بھی یہ تمام سرگرمیاں ضروری ہیں۔ اور شرعی اصول ہے کہ واجب کے حصول کا ذریعہ بھی واجب کے حکم میں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ جہاد باللسان کی ایک قسم ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے عموم میں داخل ہے: "وجاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم" (مشرکین سے اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبان سے جہاد کرو)۔

اسی بنیاد پر اکیڈمی کی رائے میں سوال میں مذکور مدات میں اموال زکاۃ کو صرف کرنا جائز ہے، واللہ اعلم۔

واللہ ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: شیخ صالح بن فوزان کی رائے ہے کہ زکاۃ کو آٹھ مصارف میں محدود رکھا جائے، شیخ محمد بن عبداللہ بن السبیل اور ڈاکٹر بکر ابوزید کے نزدیک فی سبیل اللہ کا مصرف مجاہدین کے لئے خاص ہے اور شیخ محمد رشید قبانی کی رائے میں فی سبیل اللہ کی رقم صرف رضا کار مجاہدین اور آلات حرب پر خرچ ہوگی، سوال میں مذکور مقاصد کے حصول کے لئے نفلی صدقات خرچ کئے جائیں)۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن سبیل	مصطفیٰ احمد زرقاء	محمد محمود صواف
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن عثیمین	محمد رشید قبانی	محمد الشاذلی النیفر
[دستخط]	[دستخط]	[.....]
ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	محمد الحبیب بن الخوجہ
[دستخط]	[دستخط]	[.....]
ڈاکٹر بکر ابوزید	یوسف القرضاوی	محمد بن سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[.......]	
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	
(کنوینر)		

(نوٹ: شیخ عبدالقدوس ہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اجلاس میں شریک نہیں ہوسکے)۔

دسویں سمینار

منعقدہ ۲۴-۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

مطابق ۱۷-۲۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: لاش کا پوسٹ مارٹم

☆ دوسرا فیصلہ: موت کے بارے میں قطعی حکم اور انسانی جسم سے طبی آلات کی علاحدگی

☆ تیسرا فیصلہ: باکسنگ، فری اسٹائل فائٹنگ اور بیل کے ساتھ کشتی

☆ چوتھا فیصلہ: بجلی کے شاک سے ماکول اللحم جانور ذبح کرنا

☆ پانچواں فیصلہ: ''بنکوں کے بارے میں شریعت اسلامی کا موقف'' کے
موضوع پر مشیر قانونی ابراہیم بن عبداللہ الناصر کی تحقیق اور اس کا جائزہ

☆ چھٹا فیصلہ: بین الاقوامی اسلامی ریلیف کمیٹی شمالی امریکہ کے سوالات

☆ ساتواں فیصلہ: رابطہ کو مال اور سامان کی صورت میں حاصل ہونے والے عطیات
اوران کے مصارف سے متعلق رابطہ کے اسلامی ریلیف بورڈ کے سوالات

☆ آٹھواں فیصلہ: کیسٹ میں قرآن کریم کی ریکارڈنگ

☆ نواں فیصلہ: مختلف مسالک کے درمیان فقہی اختلاف
اوران کے بعض متبعین کا مسلکی تعصب

☆ دسواں فیصلہ: افغانستان کے بارے میں عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے اپیل

☆ گیارہواں فیصلہ: وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے سے متعلق
جناب ابوبکر محی الدین کا سوال

☆ بارہواں فیصلہ: مسئلہ فلسطین پر عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے اپیل

پہلا فیصلہ:

لاش کا پوسٹ مارٹم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم۔

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۲۴-۲۸/صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷-۲۱/اکتوبر ۱۹۸۷ء میں مذکورہ موضوع پر غور وخوض اور مباحثہ کیا گیا۔

اکیڈمی نے محسوس کیا کہ لاشوں کا پوسٹ مارٹم ایک ایسی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر پوسٹ مارٹم کی مصلحت انسانی لاش کی بے حرمتی کے مفسدہ پر فوقیت رکھتی ہے۔

چنانچہ اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول: مندرجہ ذیل مقاصد کے تحت لاشوں کا پوسٹ مارٹم جائز ہے:

الف- اگر تعزیراتی مقدمہ میں موت یا جرم کے اسباب کی دریافت قاضی کے لئے دشوار ہو اور پوسٹ مارٹم کے ذریعہ ہی اس کی دریافت ہو سکتی ہو۔

ب- اگر پوسٹ مارٹم کے متقاضی امراض کی دریافت مطلوب ہو تا کہ اس کی روشنی میں ان امراض کے لئے مناسب علاج اور ضروری احتیاطی اقدامات کئے جا سکیں۔

ج- اگر طب کی تعلیم وتدریس مقصود ہو جیسا کہ میڈیکل کالجز میں رائج ہے۔

دوم: بغرض تعلیم پوسٹ مارٹم میں درج ذیل شرائط کی رعایت ضروری ہے:

الف۔ لاش اگر کسی معلوم شخص کی ہو تو موت سے قبل حاصل کی گئی خود اس کی اجازت یا موت کے بعد وارثین کی اجازت ضروری ہے، معصوم الدم لاش کا پوسٹ مارٹم بغیر ضرورت کے نہیں ہونا چاہئے۔

ب۔ پوسٹ مارٹم بقدر ضرورت ہی کیا جائے تا کہ لاشوں کے ساتھ کھلواڑ کی صورت نہ پیدا ہو۔

ج۔ خواتین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم خواتین ڈاکٹروں کے ذریعہ ہی کرنا ضروری ہے سوائے اس صورت کے جب خاتون ڈاکٹرس نہ ملیں۔

سوم: تمام حالات میں پوسٹ مارٹم شدہ لاش کے تمام اجزاء کی تدفین واجب ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان کو طبی تعلیم کے مقصد سے مسلم لاش کے پوسٹ مارٹم کے جواز سے اتفاق نہیں ہے، اسی طرح محمد بن عبداللہ السبیل کو دفعہ اول کی شق ''ج'' کے بارے میں تحفظ ہے اور ڈاکٹر بکر ابوزید اس کے مخالف ہیں اور تعلیم اور امراض کی تحقیق کے لئے مسلم لاش کے پوسٹ مارٹم کے جواز سے متفق نہیں ہیں۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

دوسرا فیصلہ:

موت کے بارے میں قطعی حکم اور انسانی جسم سے طبی آلات کی علاحدگی

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده، سیدنا ونبینا محمد وعلی آله وصحبه وسلم، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۲۴؍صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷؍اکتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸؍صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱؍اکتوبر ۱۹۸۷ء میں اس موضوع پر غور کیا کہ کیا یقینی طبی علامات کے ذریعہ موت کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور یہ کہ شدید نگہداشت (Intensive Care) کی حالت میں مریض کے جسم سے لگے ہوئے زندہ رکھنے کے آلات کو ہٹا لینے کا کیا حکم ہے؟ اجلاس میں سعودی عرب کی وزارت صحت نیز ماہر اطباء کی طرف سے پیش کئے گئے زبانی اور تحریری بیانات و آراء پر غور کیا گیا، اجلاس میں تنظیم اسلامی کانفرنس کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) میں اس سلسلہ میں کئے گئے فیصلہ نمبر (۵) مؤرخہ ۳؍۷؍۱۹۸۶ء کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔

موضوع کے تمام پہلوؤں پر غور وخوض کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

جس مریض کے جسم میں زندگی برقرار رکھنے والے آلات لگے ہوں، اگر اس کے دماغ کی کارکردگی مکمل طور پر بند ہو جائے اور تین ماہر ڈاکٹر اس بات پر متفق ہوں کہ اب دماغ کی یہ کارکردگی دوبارہ بحال نہیں ہوسکتی تو اس مریض کے جسم سے لگے ہوئے آلات ہٹا لینا

درست ہے، خواہ ان آلات کی وجہ سے مریض میں حرکت قلب اور نظام تنفس قائم ہو، البتہ مریض کی موت شرعاً اس وقت سے معتبر مانی جائے گی جب ان آلات کے ہٹانے کے بعد قلب اور تنفس اپنا کام بند کر دیں۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: شیخ محمد بن جبیر کے نزدیک اگر ڈاکٹر فیصلہ کر دیں کہ مریض کے دماغ کی پوری کارکردگی ختم ہو چکی ہے تو اسے مردہ قرار دے دیا جائے گا اور شیخ مصطفیٰ احمد زرقاء کو بھی مذکورہ فیصلہ کے آخری جزء ''البتہ مریض کی موت شرعاً....الخ'' سے اختلاف ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط نہیں ہے]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہوسکے۔

تیسرا فیصلہ:

باکسنگ، فری اسٹائل فائٹنگ اور بیل کے ساتھ کشتی

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه، وعلى آله وصحبه، وسلم ، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ از سنیچر ۲۴رصفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷راکتوبر ۱۹۸۷ء تا بدھ ۲۸رصفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱راکتوبر ۱۹۸۷ء میں باکسنگ، فری اسٹائل فائٹنگ جنہیں صحیح جسمانی ورزش تصور کیا جاتا ہے نیز بعض غیر مسلم ممالک میں رائج بیلوں کے ساتھ کشتی کے موضوع پر غور کیا، ورزشی کھیلوں کے نام پر ہونے والی ان کشتیوں کو اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ٹیلی ویژن کے پروگراموں پر بھی نشر کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں اکیڈمی کے گذشتہ اجلاس میں تشکیل دی گئی ماہر اطباء کی کمیٹی کی تحقیقات اور ان کھیلوں کے خطرناک نتائج کے اعداد و شمار پر غور کرنے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: باکسنگ:

اجلاس کی متفقہ رائے ہے کہ ان دنوں باکسنگ (مکے بازی) کے جو مقابلے منعقد ہوتے ہیں وہ شریعت اسلامی میں بالکل حرام ہیں، کیونکہ ان میں فریق مقابل کو ایسی شدید جسمانی اذیت پہنچانے کو بالکل جائز تصور کیا جاتا ہے جس سے ہوسکتا ہے کہ مد مقابل اندھے پن، سخت نقصان، دماغی چوٹ یا گہرے ٹوٹ پھوٹ بلکہ موت سے بھی دو چار ہو جائے، اس میں مارنے

والے پر اس نقصان کی کوئی ذمہ داری بھی عائد نہیں ہوتی ہے، جیتنے والے کے حامیوں کو اس کی جیت پر خوشی اور مدمقابل کی اذیت پر مسرت ہوتی ہے جو اسلام میں ہر اعتبار سے حرام اور نا قابل قبول ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة" [سورہ البقرہ/ ۱۹۵] (اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو) نیز ارشاد ہے: "ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيماً" [سورہ النساء/ ۲۹] (اور تم اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے)۔

نبی کریم علیہ کا فرمان ہے: "لا ضرر ولا ضرار" (نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ)۔

فقہاء اسلام نے صراحت سے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا خون دوسرے کے لئے مباح کر دے اور کہے کہ مجھے قتل کردو تو بھی اس کا قتل جائز نہیں ہے، اگر دوسرا شخص ایسا کرتا ہے تو وہ اس کا ذمہ دار اور سزا کا مستحق ہوگا۔

لہذا اکیڈمی طے کرتی ہے کہ باکسنگ نہ تو جائز ہے اور نہ اسے جسمانی ورزش کا نام دینا صحیح ہے، کیونکہ ورزش میں مشقت ہوتی ہے، دوسرے کو ایذاء یا ضرر پہنچانا نہیں ہوتا، علاقائی ورزشی پروگراموں کی فہرست سے اسے خارج کرنا اور اس کے عالمی مقابلوں میں شرکت نہ کرنا واجب ہے، اکیڈمی یہ بھی فیصلہ کرتی ہے کہ ٹی وی پروگراموں پر انہیں نشر کرنا جائز نہیں ہے، تاکہ نئی نسل کے بچے انہیں سیکھنے اور نقل کرنے سے محفوظ رہیں۔

دوم: فری اسٹائل فائٹنگ:

فری اسٹائل فائٹنگ جس میں لڑنے والے ایک دوسرے کی ایذا رسانی کو مباح سمجھتے ہیں، اکیڈمی کے اس اجلاس کے خیال میں پوری طرح باکسنگ کے مشابہ ہے، دونوں کی ظاہری شکلوں میں فرق کے باوجود وہ تمام شرعی ممنوعات جن کا باکسنگ کے تحت ذکر ہوا، فری اسٹائل

فائٹنگ میں بھی پائی جاتی ہیں جن کے مقابلے منعقد ہوتے ہیں، لہذا یہ بھی شرعاً حرام ہیں، کشتی کی دوسری شکلیں جو محض جسمانی ورزش کے لئے کھیلی جاتی ہیں اور ان میں ایذاء رسانی کو مباح نہیں سمجھا جاتا ہے شرعاً جائز ہیں، اور اجلاس کے خیال میں ان میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔

سوم: بیلوں کے ساتھ کشتی:

بعض ممالک میں بیلوں کے ساتھ کشتی کا رواج ہے، اس میں تربیت یافتہ مسلح انسان اپنی مہارت سے مدمقابل بیل کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، اسلام کی نظر میں یہ بھی شرعاً حرام ہے، کیونکہ اس میں جانور کو ایذاء پہنچا کر اور جسم میں نیزے بھونک کر قتل کیا جاتا ہے اور بیشتر اوقات خود بیل بھی اپنے مقابل انسان کو ختم کر دیتا ہے، یہ لڑائی ایک وحشیانہ عمل ہے جسے اسلامی شریعت تسلیم نہیں کرتی ہے، رسول کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ "ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا، نہ اسے کھلاتی پلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی ہی تھی کہ وہ خود گھوم پھر کر زمین سے کھالے، اپنے اس عمل کی وجہ سے وہ عورت جہنم میں ڈالی گئی"، لہذا جب بلی کو باندھ کر رکھنے سے قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونا پڑے تو بیل کو اسلحہ سے تکلیف پہنچا پہنچا کر مار ڈالنا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

چہارم: جانوروں کی لڑائی:

اکیڈمی طے کرتی ہے کہ بعض ممالک میں اونٹوں، مینڈھوں، مرغوں وغیرہ کے لڑانے کا جو رواج ہے جن میں ایک جانور دوسرے کو زخمی یا ختم کر دیتا ہے، یہ بھی حرام ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

اس موضوع کے مناقشہ میں ڈاکٹر محمد عبداللہ عبدالواحد بھی کویت سے تشریف لائے۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

چوتھا فیصلہ:

بجلی کے شاک سے ماکول اللحم جانور ذبح کرنا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا محمد وعلى آله وصحبه، وسلم۔ أما بعد!

اکیڈمی نے اس موضوع پر غور وفکر اور بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل فیصلے کئے:

اول: اگر ماکول اللحم جانور کو بجلی کا شاک لگایا جائے، پھر اسے زندہ حالت میں ذبح یا نحر کیا جائے تو یہ شرعی ذبح ہے اور اس جانور کا کھانا اس آیت قرآنی کے عموم کی وجہ سے حلال ہے: **"حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما أكل السبع إلا ما ذكيتم"** [سورہ المائدہ/ ۳] (تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرجاوے اور جو کسی ضرب سے مرجاوے اور جو اونچے سے گر کر مرجاوے اور جو کسی کی ٹکر سے مرجاوے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو ذبح کرڈالو)۔

دوم: وہ جانور جسے بجلی کا شاک دیا جائے اور ذبح یا نحر کرنے سے پہلے اس کی روح نکل جائے مردار ہے، اس کا کھانا حرام ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد: **"حرمت عليكم الميتة..."** عام ہے۔

سوم: بجلی کے انتہائی تیز شاک لگانا ذبح سے پہلے جانور کو تکلیف پہنچانا ہے جو اسلام میں ممنوع ہے، اسلام جانور کے ساتھ شفقت اور نرمی کا حکم دیتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالی نے ہر کام میں اچھائی اور نرمی کا حکم دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو حسن سلوک اور نرمی کے ساتھ قتل کرو اور ذبح کرو تو حسن سلوک اور نرمی کے ساتھ ذبح کرو' اور اپنی چھری کو تیز کرلو اور جانور کو راحت پہنچاؤ (مسلم)۔

چہارم: اگر بجلی کے شاک ہلکے اور معمولی ہوں کہ جانور کو اس سے تکلیف نہ پہنچتی ہو اور اس سے مقصود یہ ہو کہ ذبح سے جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچے اور اس کی قوت مدافعت میں کمی آجائے تو اس مصلحت کے پیش نظر اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفٰی احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

پانچواں فیصلہ:

"بنکوں کے بارے میں شریعت اسلامی کا موقف" کے موضوع پر مشیر قانونی ابراہیم بن عبداللہ الناصر کی تحقیق اور اس کا جائزہ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز شنبہ ۲۴/صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷/اکتوبر ۱۹۸۷ء تا بدھ ۲۸/صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱/اکتوبر ۱۹۸۷ء میں مؤسسۃ النقد السعودی کے مشیر قانونی ابراہیم عبد اللہ الناصر کے مقالہ کا جائزہ لیا جس میں سودی قرض اور متعین شرح پر مضاربت کے جواز کا دعوی کیا گیا ہے۔

اکیڈمی اس تحریر کو درج ذیل وجوہات کی بناء پر بالکل ہی غلط اور باطل قرار دیتی ہے۔

اول: مقالہ نگار نے سودی قرض جس کے بارے میں قرآنی حکم نازل ہوا تھا کو دور جاہلیت کے ربا سے علاحدہ قرار دیتے ہوئے جائز قرار دیا ہے، یہ قرآن وحدیث اور اجماع کے سراسر خلاف ہے۔

دوم: دین کے بنیادی اور لازمی امور سے ناواقفیت کی بناء پر یا تجاہل برتتے ہوئے حقائق کو الٹ پلٹ کر پیش کیا گیا ہے اور بنک سے سودی قرض لینے کو مباح تجارت اور مشروع مضاربت تصور کیا گیا ہے۔

سوم: بعض معاصرین کی بے بنیاد اور دلائل سے عاری تحریروں کا سہارا لے کر مقررہ شرح منفعت کے ساتھ مضاربت کو درست قرار دیا گیا ہے جو فقہاء کی متفقہ رائے کے خلاف ہے۔

چہارم: ظالمانہ اور جسارت آمیز دعوی کیا گیا ہے کہ غیر سودی بنکوں کا قیام ناممکن ہے اور بنکوں کے بغیر اسلام کے لئے طاقت کا حصول ناممکن ہے اور سودی قرض دینے والے بنک زندگی کے لئے لازمی مصلحت ہیں، حالانکہ امت مسلمہ بغیر بنکوں کے اب تک پوری قوت کے ساتھ موجود رہی ہے اور خود موجودہ دور میں متعدد اسلامی ممالک میں سرمایہ کار بنکوں کا قیام مذکورہ دعوی کو کھوکھلا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

نیز یہ دعوی کہ سودی قرض دینے والے بنک لوگوں کی مصلحت آمیز ضرورت ہیں، بالکل غلط ہے، حقیقت یہ ہے کہ سود لوگوں کے لئے مفسدہ ہے، اگر اسے مصلحت کہا بھی جائے تو یہ ازروئے شرع ناقابل اعتبار ہے، کیونکہ سود کی حرمت دلائل سے ثابت ہے۔

پنجم: مذکورہ تحریر کو اجتہاد کا نام دیا گیا ہے، حالانکہ واضح نصوص اور قطعی اجماع کی مخالفت کی وجہ سے ایسا اجتہاد باطل ہے، اس میں مقاصد شریعت سے نابلد لوگوں کے بودے اور بے بنیاد شبہات کو نقل کر کر کے کہا گیا ہے کہ قرض کی مدت کے دوران قرض دینے والا اپنے مال سے محروم رہتا ہے اور سود اسی محرومی کا عوض ہوتا ہے، یہ سود کو حلال کرنے کی یہودی کوشش کے مشابہ ہے۔

اکیڈمی اسلامی شریعت کے موضوع پر لکھنے والے تمام لوگوں کو متنبہ کرتی ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور جو کچھ بھی لکھیں واضح دلائل کی بنیاد پر لکھیں، ان کی ہر تحقیق بصیرت کی بنیاد پر ہو، وہ شبہات پھیلانے اور مسلمانوں کے دین کو ان کی نظر میں مشتبہ بنانے سے باز رہیں، اللہ کا قول برحق ہے اور ہدایت اسی کے ہاتھ میں ہے۔

وصلى الله على نبينا وسيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،
والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[کنویز]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

چھٹا فیصلہ:

بین الاقوامی اسلامی ریلیف کمیٹی شمالی امریکہ کے سوالات

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم۔ أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ از روز سنیچر ۲۴؍صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷؍اکتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸؍صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱؍اکتوبر ۱۹۸۷ء میں بین الاقوامی اسلامی ریلیف کمیٹی کی طرف سے پیش کئے گئے مندرجہ ذیل دو سوالات زیر بحث آئے:

پہلا سوال: غیر مسلموں سے اعانت وچندہ لینا کیسا ہے؟

دوسرا سوال: کیا کسی ادارہ میں کام کرنے والوں کو آمدنی کا اتنا حصہ جو پندرہ فیصد (۱۵٪) سے زیادہ نہ ہو، اس غرض سے دیا جاسکتا ہے کہ اس سے ان کی ضروریات زندگی پوری ہوں اور کام کا تسلسل برقرار رہے؟

مذکورہ دونوں سوالات پر غور وخوض کیا گیا، پہلے سوال کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ:

اگر یہ اعانت صرف مالی ہو اور دینے والوں کی طرف سے اطمینان ہو، نیز یہ کہ اس کے لینے سے مسلمانوں کو اس قسم کا کوئی نقصان بھی نہ ہو کہ دینے والے اس سے اپنے مسلمان مخالف مقاصد پورے کریں یا اعانت دے کر انہیں ذلیل کریں تو اس صورت میں اجلاس کی

رائے ہے کہ یہ محض ایک تعاون اور مدد ہے اور اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ابن حضرمی کی دیت کے سلسلہ میں تعاون طلب کرنے کے لئے بنونضیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے تھے جن سے آپ ﷺ کا معاہدہ تھا۔

دوسرے سوال کے بارے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ:

مقررہ تناسب سے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اجلاس کی رائے میں تناسب متعین نہ کیا جائے، انہیں اجرت مثل یا اس سے کم دی جائے اور ان کو کاموں کے بقدر دیا جائے، کیونکہ یہ اموال دراصل مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگوں کی اعانت کے لئے ہوتے ہیں، لہذا ان کو ان ہی مصارف میں صرف کرنا ضروری ہے جن کے لئے یہ حاصل کئے گئے ہیں، کام کرنے والوں کو ان کے کام کے مطابق اجرت دی جاسکتی ہے جس طرح زکاۃ کی رقم سے عاملین کو اجرت دی جاتی ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ پہلے ایسے لوگ تلاش کئے جائیں جو رضا کارانہ ان کاموں کو انجام دینے کے لئے تیار ہوں، اسی طرح یہ بھی دیکھا جائے کہ جو لوگ کام کررہے ہیں ان کی واقعی ضرورت کیا ہے، اس کا اندازہ اسلامی اداروں اور تنظیموں کے ذمہ داران خود لگائیں، کام کرنے والوں پر نہ چھوڑ دیں۔

اسلامی اداروں اور تنظیموں کی انتظامی کمیٹی یا ان کے نظام کے مطابق عمومی میٹنگوں میں اس کا تعین کیا جائے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ، وسلم تسلیماً کثیراً،

والحمد للہ رب العالمین۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبد الرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

ساتواں فیصلہ:

رابطہ کو مال اور سامان کی صورت میں حاصل ہونے والے عطیات اور ان کے مصارف سے متعلق رابطہ کے اسلامی ریلیف بورڈ کے سوالات

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ از روز سنیچر ۲۴ رصفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷ را کتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸ رصفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱ را کتوبر ۱۹۸۷ء میں ان چار سوالات پر غور کیا جو رابطہ کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کی طرف سے ادارہ برائے تحقیقات علمی اور شعبۂ افتاء ودعوت وارشاد کے سکریٹری جنرل شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے پاس بھیجے گئے تھے، اکیڈمی نے ان پر غور وخوض کے بعد درج ذیل جوابات دیئے:

سوال-۱: رابطہ کے پاس مخصوص مدوں کے لئے عطیات آتے ہیں، کیا رابطہ ان عطیات سے ان کو جمع کرنے والے، ان کا نظم کرنے والے اور انہیں ان کے مستحقین تک پہنچانے کا کام کرنے والے عملہ کی تنخواہیں دے سکتا ہے؟

جواب: مستحقین تک پہنچانے اور مقررہ مدوں میں ان کے خرچ پر آنے والے اخراجات خواہ وہ ملازمین کی تنخواہیں ہوں، مزدوروں کی اجرت ہو، ٹرانسپورٹ کے اخراجات ہوں، ان عطیات کے حصول کے لئے سفر کرنے والوں کے ٹکٹ اور دیگر ایسے تمام اخراجات

جن کے بغیر یہ عطیات اپنے مستحقین تک نہیں پہنچ سکتے، ان سے ادا کئے جاسکتے ہیں۔ یہ اخراجات اگر مال زکاۃ سے ادا کئے جارہے ہوں تو ان لوگوں کو عاملین زکاۃ تصور کیا جائے گا اور اگر نفلی صدقات وعطیات وغیرہ سے ادا کئے جارہے ہوں تو انہیں محصلین پر قیاس کر کے بدرجہ اولی اسے جائز قرار دیا جائے گا، ان اخراجات میں درج ذیل دو امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

اول: ادائیگی عملہ اور عاملین کے کاموں اور ضروری اخراجات کے بقدر ہی کی جائے۔

دوم: تنخواہیں اور اخراجات وقتی ہوں، بایں معنی کہ نہ تو دوسرے کاموں پر انہیں ان اموال سے تنخواہیں دی جائیں اور نہ کام ختم ہونے کے بعد اس کا سلسلہ جاری رہے۔

سوال-۲: رابطہ کے پاس مخصوص مدوں کے لئے آنے والے اموال کیا ایسے ہنگامی حالات پر خرچ کئے جاسکتے ہیں جن سے اچانک مسلمان دوچار ہوجاتے ہیں، جیسے آفات و حوادث وغیرہ کہ اس وقت ان اموال کے مقررہ مدوں کی بہ نسبت مصیبت زدہ لوگ ان کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔

جواب: مقررہ مدوں کے اموال کو دوسرے مدوں یا افراد پر خرچ کرنا اصلاً تو درست نہیں ہے کہ اس سے عطیہ دینے والے کے مقصد اور ہدایت کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس میں صدقہ اور عطیہ کے مقصود پر زیادتی پائی جاتی ہے، اسی لئے ان کو ان کے مقرر کردہ مدوں ہی میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ علماء کرام نے ان اوقاف ووصایا کے باب میں جو کسی خاص مد و جہت پر وقف ووصیت ہوں مد اور جہت کی پابندی کی صراحت کی ہے اور یہ اسی کے مشابہ ہے۔

لیکن اگر بعض مسلمانوں کو انتہائی سنگین ضرورت پیش آجائے جن کی تلافی اس مد سے خرچ کئے بغیر ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں شرعاً جواز ہوجائے گا، اللہ تعالی نے مضطر اور سخت ضرورت مند شخص کو مردار کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے، اسی طرح ایسی حالت میں دوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر بھی مباح قرار دیا ہے، صرف ضرورت کی حالت میں ہی

ایسی تبدیلی کی گنجائش ہے اور ضرورت کا تعین رابطہ عالم اسلامی کرے گا۔

سوال-۳: رابطہ کے پاس دنیا کے مسلم یتیم بچوں کی نگہداشت کے لئے اموال آتے ہیں، ایسے لوگ دستیاب نہیں ہیں جو رضا کارانہ یہ کام انجام دیں اور خود رابطہ میں ایسا کوئی نظام نہیں ہے کہ وہ ان کو ان کے مصارف میں خرچ کر سکے، تو کیا رابطہ کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اس پروگرام کے نفاذ اور دنیا کے مختلف حصوں میں بکھرے ان کے کیمپوں تک ان عطیات کو پہنچانے پر آنے والے انتظامی اخراجات اور اس پروگرام سے وابستہ لوگوں کی تنخواہیں ان سے ادا کرے؟

جواب: شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں کہ یتیم مسلم بچوں کے لئے حاصل ہونے والے ان عطیات کی وصولی اور تقسیم پر آنے والے انتظامی اخراجات ان ہی اموال سے پورے کئے جائیں، کیونکہ یہ ایک عظیم خدمت اور مصلحت ہے اور یہ اس امدادی سلسلہ کی بقاء نیز اس کے مستحقین تک تسلسل کے ساتھ پہنچتے رہنے کا ایک ذریعہ ہے، البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ کام کرنے والوں کی واقعی ضروریات کے بقدر ہی انہیں تنخواہیں وغیرہ دی جائیں اور اسی صورت میں دی جائیں جب رابطہ کے پاس ایسے لوگ موجود نہ ہوں جو رضا کارانہ طور پر یہ خدمت انجام دے سکیں، اسی طرح ان کاموں پر آنے والے اخراجات کے بقدر ہی ادائیگی کی جائے، ان کے کام سے زائد ادائیگی درست نہیں ہوگی۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ولا تقربوا مال اليتيم إلا بالتي هي أحسن" [سورہ الانعام/ ۱۵۲] (اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے)۔

اس امر کا جواز مندرجہ ذیل حکم قرآنی کے تحت آتا ہے: "ومن كان غنياً فليستعفف ومن كان فقيراً فليأكل بالمعروف" [سورہ النساء/ ۶] (اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے اور جو شخص حاجت مند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے)۔

سوال-۴: رابطہ کے پاس ایسے استعمالی سامان آتے ہیں جنہیں کسی مد میں دینا ممکن

نہیں ہوتا، یا تو اس وجہ سے کہ ان سے فائدہ نہیں، یا اس وجہ سے کہ وہ جلد ختم ہو جانے والے ہوتے ہیں یا اس وجہ سے کہ ان سے کوئی نفع نہیں اٹھایا جاسکتا، کیا رابطہ کے لئے یہ جائز ہے کہ ایسے سامانوں کو فروخت کر کے ان کی جگہ دوسرے ایسے سامان خرید لے جس سے لوگ فائدہ اٹھا سکیں؟

جواب: کھانے پینے وغیرہ کی ایسی اشیاء جو تا دیر نہ رہ سکتی ہوں یا ان کے مخصوص مدوں میں ان کا استعمال غیر مفید ہو، انہیں ایسی اشیاء میں تبدیل کرنا درست ہے جن سے عطیہ دینے والوں کے مقصد کی تکمیل ہوتی ہو۔ گری پڑی چیز کو اٹھانے والا اگر یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ فوراً برباد ہو جائے گی، یا اگر وہ جانور ہو تو اس پر اخراجات آئیں گے تو ایسی صورت میں فقہاء نے ایسے شخص کو اختیار دیا ہے کہ صاحب سامان کے مفاد کی رعایت میں اس سامان کو اپنی ذات پر خرچ کر کے یا اسے فروخت کر کے اس کی قیمت محفوظ رکھے، یا اسے جوں کا توں برقرار رکھے، یہ تبدیلی ان امور کے نگراں کے حسب خواہش نہیں بلکہ صاحب سامان کے مفاد کی رعایت میں ہوتی ہے۔

والله أعلم، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

آٹھواں فیصلہ:

کیسٹ میں قرآن کریم کی ریکارڈنگ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۲۴ر صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷ر اکتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸ر صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر ۱۹۸۷ء میں مذکورہ موضوع پر شیخ محمود مختار کی تحریر ملاحظہ کرنے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا:

کیسٹ میں قرآن کریم کی ریکارڈنگ کے بعد بھی قرآن کریم قاری کی آواز میں موجود رہتا ہے، قرآن کریم کو ٹیپ کرنا شرعاً جائز ہے، اس میں شرع کی کوئی مخالفت نہیں، بلکہ اس کے بے شمار فوائد ہیں جن میں قرآن کریم کی سماعت، اس پر تدبر، لوگوں کو صحیح تلاوت کی تعلیم اور خواہش مندوں کے لئے اسے یاد کرنے کی آسانیاں ہیں۔

کیسٹ سے قرآن کریم سننے والا اسی طرح ثواب کا مستحق ہے جس طرح خود قاری سے سننے والا، کیسٹ میں قرآن کریم کی ریکارڈنگ اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے، اس طرح مسلمانوں کے درمیان قرآن کریم کی اشاعت ہوتی ہے، اس کے ذریعہ انہیں اسلام کے احکام وآداب سے واقف کرایا جاسکتا ہے اور غیر مسلموں کی اسلام کی طرف رہنمائی کا موقع بھی فراہم

ہوتا ہے۔

کیسٹ میں گانوں کی ریکارڈنگ کے رواج کی وجہ سے قرآن کریم کی ریکارڈنگ ناجائز نہیں ہو جائے گی اور نہ اس سے قرآن کریم کے مقام بلند پر کوئی حرف آئے گا ہے، جس طرح کہ کاغذ پر گانے لکھے جاتے ہیں، لیکن اس پر قرآن کریم کی کتابت سے اس کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ واللہ اعلم۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

نواں فیصلہ:

مختلف مسالک کے درمیان فقہی اختلاف اور ان کے بعض متبعین کا مسلکی تعصب

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز شنبہ ۲۴رصفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷را کتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸رصفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱را کتوبر ۱۹۸۷ء میں مروجہ مسالک کے درمیان فقہی اختلاف کے ساتھ ساتھ اس صورت حال پر بھی غور کیا کہ ان مسالک کے کچھ ماننے والوں کے اندر اپنے مسلک کے تئیں سخت اور ناروا تعصب پایا جاتا ہے جو اعتدال کی سرحدوں سے آگے نکل کر دوسرے مسالک اور ان کے علماء پر طعن و تشنیع تک جا پہنچتا ہے، اختلاف مسالک کے تئیں جدید ذہن کے مسائل اور تصورات کا بھی اجلاس میں جائزہ لیا گیا، اجلاس نے محسوس کیا کہ جدید نسل اس اختلاف کی بنیاد اور مفہوم سے ناآشنا ہے اور گمراہ کرنے والے انہیں باور کراتے ہیں کہ جب شریعت ایک ہے، اس کے اصول قرآن اور سنت ایک ہیں تو پھر یہ فقہی مسالک کا اختلاف کیوں ہے؟ ان سارے مسالک کو کیوں نہ ایک کر دیا جائے تاکہ تمام مسلمانوں کا مسلک بھی ایک ہو اور احکام شریعت کا فہم بھی ایک ہو، اجلاس میں مسلکی تعصب اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کا بھی جائزہ لیا گیا، جن میں خصوصاً جدید رجحانات کے پیروکار ایک نئی اجتہادی لائن کی آواز اٹھا رہے ہیں اور بالکل ابتدائی

اسلامی صدیوں سے قائم نیز امت مسلمہ کے درمیان قبول عام حاصل کیے ہوئے ان فقہی مسالک پر طعن وتشنیع کرتے ہیں، ان مسالک کے ائمہ مجتہدین پر زبان درازی اور بعض ائمہ کو گمراہ بتا کر لوگوں کے درمیان فتنہ برپا کرتے ہیں۔

اس موضوع کے مختلف پہلوؤں، اس سے وابستہ امور ومسائل اور فتنہ وگمراہی کے نتائج کے پیش نظر تعصب پسند اور گمراہ کرنے والے ہر دو فریق کو تنبیہ کے طور پر اکیڈمی اپنے درج ذیل فیصلہ سے آگاہ کرتی ہے:

اول: اختلاف مسالک: اسلامی ممالک میں پائے جانے والے فکری مسالک کے اختلافات دو نوعیت کے ہیں:

(الف) اعتقادی مذاہب کا اختلاف۔

(ب) فقہی مذاہب کا اختلاف۔

پہلی نوعیت یعنی اعتقادی اختلاف فی الواقع ایسی مصیبت ہے جس نے عالم اسلام میں بڑے بڑے حادثات برپا کیے ہیں، مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور اختلاف کو خوب ہوا دی ہے جو بہت ہی افسوسناک امر ہے اور اس کا خاتمہ بہت ضروری ہے، پوری امت کا فرض ہے کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک اختیار کرے جو عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ جسے اللہ کے رسول نے عہد رسالت کا امتداد قرار دیتے ہوئے اعلان فرمایا تھا کہ ”تم لوگ میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامو اور اس پر جم جاؤ“، دونوں کا نمائندہ ہے۔

دوسری نوعیت جو بعض مسائل میں فقہی اختلاف کی ہے اس کے پس پشت کچھ علمی اسباب ہیں جن میں اللہ کی عظیم حکمت اور بندوں پر اس کی رحمت کارفرما ہے، ساتھ ہی اس کی وجہ سے نصوص سے استنباط احکام کے دائرہ میں وسعت پیدا ہوئی ہے، یہ اختلاف ایک نعمت اور عظیم

قانونی فقہی سرمایہ ہے جس نے امت مسلمہ کو اپنے دین وشریعت کے سلسلہ میں انتہائی کشادگی اور آسانی عطا کی ہے، امت مسلمہ اس کی وجہ سے کسی ایک شرعی تطبیق میں اس طرح محدود ہو کر نہیں رہ جاتی ہے کہ اس سے تجاوز کا امکان نہ ہو، بلکہ اگر کبھی ایک مسلک کے لحاظ سے کوئی تنگی ودشواری آجاتی ہے تو دوسرے مسلک میں اس کے لئے کشایش اور آسانی میسر ہو جاتی ہے، عبادات ومعاملات سے لے کر خانگی امور اور قضاء وجنایات تک تمام میدانوں میں شرعی دلائل کی روشنی میں یہ کشایش میسر رہتی ہے۔

دوسری نوعیت کا یہ فقہی اختلاف ہمارے دین میں کوئی نقص یا تناقض نہیں ہے اور نہ کبھی اسے تناقض اور نقص قرار دیا جا سکتا ہے، دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں ہے جس کے پاس فقہ واجتہاد کے ساتھ قانون سازی کا مکمل نظام ہو اور اس میں یہ فقہی اور اجتہادی اختلاف نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسے اختلاف کا نہ ہونا ناممکن ہے، کیونکہ اصل نصوص بیشتر امور میں ایک سے زائد مفہوم ومعنی کا احتمال رکھتے ہیں، نیز یہ نصوص تمام امکانی واقعات کا احاطہ کر بھی نہیں سکتے ہیں، بقول بعض علماء نصوص محدود ہیں اور واقعات لامحدود، لہذا قیاس کی طرف رجوع کرنا اور علل احکام، شارع کی غرض اور شریعت کے عام مقاصد پر نظر رکھنا اور شریعت کو واقعات اور نئے نئے حادثات میں حکم بنانا ضروری ہے اور اس تطبیق واجتہاد میں علماء کے فہم وفقہ اور احتمالات کے درمیان ترجیحات کی تعیین میں اختلاف ایک فطری بات ہے، جس کی وجہ سے ایک ہی موضوع پر مختلف علماء کے احکام مختلف ہو جاتے ہیں، جبکہ حق کی تلاش اور دریافت ہی ہر ایک کا مقصود ہوتا ہے اور اس میں جس کا اجتہاد صحیح ہو وہ دوہرے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور جس سے غلطی ہو جائے وہ بھی ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے، اس طرح کشایش کا دائرہ وسیع ہوتا رہتا ہے اور دشواری وتنگی دور ہو جاتی ہے۔

پس اس فقہی اختلاف کے وجود میں کہاں سے کوئی نقص ہوگا، یہ تو سراپا خیر و رحمت اور فی الواقع بندوں پر اللہ کی رحمت وشفقت اور نعمت ہے اور ساتھ ہی فقہ وقانون سازی کی دنیا میں ایسا عظیم سرمایہ اور امتیاز ہے جس پر امت مسلمہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے، لیکن اسلام کو اپنی آنکھوں میں کھٹکنے والا کانٹا سمجھنے والے دشمنان اسلام مسلم نوجوانوں، بالخصوص بیرونی ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والے مسلم طلبہ کی اسلامی ثقافت ومعلومات میں کمی کا استحصال کرتے ہوئے انہیں یہ باور کرانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں کہ فقہی اختلاف بھی اعتقادی اختلاف کی مانند ظلم اور شریعت میں تناقض وتضاد ہے اور دونوں کے درمیان کے زبردست فرق پر پردہ ڈال جاتے ہیں۔

دوم: جہاں تک دوسرے طبقہ کا تعلق ہے جو ان تمام مسالک ہی کو پس پشت ڈال دینا چاہتا ہے اور لوگوں کو ایک نئے اجتہاد کی دعوت دیتے ہوئے موجودہ فقہی مسالک اور ان کے ائمہ عظام کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتا ہے، اور پر پیش کردہ ان فقہی مسالک کی اہمیت وامتیاز اور ان کے ائمہ کی عظیم خدمات کے پیش نظر اس طبقہ کو چاہئے کہ اس ناپسندیدہ اور گھٹیا طرز عمل سے گریز کرے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، ان کی صفوں میں انتشار پیدا کرتا ہے اور انہیں ایسے نازک وقت میں منتشر کرتا ہے جس میں دشمنان اسلام کی خطرناک سازشوں کے مقابلہ میں پوری امت کو ایک جھنڈے تلے جمع ہو جانے کی سخت ترین ضرورت درپیش ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابو زید	عبداللہ العبد الرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابو الحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابو بکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابو سنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

دسواں فیصلہ:

افغانستان کے بارے میں عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے اپیل

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۲۴/صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷/اکتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸/صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱/اکتوبر ۱۹۸۷ء میں جہاد افغانستان پر افغان بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتی ہے اور ظالم وسرکش روسی حملہ آوروں اور ان کی ہمنوائی کرنے والے ایجنٹ افغانیوں کے مقابلہ میں مجاہدین افغانستان کی بے مثال شجاعت اور پامردی کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

قدیم افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے افغانی قبائلی مجاہدین کے باہمی اتفاق واتحاد کو بھی یہ اجلاس داد تحسین پیش کرتا ہے اور اللہ تعالی سے ان کی کامیابی اور توفیق کے لئے دعا کرتا ہے۔

اس موقع سے اکیڈمی کا یہ اجلاس باتفاق رائے پورے عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے یہ اپیل کرتا ہے کہ تمام تر مادی، معنوی، سیاسی اور اقتصادی وسائل کے ساتھ جہاد افغانستان میں تعاون کرنا ان کا فرض ہے، نیز اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ جہاد افغانستان اسلامی جہاد ہے، جان اور مال کے ساتھ وسعت رکھنے والے ہر مسلمان پر یہ جہاد واجب ہے۔

اجلاس یہ بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اس اسلامی جہاد میں اور اس کے مجاہدین پر زکاۃ کی رقم

صرف کی جاسکتی ہے۔

اجلاس کی اس فوری اپیل کا سب سے اہم حصہ یہ ہے کہ موجودہ دور کے اس اسلامی جہاد کی تائید وتعاون کے لئے اپنی وسعت بھر تیاریوں کے ساتھ مسلمان اٹھ کھڑے ہوں، اللہ تعالی نے درج ذیل آیت میں اس کا حکم دیا ہے: "انفروا خفافاً وثقالاً وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله ذلكم خير لكم إن كنتم تعلمون" [سورہ التوبہ/۴۱] (نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو)۔

والله يقول الحق، وهو يهدي إلى السبيل، وصلى الله وسلم على إمام المجاهدين، سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ـ

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[کنوینر]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ	محمد سالم بن عبدالودود	محمد الحبیب بن الخوجہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

گیارہواں فیصلہ:

وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے سے متعلق جناب ابوبکر محی الدین کا سوال

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۲۴؍صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷؍اکتوبر ۱۹۸۷ء تا روز بدھ ۲۸؍صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۱؍اکتوبر ۱۹۸۷ء میں جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ سنگاپور کے صدر شیخ ابوبکر محی الدین کے پیش کئے گئے اس سوال پر کہ کیا وقف کی آمدنی کو مفاد عامہ میں خرچ کیا جاسکتا ہے، غور کیا اور غور وخوض کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا:

اگر وقف کی آمدنی کے لئے کسی مخصوص مصرف کی شرط نہ لگائی گئی ہو تو اسے دیگر مصالح عامہ میں خرچ کرنا درست ہے، لیکن اگر کسی مخصوص مصرف پر خرچ کرنے کی شرط لگادی گئی ہو تو اکیڈمی کی رائے میں اسے مفاد عامہ میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

بارہواں فیصلہ:

مسئلہ فلسطین پر عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے اپیل

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وعلى آله وصحبه أجمعين،وبعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کا دسواں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۴/صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷/۱۰/۱۹۸۷ء مجاہدین فلسطین کے بے مثال جہاد اور غاصبوں اور سرکشوں کے مقابلہ میں ان کی مسلسل پامردی پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لئے اللہ کی توفیق ونصرت اور شاندار کامیابی کی دعا کرتے ہوئے عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے متفقہ طور پر اپیل کرتا ہے کہ اپنے تمام تر مادی، معنوی، سیاسی اور اقتصادی وسائل کے ساتھ مجاہدین فلسطین کے بھرپور تعاون کے لئے آگے آئیں۔

اکیڈمی کا اجلاس یہ بھی فیصلہ کرتا ہے اس اسلامی جہاد پر زکاۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے، اکیڈمی پوری قوت کے ساتھ یہ اپیل کرتی ہے کہ موجودہ دور کے اس اسلامی جہاد کی تائید و تعاون کے لئے مسلمان اپنی وسعت کے مطابق تیاری کے ساتھ نکل آئیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بجالائیں: **"انفروا خفافاً وثقالاً وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله ذلكم خير لكم إن كنتم تعلمون"** [سورہ التوبہ/۴۱] (نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو)۔

اکیڈمی کا یہ اجلاس فلسطینی مجاہد قوم کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہیں، اللہ کے کلمہ کی سر بلندی اور مسجد اقصی کی پاسداری اور حفاظت کے لئے اپنے اسلامی جہاد کو جاری رکھیں، اللہ ان کا مددگار ہے اور وہ بہتر مددگار ہے۔

والحمد لله رب العالمین، وصلى الله وسلم على إمام المجاهدين، سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ۔

[دستخط]		[دستخط]
نائب صدر		صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف		عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبد الرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد محمود الصواف	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ صالح بن عثیمین، شیخ عبدالقدوس الہاشمی، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ حسنین محمد مخلوف اور شیخ مبروک مسعود العوادی اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

گیارہویں سمینار

منعقدہ ۱۳-۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

مطابق ۱۹-۲۶ فروری ۱۹۸۹ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: زمین کے کرایہ پر زکاۃ

☆ دوسرا فیصلہ: بدنام زمانہ سلمان رشدی کی کتاب
اوراس کی بدگوئی پر رابطہ عالم اسلامی کا بیان

☆ تیسرا فیصلہ: دوسال سے کم عمر کے بچہ کو کسی عورت کا خون چڑھانے سے
حکم رضاعت کا ثبوت نیز خون کے معاوضہ کا حکم

☆ چوتھا فیصلہ: رشاد خلیفہ کا کفر

☆ پانچواں فیصلہ: نالیوں میں بہنے والے پانی کو فلٹر
کر کے اس سے پاکی حاصل کرنے کا حکم
- بکر عبداللہ ابوزید کا نقطہ نظر

☆ چھٹا فیصلہ: تبدیلی جنس کا مسئلہ

☆ ساتواں فیصلہ: ۱- چیک کا قبضہ کے قائم مقام ہونا
۲- بینک میں جمع کرنسی سے دوسری کرنسی
تبدیل کراتے وقت بینک کے رجسٹر میں
اندراج کو قبضہ کا درجہ دینا

☆ آٹھواں فیصلہ: مقررہ مدت کے اندر قرض کی ادائیگی میں تاخیر
پر کیا بینک مقروض پر مالی جرمانہ عائد کر سکتا ہے؟

پہلا فیصلہ:

زمین کے کرایہ پر زکاۃ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أمابعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۱۳ر تا ۲۰ رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹ر تا ۲۶ر فروری ۱۹۸۹ء میں اس موضوع پر غور وخوض اور مناقشہ کے بعد اکثریت کی رائے سے درج ذیل فیصلے کئے:

اول: رہائش کے لئے رکھی گئی زمینیں اموال قنیہ میں داخل ہیں، لہذا ان میں زکاۃ مطلق واجب نہیں، نہ زمین پر اور نہ اس کے کرایہ پر۔

دوم: تجارت کے لئے مخصوص کی گئی زمینیں سامان تجارت میں سے ہیں، لہذا اصل زمینوں پر زکاۃ واجب ہوگی اور سال گزرنے پر اس کی قیمت کا تخمینہ لگایا جائے گا۔

سوم: کرایہ پر دینے کے لئے مخصوص کی گئی زمینوں کے صرف کرایہ پر زکاۃ واجب ہوگی نہ کہ اصل زمینوں پر۔

چہارم: چونکہ کرایہ کی رقم کرایہ دار کے ذمہ میں عقد اجارہ کے وقت ہی سے واجب ہوتی ہے، اس لئے عقد اجارہ کے وقت سے ایک سال پورا ہونے پر کرایہ پر قبضہ کے بعد زکاۃ کی ادائیگی واجب ہوگی۔

پنجم: اصل زمین کی زکاۃ اگر وہ تجارت کے لئے ہو اور اس کی آمدنی کی زکاۃ اگر وہ کرایہ کے

لئے ہو چالیسواں حصہ ہوگی جیسا کہ سونے چاندی میں ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: ڈاکٹر یوسف قرضاوی کو دفعہ چہارم اور پنجم سے اختلاف ہے، ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ کی رائے میں زمین کے کرایہ کو معادن پر قیاس کرتے ہوئے جو امام احمد کی ایک روایت بھی ہے، اس پر وجوب زکاۃ میں سال گذرنے کی شرط نہیں ہے اور ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید اور شیخ محمد سالم عدود کے نزدیک قبضہ کے وقت سے سال کا آغاز شمار کیا جائے گا)۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنویز]
محمد محمود الصواف	محمد سالم عدود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ: شیخ صالح بن عبدالعزیز بن عثیمین، شیخ مبروک العوادی، شیخ محمد محمود الصواف، شیخ ابوالحسن علی الندوی، شیخ حسنین مخلوف اور میجر جنرل محمود شیت خطاب اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

دوسرا فیصلہ:

بدنام زمانہ سلمان رشدی کی کتاب اور اس کی بدگوئی پر رابطہ عالم اسلامی کا بیان

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں اسلام اور اسلامی شخصیات کی جو قصداً بے حرمتی اور حقائق کی خلاف ورزی کی ہے اس پر تمام مسلمانان عالم کی طرح رابطہ عالم اسلامی بھی سخت صدمہ کا اظہار کرتا ہے اور اس سلسلہ میں اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳/رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹/فروری ۱۹۸۹ء تا روز اتوار ۲۰/رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۶/فروری ۱۹۸۹ء میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کیے گئے اپنے فیصلہ کا اعلان کرتا ہے:

مسلم خاندان کے ہندوستانی نژاد اور برطانوی شہریت رکھنے والے سلمان رشدی نے انگریزی میں شائع ہونے والے ''شیطانی آیات'' کے نام سے جو ناول لکھا ہے اس کے مختلف اقتباسات بین الاقوامی سطح کے عرب اور غیر عرب اخبارات نے نقل کیے ہیں، برطانیہ میں پینگوئن (Penguin) نے اور امریکہ میں وی کنگ (Viking) نے اس کتاب کو شائع کیا ہے، اس کی اشاعت کے بعد مختلف اسلامی اور غیر اسلامی حلقوں کی جانب سے اسلام اور اسلامی مقدسات پر نازیبا اور رکیک اسلوب میں کیے گئے حملوں کی وجہ سے اس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

اکیڈمی کے اجلاس میں اس ناول کے بعض اقتباسات اور حصوں کو دیکھا گیا، اجلاس کا احساس ہے کہ اس میں بدترین نوعیت کی بہتان طرازی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ اور امہات المؤمنین ازواج مطہرات کا ذکر انتہائی نازیبا الفاظ میں کیا گیا ہے، اس کے علاوہ بھی شنیع حرکتیں مصنف نے کی ہیں، بلکہ اس میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر بھی ایسے گھٹیا اسلوب میں کیا گیا ہے جو احترام انبیاء کے مطابق نہیں ہے، ازواج مطہرات کا تذکرہ بے انتہاء رکیک اور ایسے پست ترین اسلوب میں کیا گیا ہے جو تاریخی، علمی یا ادبی کسی بھی دائرہ سے خارج ہے، یہ اسلام کے مقدس عقائد پر ایسا حملہ ہے جس کو کسی بھی متمدن ملک میں جہاں حقوق و مقدسات کا تحفظ کرنے والے قوانین، دستور اور نظام موجود ہو، جرم قرار دیا جائے گا اور اس پر سزا نافذ کی جائے گی، اس لئے کہ اس ناول میں درج امور آزادی رائے کے دائرہ سے باہر ہیں اور یہ زبان درازی اور احساسات کو مجروح کرنے والے گھٹیا اسلوب میں قابل احترام مقدسات کو نشانہ بنانے کے قبیل سے ہے۔

اجلاس میں اس سنگین صورت حال اور اسلامی مقدسات کی بے حرمتی و پامالی اور گھٹیا حملوں پر غور کیا گیا اور درج ذیل فیصلے کئے گئے:

۱- اکیڈمی کا احساس ہے کہ شیطانی آیات نامی اس کتاب میں کی گئی کذب بیانی اور بہتان طرازی ایسے فحش اور رکیک اسلوب میں ہے کہ وہ کسی علمی جواب کی مستحق نہیں، یہ علمی یا تاریخی آراء نہیں ہیں جن کا جواب دیا جانا ضروری ہو۔

۲- اکیڈمی کا یہ اجلاس اس مجرم کی اس مذموم حرکت کی سخت ترین مذمت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اسلام سے مرتد ہو گیا ہے اور ارتداد کی اسلامی سزا کا مستحق ہو گیا ہے۔

۳- اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اس شخص کے خلاف اور اس کتاب کو طبع کرنے والے مطبع کے

خلاف برطانیہ کی مخصوص عدالتوں میں مقدمات دائر کر کے اسے قرار واقعی سزا دلوائی جائے اور یہ مقدمات آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس(OIC) کی جانب سے دائر کئے جائیں جو تمام اسلامی ممالک کی نمائندہ ہے اور مقدمہ کی پیروی تعزیراتی مقدمات میں انتہائی مہارت رکھنے والے اور ایسے تجربہ کار وکیل کریں جن کی امانت داری قابل اطمینان ہو۔

۴- اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اس ذلیل مصنف کے خلاف کسی اسلامی ملک میں بھی وہاں کے استغاثہ کی طرف سے تعزیراتی مقدمہ دائر کر کے غائبانہ طور پر اس کے خلاف پیروی کی جائے اور اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جائے، خواہ اس فیصلہ کے فوری نفاذ کی کوئی شکل نہ ہو اور اس فیصلہ کا ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اعلان کر کے ایسی گھٹیا اور رکیک حرکت پر مسلمانان عالم کی ناراضگی کا اظہار کیا جائے۔

۵- یہ اجلاس اس احساس کا اظہار کرتا ہے کہ مصنف نے برطانوی حلقوں کو اپنا جو معذرت نامہ بھیجا ہے جسے اخبارات نے شائع کیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ اسے افسوس ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، یہ بالکل لا حاصل اور نا قابل قبول معذرت نامہ ہے اور اس سے اس کی تقبیح وتشنیع بہتان طرازی میں کوئی کمی نہیں آتی، ان حالات میں معذرت کے ساتھ لازماً یہ اقرار واعتراف بھی ہونا چاہئے کہ اس نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ محض جھوٹ اور بہتان کا پلندہ ہے اور بالکل غلط ہے اور اس اعتراف کی اشاعت بھی اسی معیار اور سطح کے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کرائی جائے جس کے ذریعہ جھوٹ کے اس پلندہ کی تشہیر کرائی گئی ہے۔

۶- اجلاس اسلامی ممالک کی حکومتوں اور عوام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان تمام اشاعتی اداروں کا مکمل بائیکاٹ کریں جنہوں نے اس ناپاک اور مذموم کتاب کی اشاعت کی

ہے یا اس کی اشاعت میں کسی طرح کی کوئی مدد کی ہے یا مصنف کو معاوضہ یا انعام دیا ہے، ان اداروں کی تمام کتابوں کا خواہ وہ جس نوعیت کی ہوں، مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

رابطہ عالم اسلامی نے اسلامی فقہ اکیڈمی کے اس فیصلہ کی اشاعت سے پہلے بھی اس کتاب کی سنگینی و غلط بیانی اور اس کی طباعت و اشاعت میں مالی تعاون کرنے والے ادارہ کے بائیکاٹ کی ضرورت سے عالم اسلام کو آگاہ کر دیا تھا، اکیڈمی اب اس فیصلہ کی اشاعت کے ساتھ ہی پوری دنیا کے ہر ہر مسلمان سے اور بالخصوص برطانیہ اور امریکہ کے مسلمانوں سے جہاں اس کتاب کی اشاعت ہوئی ہے، اپیل کرتی ہے کہ اس کتاب کی بہتان طرازیوں کو وہ خود بھی طشت ازبام کریں اور اپنے مسلم بھائیوں اور حق و انصاف کو تسلیم کرنے والے دیگر لوگوں کو بھی آمادہ کریں کہ وہ اس کی اشاعت کرنے والے ادارہ اور اس کی تقسیم و مارکٹنگ میں معاونت کرنے والے دیگر تمام اداروں کا بائیکاٹ کریں۔

والله الموفق، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

سیکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

تیسرا فیصلہ:

دوسال سے کم عمر کے بچہ کو کسی عورت کا خون چڑھانے سے حکم رضاعت کا ثبوت نیز خون کے معاوضہ کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳/رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹/فروری ۱۹۸۹ء تا روز اتوار ۲۰/رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۶/فروری ۱۹۸۹ء میں اس موضوع پر غور وخوض اور مناقشہ کے بعد متفقہ رائے کے ساتھ مندرجہ ذیل فیصلہ کیا گیا:

دوسال سے کم عمر کے بچہ میں کسی عورت کا خون منتقل کرنے سے اس عورت کے ساتھ رضاعت ثابت نہیں ہوگی، کیونکہ رضاعت صرف دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔ جہاں تک خون کے معاوضہ یا دوسرے الفاظ میں خون کی فروختگی کا معاملہ ہے تو اجلاس کی رائے میں یہ درست نہیں ہے، کیونکہ خون ان محرمات میں سے ہے جس کی صراحت قرآن کریم میں مردار اور خنزیر کے گوشت کے ساتھ آئی ہے، لہذا اس کو فروخت کرنا اور اس کا معاوضہ وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، حدیث نبوی میں واضح حکم ہے: ''اللہ تعالی نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اس کی قیمت بھی حرام قرار دی ہے''، نیز یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خون کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر طبی مقاصد کے لئے ضرورت کے حالات درپیش ہوں اور رضا کارانہ خون دستیاب

نہ ہوتو ایسی حالت کا حکم مستثنیٰ ہے، ضرورت کی حالت میں ممنوع کی اباحت بقدر ضرورت ہوجاتی ہے، ایسی صورت میں خون خریدنے والا اس کا معاوضہ دے سکتا ہے، اوراس کا گناہ قیمت لینے والے پر ہوگا، البتہ اس نیک انسانی عمل کی حوصلہ افزائی کی خاطر بطور ہدیہ یا انعام کچھ دیا جاسکتا ہے، اس کا تعلق معاوضات سے نہیں بلکہ عطیات سے ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
محمد سالم عدود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

چوتھا فیصلہ:

رشاد خلیفہ کا کفر

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳ ررجب تا روز اتوار ۲۰ ررجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹ رفروری ۱۹۸۹ء تا ۲۶ رفروری ۱۹۸۹ء میں رشاد خلیفہ امام مسجد توسان امریکہ سے متعلق فائل پر غور کیا گیا جس میں رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل کے نام اس کا خط بھی ہے اور اس کے دیگر دعوے، اعمال اور شائع شدہ چیزوں کا ذکر ہے، تحقیق کے بعد اجلاس کے سامنے یہ ثابت ہو گیا کہ رشاد نامی اس شخص نے بالکل جھوٹے دعوے کیے ہیں جن میں سے بعض دعوے یہ ہیں:

اول: قرآن کریم کی بعض آیات کا انکار

دوم: سنت نبوی کا انکار

سوم: مسلمانوں کی نماز کے بارے میں مشرکین کی نماز ہونے کا دعوی

چہارم: رسالت کا دعوی

مذکورہ بالا دعووں میں سے ہر ایک دعوی بجائے خود اسے اسلام سے خارج اور کافر قرار دیتا ہے، یہ تمام کے تمام اسلام کے بنیادی امور ہیں، لہذا اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ رشاد خلیفہ نے جو دعوے کیے ہیں ان کی بنیاد پر وہ مرتد ہو چکا ہے، وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے، مسلمان اس

سے چوکنّا اور اس کی خباثت سے ہوشیار رہیں، اس کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہ کریں، اس شخص کے پیچھے نماز باطل ہوگی اور اس مرتد کے یہ جھوٹے دعوے قادیانیوں اور بہائیوں جیسے دوسرے مرتدین ہی کے دعووں کا تسلسل ہیں جن کے باطل اور قابل رد ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مسلم علماء ان کی تردید میں تفصیل کے ساتھ جو جوابات لکھتے رہے ہیں وہی اس مجرم مرتد کے جھوٹے دعووں کی تردید کے لئے کافی ہیں جو اسلام کی عمارت کو اندر سے کمزور کرنے کے لئے کام کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يريدون أن يطفئوا نور الله بأفواههم ويأبى الله إلا أن يتم نوره ولو كره الكافرون" [سورہ التوبہ ۳۲] (وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں)۔

اکیڈمی اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کرتی ہے کہ اس افترا پرداز کی تردید میں جو مقالات لکھے گئے ان کو شائع کیا جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ہر طرح کے فتنوں اور شر سے محفوظ رکھے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد محمود الصواف	محمد سالم عدود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ: شیخ صالح بن عبدالعزیز بن عثیمین، شیخ مبروک مسعود العوادی، شیخ محمد محمود الصواف، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی، شیخ حسنین مخلوف اور میجر جنرل محمود شیت خطاب اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

پانچواں فیصلہ:

نالیوں میں بہنے والے پانی کو فلٹر کر کے اس سے پاکی حاصل کرنے کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳؍رجب تا روز اتوار ۲۰؍رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹؍فروری تا ۲۶؍فروری ۱۹۸۹ء میں اس سوال پر غور کیا گیا کہ اگر گندی نالیوں کے پانی کی صفائی کر دی جائے تو کیا اس سے وضوء اور غسل کیا جا سکتا ہے اور نجاست کا ازالہ اس پانی سے ہو جاتا ہے یا نہیں؟

کیمیاوی طریقہ پر پانی کی صفائی کے ماہرین سے رجوع کیا گیا تو انھوں نے واضح کیا کہ اس صفائی میں پانی سے نجاست کو چار مرحلوں میں دور کیا جاتا ہے، پہلا مرحلہ ترسیب ہے یعنی پانی کو اس طرح جمع کرنا کہ اس کی کدورتیں نیچے بیٹھ جائیں، دوسرا مرحلہ اوپر کے پانی کو چھان کر الگ کر لینا ہے، تیسرا مرحلہ بیکٹر یاز کو مار دینا اور چوتھا مرحلہ کلورین کے ذریعہ بیکٹر یاز کو دوبارہ پیدا ہونے سے روک دینا ہے۔ ان مرحلوں کے بعد پانی کے مزہ، رنگ اور بو میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے، یہ ماہرین مسلمان، عادل اور صدق وامانت میں قابل اعتماد ہیں۔

لہذا اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ جاری پانی کو اگر مذکورہ بالا یا اسی جیسے عمل کے ذریعہ صاف کر دیا جائے اور اس کے مزہ، رنگ اور بو میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو پانی پاک ہو جائے گا

اور اس پانی سے پاکی کا حصول اور نجاست کا ازالہ اس فقہی قاعدہ کی بنیاد پر ہو جائے گا کہ اگر زیادہ پانی میں گری ہوئی نجاست کا ازالہ اس طرح ہو جائے کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو پانی پاک ہو جاتا ہے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد للہ رب العالمین۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
محمد سالم عدود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ: شیخ صالح بن عبدالعزیز بن عثیمین، شیخ مبروک مسعود العوادی، شیخ محمد محمود الصواف، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی، شیخ حسنین مخلوف اور میجر جنرل محمود شیت خطاب اس

اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

نوٹ: شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان کو اس میں توقف ہے اور ڈاکٹر بکر عبد اللہ ابوزید نے اپنے درج ذیل نقطہ نظر کا اظہار کیا ہے:

نالیوں کے فلٹر شدہ پانی کے شرعی اور مباح استعمالات کے سلسلے میں ایک نقطۂ نظر

الحمد لله وبعد!

نالے دراصل اس غرض سے تیار کیئے جاتے ہیں کہ لوگوں کے لئے دینی اور جسمانی اعتبار سے ضرر رساں چیزیں وہاں ڈال دی جائیں تاکہ پاکی حاصل رہے اور ماحول آلودگی سے محفوظ رہے۔

اب ایسے جدید وسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کے ذریعہ نالوں کے گندے پانی کو صاف اور شیریں پانی میں تبدیل کر کے اسے مختلف شرعی اور مباح استعمال کے قابل بنا دیا جاتا ہے، جیسے اس پانی سے طہارت حاصل کرنا، اس کو پینا، اس سے سینچائی کرنا۔

اس ترقی کے پیش نظر جب نالے کے پانی کی ان علتوں اور اوصاف کی تحقیق کی جائے جن کی وجہ سے اس پانی کے استعمال کی ہر صورت یا بعض صورتیں ممنوع تھیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ نالے کے پانی میں درجہ ذیل علتیں ہوتی ہیں:

اول: مزہ، رنگ اور بو والے نجس فضلات۔

دوم: متعدی امراض کے فضلات نیز دواؤں اور جراثیم کی کثافت۔

سوم: گندگی اور خباثت جو نالے کے پانی میں اپنی اصل کے اعتبار سے ہوتی ہے اور یہ اس میں پیدا ہو جانے والے کیڑوں اور حشرات کی وجہ سے ہوتی ہے جو طبعاً اور شرعاً گندے ہوتے ہیں۔

ایسے پانی کی صفائی کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان علل اور اسباب کا ازالہ کس حد تک ہو جاتا ہے؟

اس لئے کہ اس پانی کا نجاست سے اس طرح تبدیل ہو جانا کہ اس کا رنگ، مزہ اور بو بدل جائے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں تمام علتیں اور نقصان دہ جراثیم بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

زراعتی محکمے برابر یہ آگاہی دیتے رہتے ہیں کہ صاف کئے گئے اس پانی سے ان کھیتوں کو سیراب نہ کیا جائے جن کی سبزیاں بغیر پکائے کھائی جاتی ہیں، تو ایسے پانی کو براہ راست پینا کیسا ہو سکتا ہے، جسم کی حفاظت اسلام کے مقاصد میں سے ہے، اس لئے کسی بیمار کو صحت مند کے ساتھ نہیں رکھا جاتا اور جس طرح دین کی درستگی کو نقصان پہنچانے والی چیزیں ممنوع ہیں اسی طرح جسم کی درستگی کو نقصان پہنچانے والی چیزیں بھی ممنوع ہوں گی۔

اور اگر یہ علتیں زائل بھی ہو جائیں تو اپنی اصل کے اعتبار سے ایسے پانی کی خباثت اور گندگی کی علت باقی رہتی ہے، کیونکہ یہ پانی پیشاب اور پاخانہ سے کشید کیا جاتا ہے تاکہ اسے شرعیات اور عادات میں برابر طور پر استعمال کیا جائے۔

یہ معلوم ہے کہ شافعی مسلک نیز حنابلہ کے معتمد مسلک کے مطابق استحالہ کی بنا پر یہ پانی پاک نہیں ہوگا، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں جلالہ (نجاست کھانے والے) جانور پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دوہنے سے منع کیا گیا ہے، اس حدیث کی روایت اصحاب سنن وغیرہ نے کی ہے، نیز دیگر علتیں بھی ان فقہاء کے پیش نظر ہیں۔

یہ بھی واضح ہے کہ نجاست سے طہارت میں تبدیل ہونے کے مسئلہ پر علماء متقدمین میں جو اختلاف ہے اس کا تعلق چند خاص چیزوں سے ہے اور بالیقین انہوں نے تبدیلی کے حکم کو ان موجودہ نالوں پر منطبق نہیں کیا ہے جن میں نجاستیں، گندگیاں، ڈسپنسری اور اسپتال کے

گندے کوڑوں کا ڈھیر ہوتا ہے اور آج کے مسلمان ابھی اضطرار کی اس حالت کو نہیں پہنچے ہیں کہ پاخانہ کو صاف کر کے اس سے طہارت حاصل کریں اور ایسے پانی کو پئیں، کافر ملکوں میں اس کا درست قرار دیا جانا ہمارے لئے قابل اعتبار نہیں کہ ان کے طبائع کفر کی وجہ سے فاسد ہو چکے ہیں، ہمارے یہاں یہ متبادل موجود ہے کہ سمندر کے پانی کو صاف کیا جائے اور اخراجات کے ایک بڑے حصہ کو اس طرح پورا کیا جائے کہ پانی کے استعمال کی قیمت اتنی بڑھا دی جائے جس میں ضرر نہ ہوتا کہ پانی کے بے جا خرچ کی ممانعت کا شرعی قاعدہ جاری کیا جا سکے۔

بکر ابو زید

رکن اسلامی فقہ اکیڈمی، مکہ مکرمہ

چھٹا فیصلہ:

تبدیلی جنس کا مسئلہ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳؍رجب تا روز اتوار ۲۰؍رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹؍فروری تا ۲۶؍فروری ۱۹۸۹ء میں اس موضوع پر غور وخوض کیا گیا، بحث ومباحثہ کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کیے:

اول: جنس مذکر جس کے اپنے مخصوص اعضاء کامل ہو چکے ہوں، اسی طرح جنس مؤنث جس کے نسوانی اعضاء پورے ہو چکے ہوں انھیں ایک دوسرے میں تبدیل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، ایسی تبدیلی قابل سزا جرم ہے، کیونکہ یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی زبان سے خبر دیتے ہوئے حرام قرار دیا ہے: "**ولآمرنهم فليغيرن خلق الله**" [سورۃ النساء؍۱۱۹] (اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے)۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے گودنے والی اور گودوانے والی، بال اکھیڑنے والی، بال اکھڑوانے والی، حسن کے لئے دانتوں میں دوریاں پیدا کرنے والی اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے، پھر راوی نے کہا: جس پر اللہ کے

رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اس پر میں کیوں لعنت نہ بھیجوں، قرآن کریم میں اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے: "وما آتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا" [سورہ الحشر/ ۷] (اور رسول تم کو جو کچھ دے وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روکے اس سے تم رک جایا کرو)۔

دوم: جس شخص کے اعضاء میں مرد اور عورت دونوں کی علامتیں جمع ہوگئی ہوں، اس میں دیکھا جائے گا کہ کون سے اعضاء کا تناسب زیادہ ہے، اگر مرد کے اعضاء زیادہ ہوں تو طبی علاج کے ذریعہ عورت ہونے کے اشتباہ کو دور کر لینا جائز ہے اور اگر عورت کے اعضاء غالب ہوں تو طبی علاج کے ذریعہ مرد ہونے کے اشتباہ کو دور کر لینا جائز ہے، خواہ یہ علاج سرجری کے طور پر ہو یا ہارمون کے ذریعہ ہو، اس لئے کہ یہ ایک طرح کا مرض ہے اور علاج کے ذریعہ مرض سے شفاء مقصود ہے، نہ کہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد محمود الصواف	محمد سالم عدود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ: شیخ صالح بن عبد العزیز بن عثیمین، شیخ مبروک مسعود العوادی، شیخ محمد محمود الصواف، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی، شیخ حسنین مخلوف اور میجر جنرل محمود شیت خطاب اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

ساتواں فیصلہ:

۱-چیک کا قبضہ کے قائم مقام ہونا

۲- بینک میں جمع کرنسی سے دوسری کرنسی تبدیل کراتے وقت بینک کے رجسٹر میں اندراج کو قبضہ کا درجہ دینا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳/رجب تا روز اتوار ۲۰/رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹/فروری تا ۲۶/فروری ۱۹۸۹ء میں درج ذیل دوموضوعات پر غور کیا گیا:

۱- بینک میں کرنسی کو بھنانے اور تبدیلی کرانے والا اگر چیک حاصل کرلے تو کیا یہ قبضہ کے لئے کافی ہوگا؟

۲- اگر کوئی شخص بینک میں جمع شدہ کرنسی میں اپنی دوسری کرنسی بدلنا چاہے تو بینک کے رجسٹر میں اندراج کو قبضہ کا حکم دیا جاسکتا ہے؟

ان دونوں امور پر غور وفکر کے بعد اکیڈمی نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ:

اول: چیک وصول کرنا اس وقت قبضہ کے قائم مقام ہوگا جبکہ وہ شرطیں پائی جاتی ہوں جو بینکوں میں نقود کو تحویل کے ذریعہ بھنانے کی صورت میں ہوتی ہیں۔

دوم: بینک کے رجسٹر میں اندراج اس شخص کے حق میں قبضہ کے حکم کے لئے معتبر ہوگا جو ایک کرنسی کو دوسری کرنسی میں تبدیل کرانا چاہتا ہو، خواہ یہ تبدیلی اس کرنسی میں مطلوب ہو جسے وہ شخص بینک کو دے رہا ہے یا بینک میں جمع کرنسی میں ہو۔

وصلی الله علی سیدنا محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد لله رب العالمین۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	عبداللہ العبد الرحمٰن البسام
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ بن السبیل	مصطفیٰ احمد الزرقاء
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر	ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
محمد محمود الصواف	محمد سالم عدود	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ: صالح بن فوزان بن عبداللہ کو دونوں مسئلوں میں توقف ہے۔

آٹھواں فیصلہ:

مقررہ مدت کے اندر قرض کی ادائیگی میں تاخیر پر کیا بینک مقروض پر مالی جرمانہ عائد کر سکتا ہے؟

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده، سیدنا ونبینا محمد وعلی آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز اتوار ۱۳/رجب تا روز اتوار ۲۰/رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹/فروری تا ۲۶/فروری ۱۹۸۹ء میں شیخ یوسف برقاوی صدر شعبۂ دعوت وارشاد، زرقاء، اردن کے اس سوال پر غور کیا گیا کہ اگر مقروض مقررہ مدت کے اندر قرض کی ادائیگی نہیں کرتا ہے تو کیا بینک کے لئے جائز ہے کہ ادائیگی میں تاخیر پر ایک مقررہ شرح سے مالی جرمانہ عائد کرے؟

بحث ومباحثہ کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل فیصلہ کیا:

اگر قرض دینے والے نے مقروض پر شرط لگائی یا اس پر لازم کیا کہ اگر مقروض دونوں کے مابین طے شدہ مدت کے اندر ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو ایک مقررہ مقدار میں یا کسی مقررہ شرح سے مالی جرمانہ دینا ہوگا، تو ایسی شرط کا لزوم باطل ہے، اس پر عمل ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں ہے، خواہ شرط لگانے والا کوئی بینک ہو یا کوئی اور شخص، اس لئے کہ یہ تو بعینہ دور جاہلیت کا سود ہے جس کو حرام قرار دینے ہی کے لئے آیت ربا نازل ہوئی تھی۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبد الرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ بن السبیل

[دستخط]
مصطفی احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
محمد سالم عدود

[کنوینر]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نوٹ: صالح بن عبد العزیز بن عثیمین، شیخ مبروک مسعود العوادی، شیخ محمد محمود الصواف، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی، شیخ حسنین مخلوف اور میجر جنرل محمود شیت خطاب اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

بارہویں سمینار

منعقدہ ۱۵-۲۲ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

مطابق ۱۰-۱۷ فروری ۱۹۹۰ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: قرآن کی ایک آیت چند آیات کو پرندہ وغیرہ کی شکل میں لکھنے کا حکم

☆ دوسرا فیصلہ: شوہر کا اپنی مرگی زدہ بیوی کو یہ کہہ کر علاج کرانے
سے روکنا کہ اس پر جن کا اثر ہے یا یہ کہ اس کے لئے
تجویز کی گئی دواؤں میں بعض منشیات کی آمیزش ہے

☆ تیسرا فیصلہ: زوجین کے درمیان مصنوعی بارآوری

☆ چوتھا فیصلہ: رحم میں موجود ناقص الخلقت بچہ کا اسقاط

پہلا فیصلہ:

قرآن کی ایک آیت یا چند آیات کو پرندہ وغیرہ کی شکل میں لکھنے کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے بارھویں اجلاس منعقد مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۵رجب بروز سنیچر تا ۲۲رجب روز سنیچر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۰رفروری تا ۱۷رفروری ۱۹۹۰ء میں مذکورہ موضوع پر غور وخوض کیا اور بالاتفاق فیصلہ کیا کہ یہ عمل جائز نہیں، کیونکہ یہ ایک لغو کام ہے اور اس سے اللہ سبحانہ وتعالی کے کلام کی بے حرمتی اور بے توقیری ہوتی ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی	ڈاکٹر عمر بافقیہ

شیخ حسنین محمد مخلوف، شیخ صالح بن عبدالعزیز العثیمین، شیخ محمد الشاذلی النیفر، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی اور شیخ محمد سالم عدود اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

دوسرا فیصلہ:

شوہر کا اپنی مرگی زدہ بیوی کو یہ کہہ کر علاج کرانے سے روکنا کہ اس پر جن کا اثر ہے یا یہ کہ اس کے لئے تجویز کی گئی دواؤں میں بعض منشیات کی آمیزش ہے

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے بارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۵/رجب بروز سنیچر تا ۲۲/رجب روز سنیچر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۰/فروری تا ۱۷/فروری ۱۹۹۰ء میں اس موضوع پر غور کیا کہ اگر شوہر مرگی کے مرض میں مبتلا اپنی بیوی کو بتائے گئے علاج سے یہ کہہ کر روکتا ہے کہ اس پر جن کا اثر ہے یا اسے جو دوا بتائی گئی ہے وہ ایک طرح سے سُن کر دینے والی ہے تو اجلاس کے ارکان اور ماہر اطباء کی آراء اور مباحثہ کی روشنی میں اکیڈمی کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شوہر کو امانت دار اور قابل اعتماد ڈاکٹر کی جانب سے بتائے گئے شرعاً مباح اور مناسب علاج سے بیوی کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ علاج سے روکنے میں اسے ضرر پہنچانا ہے، جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے: ''لا ضرر ولا ضرار''، یہی حکم ہر سرپرست پر بھی عائد ہوتا ہے کہ اس کے لئے اپنے ماتحت کو شرعاً مباح علاج سے روکنا جائز نہیں ہے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ، وسلم تسلیماً کثیراً،

والحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: محمد بن جبیر، ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید، مبروک مسعود العوادی کو اس فیصلہ سے اختلاف ہے۔

[دستخط]		[دستخط]
نائب صدر		صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف		عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی	ڈاکٹر عمر بافقیہ

شیخ حسنین محمد مخلوف، شیخ صالح بن عبدالعزیز العثیمین، شیخ محمد الشاذلی النیفر، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی اور شیخ محمد سالم عدود اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

تیسرا فیصلہ:

زوجین کے درمیان مصنوعی بارآوری

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے بارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۵؍رجب بروز سنیچر تا ۲۲؍رجب روز سنیچر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۰؍فروری تا ۱۷؍فروری ۱۹۹۰ء میں مذکورہ موضوع پر غور وخوض کے بعد بالاتفاق طے کیا گیا کہ اس سلسلہ میں اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ ۱۴۰۵ھ میں کیے گئے دوسرے فیصلہ ہی پر اکتفا کیا جائے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبدالرحمن حمزہ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی	ڈاکٹر عمر بافقیہ

شیخ حسنین محمد مخلوف، شیخ صالح بن عبدالعزیز العثیمین، شیخ محمد الشاذلی النیفر، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی اور شیخ محمد سالم عبدالودود اس اجلاس میں شریک نہیں ہوسکے۔

نوٹ: شیخ محمد بن جبیر، ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید اور مبروک مسعود العوادی نے اس مسئلہ میں اتفاق نہیں کیا۔

تیسرا فیصلہ:

رحم میں موجود ناقص الخلقت بچہ کا اسقاط

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے بارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۵/رجب تا ۲۲/رجب بروز شنبہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۰/فروری تا ۱۷/فروری ۱۹۹۰ء میں اس موضوع پر ماہر اطباء اور ارکان کی آراء پر غور اور مباحثہ کے بعد اکثریت کی رائے سے درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

اگر حمل ایک سوبیس (۱۲۰) دنوں کا ہو تو اس کا اسقاط جائز نہیں، خواہ طبی تشخیص سے یہ ثابت ہو رہا ہو کہ بچہ ناقص الخلقت ہے، البتہ اگر ماہر قابل اعتماد اطباء کی کمیٹی کی رپورٹ سے یہ ثابت ہو رہا ہو کہ حمل کا باقی رہنا ماں کی زندگی کے لئے یقیناً خطرناک ہے تو ایسی صورت میں بڑے نقصان کے ازالہ کے لئے بچہ کا اسقاط جائز ہے خواہ وہ ناقص الخلقت ہو یا نہ ہو۔

اگر حمل پر ایک سو بیس دن نہ گزرے ہوں اور ماہر قابل اعتماد اطباء کی کمیٹی کی رپورٹ اور تجرباتی وسائل اور آلات کے ذریعہ فنی تحقیقات کی بنیاد پر یہ ثابت ہو رہا ہو کہ بچہ خطرناک طور پر ایسا ناقص الخلقت ہے کہ نا قابل علاج ہے اور اگر وہ باقی رہ کر اپنے وقت پر پیدا ہوتا ہے تو اس کی زندگی ایک بوجھ اور اس کے اور اس کے گھر والوں کے لئے الم رساں رہے گی، تو ایسی صورت میں والدین کے مطالبہ پر اس کا اسقاط جائز ہے، اجلاس اس فیصلہ کے ساتھ ہی اطباء اور والدین

سے اس معاملہ میں اللہ کا خوف اور احتیاط ملحوظ رکھنے کی اپیل کرتا ہے۔

واللہ ولي التوفیق، وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: محمد بن جبیر، ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید، مبروک مسعود العوادی کو بغیر کسی تفصیل کے اس فیصلہ سے اختلاف ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی	ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء	محمد محمود الصواف	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	ابوبکر جومی	ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ
[دستخط]	[دستخط]	[کنوینر]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی	ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

شیخ حسنین محمد مخلوف، شیخ صالح بن عبدالعزیز العثیمین، شیخ محمد الشاذلی النیفر، میجر جنرل محمود شیت خطاب، شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی اور شیخ محمد سالم عبدالودود اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔

تیرہویں سمینار

منعقدہ ۵/شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

مطابق ۸/فروری ۱۹۹۲ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: ایک کرنسی کے دوسری کرنسی سے تبادلہ کا وعدہ اور
بینک یا کمپنی کا اپنے کسی ایجنٹ کی درخواست پر اس کے لئے
مستقبل کی خریداری کے عمل کو ترتیب دینا

☆ دوسرا فیصلہ: رحم کی جھلی سے انتفاع

☆ تیسرا فیصلہ: کعبہ کا مجسمہ بنانا اور اس کی مارکیٹنگ

پہلا فیصلہ:

ایک کرنسی کے دوسری کرنسی سے تبادلہ کا وعدہ اور بینک یا کمپنی کا اپنے کسی ایجنٹ کی درخواست پر مستقبل کی خریداری کے عمل کو ترتیب دینا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد !

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۵ رشعبان ۱۴۱۲ھ مطابق ۸ رفروری ۱۹۹۲ء میں کرنسیوں کے باہم تبادلہ کے موضوع پر غور کرنے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: ایک کرنسی کا دوسری کرنسی سے تبادلہ بیع صرف ہے۔

دوم: اگر عقد صرف اپنے شرعی شرائط بالخصوص مجلس عقد میں باہمی قبضہ کے ساتھ انجام پائے تو شرعاً جائز ہے۔

سوم: اگر عقد صرف اس طور پر کیا جائے کہ دونوں عوض یا کسی ایک عوض پر قبضہ مستقبل میں ایک مقررہ تاریخ پر اس طرح کیا جائے کہ مقررہ تاریخ پر ایک ہی وقت میں ایک ساتھ دونوں کرنسیوں کا تبادلہ انجام پائے گا تو یہ عقد جائز نہیں ہے، کیونکہ عقد کی تکمیل کے لئے باہمی قبضہ شرط ہے جو یہاں معدوم ہے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

(نوٹ: شیخ صالح بن فوزان نے توقف اختیار کیا ہے)

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ
ڈائریکٹر

دوسرا فیصلہ:

رحم کی جھلی سے انتفاع

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۵رشعبان ۱۴۱۲ھ مطابق ۸رفروری ۱۹۹۲ء نے اس موضوع پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ طبی مقاصد کے لئے اس سے استفادہ میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جو دوائیں اس سے نکالی جاتی ہیں اور منہ یا انجکشن کے ذریعہ لی جاتی ہیں وہ صرف ضرورت کی حالت ہی میں جائز ہیں۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

(نوٹ: شیخ صالح بن فوزان نے توقف اختیار کیا ہے)۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبد الرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ
ڈائریکٹر

تیسرا فیصلہ:

کعبہ کا مجسمہ بنانا اور اس کی مارکیٹنگ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۵ر شعبان ۱۴۱۲ھ مطابق ۸ر فروری ۱۹۹۲ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ:

اس دروازہ کو بند کرنا اور اس سے روکنا ضروری ہے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں شرور اور ممنوعات لازم آتی ہیں۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

(نوٹ: شیخ صالح بن فوزان نے توقف اختیار کیا ہے)۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
محمد محمود الصواف

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی

[دستخط]
ابوبکر جومی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[دستخط]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

[دستخط]
ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ
ڈائریکٹر

●●●

چودہویں سمینار

منعقدہ ۲۰/شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ

مطابق ۲۱/جنوری ۱۹۹۵ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: خاندان کے سرپرستوں پران کے ماتحت وزیرنگرانی اشخاص اوران کے تصرفات کی ذمہ داری

☆ دوسرا فیصلہ: جانور، عمارت اور خصوصی نگہداشت کی متقاضی ہر چیز سے پہنچنے والے نقصانات کی ذمہ داری

☆ تیسرا فیصلہ: سعودی حکومت کی طرف سے توسیع کے بعد مقام سعی کا سابق حکم باقی رہے گا یا اس کا شمار مسجد کے حکم میں ہوگا؟

☆ چوتھا فیصلہ: ایسی کمپنیوں اور بینک کے شیئرز خریدنے کا حکم جن کے بعض معاملات میں سود کی آمیزش ہو

☆ پانچواں فیصلہ: شرکت مضاربت میں سرمایہ دار کے لئے نفع کی ایک متعین مقدار کی تحدید

☆ چھٹا فیصلہ: مضارب اور انتظامی کونسل پر خسارہ کی ذمہ داری

☆ ساتواں فیصلہ: لاٹری کا حکم

☆ آٹھواں فیصلہ: دوران علاج ستر کھولنے کا ضابطہ

پہلا فیصلہ:

خاندان کے سر پرستوں پر ان کے ماتحت وزیر نگرانی اشخاص اور ان کے تصرفات کی ذمہ داری

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

مستقبل کی نیک اور نئی نسل کی تیاری ایک اہم ضرورت ہے جو زندگی اور اس کی مختلف ذمہ داریوں کا بار گراں اپنے دوش پر اٹھا سکے، اس نسل کی تیاری، بچوں کی شخصیت کی تعمیر اور انہیں تباہی و بربادی کے اسباب سے محفوظ رکھنے میں اولیاء (سر پرستوں) اور اوصیاء (نگراں) کا بڑا زندہ رول ہوتا ہے، دوسری جانب ہم دیکھ رہے ہیں کہ سماج میں اخلاقی سطح گر رہی ہے اور دشمنان دین مسلمانوں کے عقائد و اخلاق کو بگاڑنے اور ان کی قوت کو کمزور کرنے کے لئے یورشیں کر رہے ہیں، ان حالات کے پیش نظر رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے چودھویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۲۰ رشعبان ۱۴۱۵ھ میں مذکورہ بالا موضوع پر غور وخوض کیا اور مندرجہ ذیل فیصلے کئے:

اس ذمہ داری کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ولی اور وصی کی ذمہ داری اپنے ماتحت نوعمروں کے حوالہ سے ان کی تربیت اور رہنمائی سے متعلق ہے، یہ دینی پہلو انتہائی اہم ہے، سر پرستوں اور نگراں حضرات کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ماتحتوں کی مکمل نگہداشت کریں، کیونکہ اللہ نے ان کو یہ ذمہ داری دی ہے کہ اپنے

ماتحتوں کی دینی، اخلاقی اور عملی تربیت کریں، اس بات کی نگرانی کریں کہ ان کے تصرفات صحیح اسلامی منہج کے مطابق انجام پائیں، اسلام مخالف فکری رجحانات سے ان کی حفاظت کریں تا کہ وہ ایک صالح، نمونہ اور مکمل مومن نسل بن کر ابھریں، یہ عمومی اسلامی ذمہ داری دراصل اس الٰہی امانت کی تکمیل ہے جو ولی اور وصی کے دوش پر ڈالی گئی ہے، نیز یہ ایک مومن نگراں کا اپنے ماتحتوں سے متعلق فریضہ ہے، تا کہ ان کے اندر صلاح و استقامت پیدا ہو، قرآن وسنت سے ان کا مضبوط تعلق استوار ہو اور فحش و منکرات نیز تمام منحرف ذرائع سے ان کی حفاظت ہو سکے، یہی وہ ذمہ داری ہے جسے فقہ کی زبان میں ولایت کہتے ہیں، جس کی دو قسمیں ہیں:

الف- ولایت علی النفس، یعنی تعلیم و تربیت، علاج و معالجہ، شادی بیاہ، پیشہ وصنعت کی تعلیم وغیرہ کی ذمہ داری۔

ب- ولایت علی المال، یعنی بچوں اور یتیموں کے اموال کی حفاظت، شرعی طریقہ پر ان کی افزائش، خود یا امانت دار لوگوں کے ذریعہ ان کی سرمایہ کاری کی ذمہ داری، ولی کی ذمہ داری ہے کہ بچہ کے مال میں سے معروف طریقہ پر بچہ پر خرچ کرتا رہے جب تک کہ بچہ میں رشد و شعور نہ پیدا ہو جائے، اگر بچہ کا مال نہ ہو تو اس شخص پر بچہ کی مالی ذمہ داری ہے جس پر بچہ کا نفقہ لازم ہوتا ہے اور بچہ کو اس کا مال اسی وقت سپرد کیا جائے گا جب وہ بالغ ہو جائے اور سن رشد کو پہنچ جائے، اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”وابتلوا الیتامیٰ حتی إذا بلغوا النكاح، فإن آنستم منهم رشداً فادفعوا إليهم أموالهم“ [سورہ النساء/٦] (اور تم یتیموں کو آزمالیا کرو یہاں تک کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں یک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالہ کردو)۔

یہ اجلاس اولیاء اور اوصیاء کو اس خطرہ سے ہوشیار کرتا ہے کہ وہ اپنے زیر ولایت بچوں کو تربیت کے لئے ان لوگوں کے حوالہ کرنے سے بچیں جو اپنے کو اسلام کی طرف منسوب کرتے

ہوئے بھی بدعتی، گمراہ اور برائی کے علم بردار ہیں۔

دوسری قسم: نابالغ بچوں وغیرہ کے افعال اور ان کے نتیجہ میں دوسروں کو لاحق ہونے والے نقصانات کا وہ ذمہ دار ہے اور یہ مالی ذمہ داری ہوتی ہے جو عدالت کے اختیار میں آتی ہے۔

ذمہ داری کا مطلب ہے کہ ولی یا وصی اس بات کا پابند ہے کہ اگر اس کے زیر ولایت یا زیر وصایت اشخاص کے کسی عمل سے کسی کی جان، مال یا عضو کو کوئی مالی ضرر پہنچ جائے تو اس ضرر کا معاوضہ ادا کرے۔

اس ذمہ داری کی بنیاد خطاء فعلی ہے۔

اور اولیاء و اوصیاء اپنے زیر ولایت بچے اور پاگل وغیرہ سے پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں شرعاً اس وقت جواب دہ ہوں گے جب انہوں نے حفاظت میں کوتاہی کی ہو یا انہیں بھڑکایا ہو یا ان کو دوسروں کے مال پر قدرت دی ہو یا نابالغ بچوں کو نقصان پہنچانے کا حکم دیا ہو۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

نوٹ: ڈاکٹر مصطفیٰ احمد الزرقاء نے اپنے تحفظ کا اظہار کیا ہے، کیونکہ یہ موضوع تفصیل کا محتاج ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی اکیڈمی
ڈاکٹر احمد محمد علی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	ڈاکٹر مصطفیٰ احمد الزرقاء	ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[معذرت]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر رشید راغب القبانی	محمد سالم عدود
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
ڈاکٹر فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ داغی
۴- شیخ عبدالقادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری

ڈائریکٹر وکنوینر

دوسرا فیصلہ:

جانور، عمارت اور خصوصی نگہداشت کی متقاضی چیز سے پہنچنے والے نقصانات کی ذمہ داری

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلی آله وصحبه وسلم، أما بعد!

موجودہ زمانہ آلات اور ترقی یافتہ ٹکنالوجی کا زمانہ ہے، اس میں کاریگروں کو بڑے بڑے نقصانات پیش آتے ہیں، تکنیکی امور کے ماہرین کی طرف سے کام میں امانت داری کا فقدان ہوتا ہے، اسی طرح کام میں فنی مہارت کا مظاہرہ ان کی طرف سے نہیں ہوتا اور وہ دوسروں کے حقوق کے سلسلہ میں لاپرواہوتے ہیں، اس لئے اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے چودھویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۰رشعبان بروز سنیچر ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱رجنوری ۱۹۹۵ء میں مذکورہ موضوع پر غور کیا اور درج ذیل فیصلے کیے:

اول: جانوروں کے نقصانات... جانور کی جنایت اور اس سے پہنچنے والے نقصان کے بارے میں شرعی اصول تو یہ ہے کہ وہ قابل معافی ہوتا ہے، کیونکہ صحیح حدیث ہے: "العَجْماء جُرْحُها جُبَار" (بے زبان جانور نا قابل مواخذہ ہیں)، بشرطیکہ زیر ملکیت یا زیر قبضہ جانور کے بارے میں یہ معروف نہ ہو کہ وہ نقصان پہنچاتا اور کاٹ لیتا وغیرہ ہے، یا جانور کے مالک کے بارے میں یہ مشہور نہ ہو کہ وہ جانور کی حفاظت میں کوتاہی کرتا ہے، یا

بے توجہی برتتا ہے یا زیادتی کرتا ہے، ذمہ داری کا سبب غلطی اور عملی ضرر ہوگا اور ضمان کا ذمہ دار جانور کا مالک ہوگا یا جو مالک کے حکم میں ہو جیسے غاصب، چور، کرایہ پر لینے والا، عاریت پر لینے والا، سوار، ہانکنے والا اور ڈرائیور ...، یہ لوگ کھیتی اور درخت وغیرہ کو پہنچنے والے نقصان کے بارے میں جواب دہ ہوں گے، اگر نقصان رات کو پہنچے، کیونکہ رات میں جانور کی حفاظت اس کے مالک کی ذمہ داری ہے اور دن میں کھیتی وغیرہ کے مالکان اپنی کھیتی وغیرہ کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ باغات کے مالکان دن میں خود اپنے باغات کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے اور اگر جانور رات میں نقصان پہنچائیں تو اس کی ضمانت جانور کے مالکان پر ہوگی۔

دوم: عمارت کا انہدام ...مکان کا مالک، وقف جائداد کا متولی، یتیم کا ولی اور ناقص الاہلیت شخص کا سرپرست اگر کوئی عمارت بنیاد ہی سے لاپرواہی، یا کوتاہی یا دھوکہ سے کمزور تعمیر کرے تو وہ ایسی عمارت سے پہنچنے والے نقصان کے بارے میں جواب دہ ہوگا اور مالک کو ان تمام لوگوں سے رجوع کا حق حاصل ہوگا جو اس عمارت کی کمزوری کا سبب بنا ہے، اسی طرح اگر کسی ہنگامی خرابی کی وجہ سے عمارت منہدم ہو جائے تو اس سے پہنچنے والے نقصان کا تاوان بھی ان تمام لوگوں پر ہوگا۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: شیخ محمد سالم عدود کہتے ہیں کہ جانور کے نقصان پہنچانے سے اس وقت ضمان لازم نہ آئے گا جب کہ اس کے ساتھ کوئی اس کا نگراں نہ ہو، یعنی جانور چر رہا ہو۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر احمد محمد علی

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[معذرت]
ڈاکٹر رشید راغب القبانی

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
مبروک مسعود العوادی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ داغی
۴- شیخ عبدالقادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری
ڈائریکٹر و کنوینر

تیسرا فیصلہ:

سعودی حکومت کی طرف سے توسیع کے بعد مقام سعی کا سابق حکم باقی رہے گا یا اس کا شمار مسجد کے حکم میں ہوگا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۰/شعبان بروز شنبہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱/جنوری ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا اور اکثریت کی رائے سے طے پایا کہ مقام سعی مسجد حرام کی عمارت میں آجانے کے بعد بھی مسجد کے حکم میں نہیں ہوگا اور نہ اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے، اس لئے کہ وہ خود ایک مستقل مشعر (شعار) ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إن الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت أو اعتمر فلا جناح عليه أن يطوف بهما" [سورہ البقرہ/۱۵۸] (تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں)۔ جمہور فقہاء بشمول ائمہ اربعہ یہی رائے رکھتے ہیں، مسجد حرام کے امام کی اقتداء کرتے ہوئے مقام سعی میں نماز پڑھنا اسی طرح جائز ہے جس طرح دیگر پاک جگہوں پر، مقام سعی میں حائضہ عورت اور جنبی شخص کا ٹھہرنا اور سعی کرنا جائز ہے، اگر چہ سعی میں بھی طہارت مستحب ہے۔ واللہ أعلم۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً،
والحمدلله رب العالمين۔

(نوٹ: نائب صدر ڈاکٹر احمد محمد علی، شیخ محمد بن جبیر اور مبروک مسعود العوادی کو اس سے اتفاق نہیں ہے)۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر احمد محمد علی

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[معذرت]
ڈاکٹر رشید راغب القبانی

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
مبروک مسعود العوادی

[دستخط]
ڈاکٹر فہمی ابوسنہ

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ داغی
۴- شیخ عبدالقادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری

ڈائریکٹر وکنوینر

چوتھا فیصلہ:

ایسی کمپنیوں اور بینک کے شیئرز خریدنے کا حکم جن کے بعض معاملات میں سود کی آمیزش ہو

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے چودہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۰ رشعبان ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱ رجنوری ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر غور کرنے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے:

۱- چونکہ معاملات میں اصل حلت اور اباحت ہے اس لئے ایسی کمپنی قائم کرنا شرعاً جائز ہے جس کے مقاصد اور سرگرمیاں مباح ہوں۔

۲- ایسی کمپنیوں میں حصہ لینا بلا اختلاف حرام ہے جس کی بنیادی غرض ہی حرام ہو، جیسے سودی کاروبار کرنا یا حرام اشیاء تیار کرنا یا ان کی تجارت کرنا۔

۳- کسی مسلمان کے لئے ایسی کمپنی اور بنکوں کے شیرز خریدنا جائز نہیں ہے جن کے بعض معاملات سودی ہوں اور شیرز خریدنے والا اس سے واقف ہو۔

۴- اگر کوئی شخص ایسی کمپنی کے شیرز خرید لے اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کمپنی سودی کاروبار کرتی ہے پھر اسے اس کا علم ہو تو اس پر اس کمپنی سے علاحدہ ہو جانا واجب ہے۔

اس سلسلہ میں حرمت کا حکم واضح ہے، اس لئے کہ سود کی حرمت سے متعلق قرآن

وسنت کے دلائل عام ہیں نیز اس لئے بھی کہ سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے شیئرز اس حقیقت کو جانتے ہوئے خریدنا دراصل خود خریدار کا سودی کاروبار میں شریک ہونا ہے، کیونکہ شیئر فی الواقع کمپنی کے سرمایہ میں ایک غیر متعین حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اور شیئر ہولڈر کمپنی کے سامانوں میں غیر متعین حصہ کا مالک ہوتا ہے، لہذا کمپنی جو قرض بھی سود پر دیتی ہے یا لیتی ہے، شیئر ہولڈر کا اس میں ایک حصہ ہوتا ہے، اس لئے کہ جو لوگ سود پر قرض دینے یا لینے کا کام انجام دیتے ہیں وہ اس شیئر ہولڈر کی نیابت میں اور اس کا وکیل بن کر انجام دیتے ہیں اور حرام کام کا وکیل بنانا بھی ناجائز ہے۔

وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد، وعلی آلہ وصحبہ، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: استاذ مصطفیٰ احمد الزرقاء نے اپنے تحفظ کا اظہار کیا، کیونکہ یہ موضوع تفصیل کا متقاضی ہے۔

[دستخط]		[دستخط]
نائب صدر		صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر احمد محمد علی		عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[معذرت]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر رشید راغب القبانی	محمد سالم عدود

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرہ داغی
۴- شیخ عبدالقادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری
ڈائریکٹر وکنوینر

پانچواں فیصلہ:

شرکت مضاربت میں سرمایہ دار کے لئے نفع کی ایک متعین مقدار کی تحدید

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

اکیڈمی کے چودہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۰رشعبان ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱رجنوری ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر غور وفکر کے بعد طے پایا کہ مضاربت میں یہ جائز نہیں ہے کہ مضارب (کام کرنے والا) رب المال (سرمایہ والے) کے لئے ایک متعین مقدار مال کی تحدید کردے، اس لئے کہ یہ تحدید مضاربت کی حقیقت کے منافی ہے اور اس کی وجہ سے مضاربت کی حیثیت سودی قرض کی ہو جاتی ہے نیز اس لئے بھی کہ ممکن ہے کہ کبھی نفع اس مقدار سے زائد نہ ہو جتنی رب المال کے لئے متعین کی گئی ہے تو ایسی صورت میں رب المال پورا نفع لے لے گا اور مضارب کو کچھ نہ ملے گا، اسی طرح کبھی مضاربت میں خسارہ کی صورت میں یا نفع کے رب المال کے لئے مقررہ مقدار سے کم ہونے کی صورت میں نقصان مضارب کو بھگتنا پڑے گا۔

مضاربت اور اس سودی قرض میں جسے سودی بینک استعمال کرتے ہیں جوہری فرق یہ ہے کہ مال مضارب کے ہاتھ میں امانت ہے، مضارب اس مال کا ضامن نہیں ہوگا اِلا یہ کہ وہ تعدی کرے یا کوتاہی کرے اور نفع مضارب اور رب المال کے درمیان کسی متفقہ شرح تناسب

سے تقسیم ہوگا، ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ مضاربت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مضارب اور رب المال کے درمیان نفع مشترک ہو اور فریقین میں سے کسی ایک کے لئے معین مقدار کی تحدید کے بغیر ہو۔ واللہ أعلم۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر احمد محمد علی

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبد اللہ العبد الرحمٰن البسام

[دستخط]
عبد الرحمٰن حمزۃ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبد اللہ ابوزید

[دستخط]
مصطفٰی احمد الزرقاء

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبد اللہ السبیل

[معذرت]
ڈاکٹر رشید راغب القبانی

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
مبروک مسعود العوادی

[دستخط]
ڈاکٹر فہمی ابوسنہ

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ داغی
۴- شیخ عبد القادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری

ڈائریکٹر و کنویز

چھٹا فیصلہ:

مضارب اور انتظامی کونسل پر خسارہ کی ذمہ داری

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم ، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے چودہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۰ رشعبان بروز سنیچر ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱ رجنوری ۱۹۹۵ء میں مذکورہ بالا موضوع پر غور کرنے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کئے:

مال مضاربت میں ہونے والا خسارہ رب المال کے ذمہ ہوگا، مضارب پر اس کی ذمہ داری نہیں ہوگی، سوائے اس کے کہ مضارب نے مال پر کوئی زیادتی کی یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو، اس لئے کہ مضاربت کا مال اس کے مالک کی ملکیت ہوتی ہے اور مضارب کے پاس جب تک وہ مال ہے مضارب اس کا امین اور اس میں تصرف کرنے کا وکیل ہے اور وکیل اور امین پر صرف زیادتی یا کوتاہی کرنے کی صورت میں ضمان عائد ہوتا ہے۔

بنکوں اور قانونی حیثیت کے حامل مالی اداروں میں ہونے والی کارروائیوں کی ذمہ داری انتظامی کونسل پر عائد ہوتی ہے، اس لئے کہ وہی کمپنی کے حصہ داروں کی طرف سے انتظام میں وکیل اور کمپنی کی قانونی پوزیشن کی نمائندہ ہوتی ہے، لہذا جن صورتوں میں مضارب (شخص طبیعی) نقصانات کے بارے میں جواب دہ ہوگا ٹھیک ان ہی صورتوں میں مال مضاربت کو پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں کمپنی کی انتظامی کونسل جواب دہ ہوگی، لہذا انتظامی کونسل مال کے

مالکان کے سامنے مال مضاربت کو پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں جواب دہ اور ذمہ دار ہوگی اگر اس کی طرف سے یا ادارہ کے کارکنان کی طرف سے کوئی زیادتی یا کوتاہی واقع ہوئی ہو اور انتظامی کونسل کا ضمان حصہ داروں کے مال سے ادا کیا جائے گا، پھر اگر زیادتی یا کوتاہی کسی ایک کارکن کی طرف سے ہو تو انتظامی کونسل کی ذمہ داری ہوگی کہ اس کارکن کا محاسبہ کرے، لیکن اگر خود انتظامی کونسل نے کوتاہی یا زیادتی کی ہو تو کمپنی کے حصہ دار کونسل کا محاسبہ کریں گے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر احمد محمد علی

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[دستخط]
عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[دستخط]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[معذرت]
ڈاکٹر رشید راغب القبانی

[دستخط]
محمد سالم عدود

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
مبروک مسعود العوادی

[دستخط]
ڈاکٹر فہمی ابوسنہ

[غیر موجود]
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

[دستخط]
محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

١- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
٢- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
٣- ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ داغی
٤- شیخ عبدالقادر محمد العماری
٥- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
٦- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری

ڈائریکٹر وکنوینر

ساتواں فیصلہ:

لاٹری کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے چودہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۰/شعبان بروز سنیچر ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱/جنوری ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر غور کیا، لاٹری کی تعریف قانون کی زبان میں یہ کی گئی ہے: ''وہ ایسا کھیل ہے جس میں کئی لوگ شریک ہوتے ہیں، ہر شخص ایک چھوٹی رقم ادا کر کے اپنی قسمت نکلنے کا آرزومند ہوتا ہے، طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک بڑی رقم یا کوئی سامان رکھ دیا جاتا ہے اور ہر شریک شخص کو ایک نمبر ملتا ہے، پھر تمام نمبروں کو ایک جگہ رکھ دیا جاتا ہے اور ان میں سے ایک نمبر یا چند نمبرات اٹھا لئے جاتے ہیں، جس کا نمبر نکلتا ہے وہی رکھی ہوئی رقم یا سامان کو جیتنے والا قرار پاتا ہے۔

اس تعریف کی رو سے لاٹری کا عمل قمار (جوا) میں داخل ہے، اس لئے کہ اس میں حصہ لینے والا ہر شخص یا تو پوری رقم یا سامان کا حق دار ہو جاتا ہے یا اپنی ڈالی ہوئی رقم سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، یہی تو حرام قمار ہے۔

بعض قوانین میں اس کے جواز کے لئے یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ اس کی آمدنی کا ایک حصہ خیراتی کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے، یہ استدلال فقہ اسلامی میں ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے، اس لئے کہ قمار حرام ہے خواہ اس کے پیچھے جو بھی مقصد ہو، میسر (اہل جاہلیت کا جوا) میں بھی جیتنے

والا اپنی آمدنی کو غریبوں میں تقسیم کر دیتا تھا اور یہی پہلو میسر کا وہ نفع ہے جس کی طرف قرآن نے آیت میں اشارہ کیا ہے، لیکن اس نفع کے باوجود قرآن نے اس کو حرام قرار دیا، کیونکہ اس کا گناہ اس کے نفع سے بڑھ کر ہے، آیت قرآنی ہے: "یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمهما أکبر من نفعهما" [سورہ البقرہ/۲۱۹] (لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا: "یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوه لعلکم تفلحون" [سورہ المائدہ/۹۰] (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں، سو اس سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو)۔

اجلاس سفارش کرتا ہے کہ اکیڈمی کی انتظامیہ سروے کر کے معلوم کرے کہ کس کس قسم کے انعامی مقابلے، انعامات اور چھوٹ کی شکلیں تجارتی بازاروں اور ذرائع ابلاغ میں عام ہیں، پھر اس موضوع پر چند فقہاء و محققین سے تحریر تیار کرائے اور اس کو آئندہ اجلاس میں غور کے لئے پیش کرے۔

وصلی الله علی سیدنا محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد لله رب العالمین۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر احمد محمد علی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[معذرت]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر رشید راغب القبانی	محمد سالم عدود
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
ڈاکٹر فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرہ داغی
۴- شیخ عبدالقادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری

ڈائریکٹر وکنوینر

آٹھواں فیصلہ:

دوران علاج ستر کھولنے کا ضابطہ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد !

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے چودہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بروز سنیچر ۲۰ر شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱ر جنوری ۱۹۹۵ء میں اس موضوع کا جائزہ لیا گیا اور درج ذیل فیصلے کیے گئے:

۱- شرعی ضابطہ یہ ہے کہ مرد کے سامنے عورت کا ستر کھولنا اور اسی طرح اس کے برعکس صورت، نیز عورت کے سامنے عورت کا ستر کھولنا اور مرد کے سامنے مرد کا ستر کھولنا جائز نہیں ہے۔

۲- اکیڈمی اس موضوع پر تنظیم اسلامی کانفرنس کے ماتحت قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے فیصلہ نمبر ۸۵/ ۱۲/ ۸۵ مؤرخہ ۷/۱/ ۱۴۱۴ھ کی تائید کرتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''اصل یہ ہے کہ جب مسلم ماہر خاتون ڈاکٹر موجود ہو تو وہی خاتون مریضہ کا ستر دیکھ سکتی ہے، اگر ایسی ڈاکٹر موجود نہ ہو تو غیر مسلم خاتون ڈاکٹر اس کام کو انجام دے گی، اگر وہ بھی موجود نہ ہو تو ایک مسلم مرد ڈاکٹر اور اگر وہ بھی نہ ہو تو غیر مسلم مرد ڈاکٹر ستر دیکھ سکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ مرض کی تشخیص اور اس کے علاج میں عورت کا صرف بقدر ضرورت حصہ ہی دیکھا جاسکتا ہے، اس سے زائد نہیں اور بقدر استطاعت نگاہ

بھی نیچی رکھی جائے اور عورت کا علاج اس کے کسی محرم، شوہر یا قابل اعتماد خاتون کی موجودگی میں ہی مرد ڈاکٹر کرے تاکہ خلوت کا اندیشہ نہ رہے"۔

۳- مذکورہ تمام احوال میں ڈاکٹر کے ساتھ صرف ایسا شخص ہی شریک رہ سکتا ہے جس کی شرکت کسی انتہائی طبی ضرورت کے تحت ضروری ہو اور اس شخص پر واجب ہے کہ جو راز وہ دیکھے اسے پوشیدہ رکھے۔

۴- صحت اور اسپتالوں کے منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ مسلم مردوں اور مسلم عورتوں کی شرم گاہوں کے ستر وحفاظت کے لئے ایسے خصوصی ضوابط اور لائحہ عمل بنائیں جن کے ذریعہ یہ مقصد پورا ہو، اسلامی اخلاقیات کا احترام نہ کرنے والوں کو سزا ملے اور ایسا انتظام ہو کہ دوران علاج مناسب لباس فراہم کیا جائے تاکہ ضرورت سے زائد قابل ستر اعضاء نہ کھلنے پائیں۔

اکیڈمی مندرجہ ذیل اپیل بھی کرتی ہے:

۱- صحت کے ذمہ داران صحت سے متعلق پالیسی میں ایسی تبدیلی کریں جو فکر، طریقہ کار اور نفاذ تینوں میدانوں میں ہمارے دین حنیف اور اس کی بلند واعلیٰ اخلاقی اقدار سے ہم آہنگ ہو اور وہ مسلمانوں سے حرج کو دور کرنے اور ان کی عزت وآبرو کی حفاظت پر اپنی پوری توجہ صرف کریں۔

۲- ہر اسپتال میں ایک شرعی رہنما مقرر کیا جائے جو مریضوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔

وصلی الله علی سیدنا محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم تسلیماً کثیراً،

والحمد لله رب العالمین۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی اکیڈمی
ڈاکٹر احمد محمد علی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزۃ المرزوقی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[معذرت]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر رشید راغب القبانی	محمد سالم عدود
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[دستخط]	[غیر موجود]	[دستخط]
ڈاکٹر فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی الحسنی الندوی	محمد الشاذلی النیفر

درج ذیل علماء اور ماہرین نے اس موضوع سے متعلق مباحثہ میں حصہ لیا:

۱- ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی
۲- ڈاکٹر صدیق محمد الامین الضریر
۳- ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ داغی
۴- شیخ عبدالقادر محمد العماری
۵- شیخ محمد الشیبانی محمد احمد
۶- ڈاکٹر علی احمد السالوس

ڈاکٹر احمد محمد المقری

ڈائریکٹر وکنوینر

☆☆☆

پندرہویں سمینار

منعقدہ ۱۱-۱۵ رجب ۱۴۱۹ھ

مطابق ۳۱ / اکتوبر - ۴ / نومبر ۱۹۹۸ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: جینیٹک انجینیر نگ سے مسلمانوں کا استفادہ کرنا

☆ دوسرا فیصلہ: جینیٹک نشان (Imprint) سے استفادہ

☆ تیسرا فیصلہ: مسلمانوں کا جیلاٹین بنانے میں حیوانات کی ہڈیوں اور کھالوں سے استفادہ کرنا

☆ چوتھا فیصلہ: دَین کی فروخت

☆ پانچواں فیصلہ: تورّق کی بیع کا حکم

☆ چھٹا فیصلہ: اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری

پہلا فیصلہ:

جینیٹک انجینیر نگ سے مسلمانوں کا استفادہ کرنا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے پندرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۱ر رجب بروز سنیچر ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا، جو موجودہ دور میں علوم کے میدان میں زبردست اہمیت اختیار کر گیا ہے اور اس کے استعمال کے سلسلہ میں بہت سے سوالات اٹھائے جارہے ہیں، اجلاس میں یہ بات آئی کہ جینیٹک انجینیر نگ کا محور وراثتی خلقی اوصاف میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے جین (gens)، ان کی باہمی ترکیب اور ان میں تصرف کی واقفیت حاصل کرنا ہے، ان میں تصرف کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے ان میں سے بعض ختم کردیئے جاتے ہیں یا بعض میں اضافہ کردیا جاتا ہے یا ایک کو دوسرے میں ضم کردیا جاتا ہے۔

اس بارے میں غور وفکر نیز اس موضوع سے متعلق لکھے گئے مقالات پر مباحثہ اور مختلف علمی مذاکروں اور سیمیناروں کے فیصلوں اور سفارشات کو سامنے رکھ کر اجلاس نے درج ذیل فیصلے کئے:

۱- تنظیم اسلامی کانفرنس کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے کلوننگ سے متعلق فیصلہ نمبر ۱۰۰ر ۲ر در ۱۰ر کی تائید کی جاتی ہے جو اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ

۲۳رتا۲۸رصفر ۱۴۱۸ھ میں صادر کیا گیا تھا۔

۲۔ کسی مرض سے بچاؤ یا علاج کے لئے یا اس کی شدت کو کم کرنے کے لئے جینیٹک انجینیر نگ کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ اس سے کوئی بڑا ضرر نہ پیدا ہو۔

۳۔ غلط، مجرمانہ اور حرام کاموں کے لئے جینیٹک انجینیر نگ کے اسباب ووسائل کا استعمال جائز نہیں ہے۔

۴۔ اسی طرح انسان کی شخصیت سے کھلواڑ، اس کی انفرادی ذمہ داری کو ختم کرنے یا انسانی نسل کی بہتری کے دعوی سے جین (وراثتی اوصاف) میں تبدیلی کی کوشش کے لئے جینیٹک انجینیر نگ اور اس کے وسائل واسباب کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

۵۔ کسی انسان کی جین سے متعلق تشخیص یا علاج کے لئے کوئی اقدام یا کوئی تحقیق صرف ضرورت کے وقت ہی جائز ہوگی اور ضروری ہوگا کہ تحقیق سے پہلے اس کے ممکنہ فائدوں اور خطرات کا باریکی کے ساتھ صحیح اندازہ کرلیا جائے اور شرعی اجازت حاصل کرلی جائے، نیز نتائج کو مکمل طور پر مخفی رکھنے کا اہتمام کیا جائے اور اسلامی شریعت کے ان احکام کی پابندی کی جائے جن میں انسان کے احترام اور اس کے شرف ومقام پر زور دیا گیا ہے۔

۶۔ کاشت کاری اور مویشیوں کی افزائش کے میدان مین جینیٹک انجینیر نگ کا استعمال جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ ایسی تمام احتیاطی تدابیر بروئے کار لائی جائیں جن سے کسی انسان، حیوان یا ماحول کو کسی قسم کا کوئی نقصان 'خواہ مستقبل بعید میں ممکن ہو' لاحق نہ ہونے پائے۔

۷۔ اجلاس کمپنیوں اور طبی اور غذائی سامان تیار کرنے والے ان کارخانوں سے جو جینیٹک انجینیر نگ سے حاصل شدہ مواد کا استعمال کرتے ہیں، مطالبہ کرتا ہے کہ وہ استعمال ہونے والے تمام مواد کی تفصیل درج کریں، تاکہ ان سامانوں کے استعمال کرنے والے پوری طرح آگاہ رہیں اور ضرر رساں اور حرام اشیاء سے بچ سکیں۔

۸- یہ اجلاس اطباء، کارخانہ داروں اور لیبارٹیریز کے ذمہ داروں سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اپنے ہر کام میں اللہ کا خوف اور اس کی نگرانی کا احساس رکھیں اور ماحول، فرد اور سماج کو کوئی نقصان پہنچانے سے دور رہیں۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آله وصحبه، وسلم تسلیماً کثیراً، والحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید اور شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے توقف کا اظہار کیا ہے۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[معذرت]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی
[دستخط]	[معذرت]	[معذرت]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ سبیل	ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	[انتقال]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[معذرت]	[معذرت]	[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی حسنی ندوی	ڈاکٹر احمد محمد المقری کنوینر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

دوسرا فیصلہ:

جینیٹک نشان (Imprint) سے استفادہ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے پندرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۱/رجب ۱۴۱۹ھ بروز سنیچر مطابق ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۸ء میں جینیٹک اثر اور اس سے استفادہ کے مواقع کے موضوع پر اس حیثیت سے غور کیا گیا کہ جین ہی وہ بنیاد ہے جو انسان کی الگ اور مستقل شخصیت کی دلیل اور وجہ شناخت ہوتا ہے، مطالعہ وتحقیق سے معلوم ہوا کہ سائنسی لحاظ سے یہ انتہائی دقیق ذریعہ ہے جس سے شریعت کے دائرہ میں علاج کو آسان بنانے میں مدد ملتی ہے اور اسے پیشاب، منی، تھوک اور خون کے کسی بھی خلیہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے، اس بارے میں مطالعہ اور غور وفکر کے بعد اجلاس نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول: ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جس میں:

۱- شیخ ڈاکٹر علی محی الدین القرہ داغی

۲- جناب ڈاکٹر نجم عبداللہ عبدالواحد

۳- جناب ڈاکٹر محمد عابد باخطمہ

۴- جناب ڈاکٹر محمد علی البار شامل ہوں گے اور یہ موضوع سے متعلق نئی تحقیقات، انکشافات اور مطالعات کا احاطہ کریں گے اور اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں مناسب

سفارشات اور نتائج پیش کریں گے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[معذرت]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی
[دستخط]	[معذرت]	[معذرت]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ سبیل	ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	[انتقال]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[معذرت]	[معذرت]	[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی حسنی ندوی	ڈاکٹر احمد محمد المقری کنوینر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

تیسرا فیصلہ:

مسلمانوں کا جیلاٹین بنانے میں حیوانات کی ہڈیوں اور کھالوں سے استفادہ کرنا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے پندرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۱ر رجب بروز سنیچر ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۸ء نے جیلاٹین کے موضوع پر غور کیا اور مناقشہ ومباحثہ کے بعد یہ حقیقت سامنے آئی کہ جیلاٹین ایسے مادہ کو کہتے ہیں جسے مٹھائیوں اور بعض طبی دواؤں کے بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے اور اسے جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں سے حاصل کیا جاتا ہے، اس بنا پر اکیڈمی نے مندرجہ ذیل فیصلے کیے:

۱- مباح مواد اور مباح جانور، جن کو شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو، سے نکالے گئے جلاٹین کا استعمال جائز ہے، لیکن کسی حرام چیز جیسے خنزیر نیز دوسرے حرام جانوروں کی کھال اور ہڈیوں اور حرام مواد سے حاصل کیے گئے جلاٹین کا استعمال جائز نہیں ہے۔

۲- اجلاس اسلامی ملکوں اور وہاں کام کرنے والی کمپنیوں وغیرہ سے اپیل کرتا ہے کہ ایسی تمام چیزوں کی درآمد سے بچیں جو شرعی طور پر حرام ہیں اور مسلمانوں کے لئے حلال وطیب غذا کا بندوبست کریں۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[معذرت]
عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[معذرت]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[معذرت]
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ سبیل

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ

[انتقال]
مبروک مسعود العوادی

[معذرت]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[معذرت]
ابوالحسن علی حسنی ندوی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد محمد المقری
کنوینر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

چوتھا فیصلہ:

دَین کی فروخت

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے پندرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۱/رجب روز سنیچر ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۸ء میں دین کی فروخت کے موضوع پر غور کیا گیا، اس موضوع پر ماہرین نے جو مقالات پیش کئے، ان پر مباحثہ کے بعد اجلاس کی رائے یہ ہوئی کہ اس مسئلہ پر ابھی فیصلہ کو مؤخر کیا جائے، کیونکہ دَین کی فروختگی کی جدید و قدیم بہت سی صورتیں ہیں اور اس صورت کے حرام ہونے کی حالت میں اس کے شرعی متبادل کی تلاش ضروری ہے، اسی طرح علمی وفقہی مذاکروں اور اکیڈمیوں نے اس بارے میں جو فیصلے اور سفارشات کئے ہیں ان سے واقفیت بھی لازمی ہے۔

چنانچہ اجلاس نے فیصلہ کیا کہ اکیڈمی کے ارکان و ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی اس موضوع کے تفصیلی مطالعہ کے لئے بنائی جائے اور اس مطالعہ وتحقیق کے نتائج اگلے اجلاس میں پیش کیے جائیں، کمیٹی میں حسب ذیل افراد ہوں گے:

۱- جناب ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابوزید، صدر اسلامی فقہ اکیڈمی، جدہ (صدر کمیٹی)۔

۲- جناب شیخ عبداللہ البسام، ممبر ہیئۃ کبار العلماء وسابق صدر ہیئۃ التمیز (ممبر)۔

۳- جناب ڈاکٹر عبدالمحسن بن عبداللہ آل الشیخ، عمید المکتبات، جامعۃ ام القریٰ (ممبر)۔

۴- جناب ڈاکٹر محمد علی القری، استاذ کلیۃ الاقتصاد جامعہ ملک عبدالعزیز (ممبر)۔

۵- جناب ڈاکٹر وھبہ مصطفیٰ الزحیلی، صدر فقہ اسلامی و مذاہب اربعہ، کلیۃ الشریعہ جامعہ دمشق (ممبر)۔

٦- جناب ڈاکٹر علی محی الدین القرہ داغی، استاذ فقہ و اصول جامعہ قطر (ممبر)۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً،

والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]	[دستخط]
نائب صدر	صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[معذرت]
محمد بن جبیر	عبداللہ العبدالرحمٰن البسام	عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی
[دستخط]	[معذرت]	[معذرت]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ سبیل	ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	[انتقال]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[معذرت]	[معذرت]	[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی حسنی ندوی	ڈاکٹر احمد محمد المقری
		کنوینر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

پانچواں فیصلہ:

تورق کی بیع کا حکم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده، سیدنا ونبینا محمد، وعلی آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے پندرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۱/رجب روز سنیچر ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر غور، بحث ومباحثہ، ادلہ، قواعد شرعیہ اور اس بارے میں علماء کی رایوں کو سامنے رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل فیصلے کئے:

۱- بیع تورق یہ ہے کہ فروخت کنندہ کی ملکیت اور قبضہ میں جو سامان ہے اسے ادھار قیمت پر خرید لیا جائے، پھر خریدار اس سامان کو نقد کسی اور کے ہاتھ بیچ کر نقد روپیہ حاصل کرے۔

۲- یہ بیع تورق شرعاً جائز ہے، یہی جمہور علماء کا قول ہے، کیونکہ خرید وفروخت میں اصل جواز ہے، ارشاد خداوندی ہے:"واحل الله البیع وحرم الربا" (البقرہ/۲۷۵) بیع کی اس صورت میں ربا (سود) کا نہ قصد ہے اور نہ ربا کی صورت، جب کہ کبھی کبھی قرض کی ادائیگی یا شادی وغیرہ میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

۳- اس بیع کے درست ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ خریدار اس سامان کو اسی بیچنے والے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس قیمت سے کم میں نہ بیچے جس میں اس نے خریدا ہے، اگر اس نے

ایسا کیا تو دونوں بیع عینہ کرنے والے ہوں گے جو شرعاً حرام ہے، کیونکہ اس میں ربا کا حیلہ ہے اور اس طرح یہ معاملہ حرام ہو جائے گا۔

۴- اجلاس یہ فیصلہ کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اللہ نے لوگوں کو اپنے پاکیزہ مال سے جس قرض حسن کا حکم دیا ہے وہ اس پر بطیب قلب اور رضائے الٰہی کے جذبہ سے عمل کریں، جس پر نہ احسان جتایا جائے اور نہ تکلیف پہنچائی جائے، یہ انفاق فی سبیل اللہ کی بلند ترین قسم ہے، اس میں ہمدردی، تعاون، مسلمانوں پر شفقت، ان کی مشکلات کا ازالہ، ان کی ضرورتوں کی تکمیل، ان کو بھاری قرضوں سے نجات دلانا اور حرام معاملات سے بچانا ہے اور غیر مشروط طور پر قرض حسن دینے کے ثواب اور اس کی ترغیب کے سلسلہ میں شرعی نصوص بہت زیادہ ہیں جو مخفی نہیں ہیں، اسی طرح قرض لینے والے کو بھی چاہئے کہ وعدہ کی پاسداری کرے، قرض کو بہتر طور پر ادا کرے اور ٹال مٹول سے بچے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[معذرت]
عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی

[دستخط]	[معذرت]	[معذرت]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید	مصطفیٰ احمد الزرقاء	صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن عبداللہ سبیل	ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	[انتقال]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی	ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ	مبروک مسعود العوادی
[معذرت]	[معذرت]	[دستخط]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ	ابوالحسن علی حسنی ندوی	ڈاکٹر احمد محمد المقری کنوینر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

چھٹا فیصلہ:

اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد!

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے پندرہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۱رجب بروز سنیچر ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۱/ اکتوبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا اور مطالعہ ومباحثہ نیز زکاۃ نکالنے کے احکام، مصارف زکاۃ وغیرہ پر غور کرنے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اموال زکاۃ کی علی الفور ادائیگی ضروری ہے، زکاۃ نکالتے وقت جو مستحقین موجود ہوں انھیں مالک بنادیا جائے، ان کی تعیین اللہ تعالی نے خود سورہ توبہ کی آیت نمبر ۶۰ "إنما الصدقات للفقراء والمساكين" الخ، میں کردی ہے۔

لہذا کسی مستحق زکاۃ مثلاً فقراء کے مفاد کی خاطر اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری جائز نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں متعدد شرعی ممنوعات ہیں، مثلاً فوری طور پر زکاۃ نکالنے کے وجوب پر عمل نہ ہوگا، زکاۃ نکالتے وقت موجود مستحقین اس کے مالک نہیں ہوسکیں گے اور انہیں نقصان ہوگا۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم تسليماً كثيراً، والحمد لله رب العالمين۔

[دستخط]
نائب صدر
ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید

[دستخط]
صدر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ممبران

[دستخط]
محمد بن جبیر

[دستخط]
عبداللہ العبدالرحمٰن البسام

[معذرت]
عبدالرحمٰن حمزہ المرزوقی

[دستخط]
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

[معذرت]
مصطفیٰ احمد الزرقاء

[معذرت]
صالح بن فوزان بن عبداللہ
الفوزان

[دستخط]
محمد بن عبداللہ سبیل

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب القبانی

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ

[انتقال]
مبروک مسعود العوادی

[معذرت]
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

[معذرت]
ابوالحسن علی حسنی ندوی

[دستخط]
ڈاکٹر احمد محمد المقری
کنوینر مجلس اسلامی فقہ اکیڈمی

سولہویں سمینار

منعقدہ ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ

مطابق ۵-۱۰/جنوری ۲۰۰۲ء

کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: دَین (قرض) کی بیع

☆ دوسرا فیصلہ: مسلمانوں کی جن بیویوں نے غیر اسلامی عدالتوں سے طلاق حاصل کی ان کو اسلامی مراکز وغیرہ سے طلاق دلوانے کا جواز

☆ تیسرا فیصلہ: اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کے حسابات کی حفاظت

☆ چوتھا فیصلہ: تنضیض حکمی (حکماً نقد قیمت بنانا)

☆ پانچواں فیصلہ: انتخابات میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت

☆ چھٹا فیصلہ: الکحل اور نشہ آور عناصر پر مشتمل دوائیں

☆ ساتواں فیصلہ: جینیٹک نشان اور اس سے استفادہ کے میدان

☆ آٹھواں فیصلہ: جین (Gen) کی تشخیص

پہلا فیصلہ:

دَین (قرض) کی بیع

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ از ۲۱ تا ۲۶/شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰/جنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا، پیش کردہ مقالات اوران پر ہوئے مباحثہ کو پیش نظر رکھا گیا اور معاملات کے سلسلے میں اس اصول کو سامنے رکھا گیا کہ بیع میں اصل جواز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وأحل الله البيع وحرم الربا" (سورۂ بقرہ: ۲۷۵)، لیکن بیع کے کچھ ارکان وشرائط ہیں جن کا پورا ہونا ضروری ہے، لہذا اگر ارکان وشرائط مکمل ہوں اور اس کے درست ہونے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو تو بیع صحیح ہوگی، سمینار میں جو مقالات پیش کیے گئے ان سے معلوم ہوا کہ دَین کی فروختگی کی کئی صورتیں ہیں، ان میں بعض جائز ہیں اور بعض ممنوع۔ ممنوع صورتوں میں سود کی دونوں قسمیں ربا الفضل اور ربا النسیئہ شامل ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک قسم بھی کسی صورت میں پائی جائے گی تو معاملہ حرام ہوگا، جیسے ربوی دین کو اس کے ہم جنس کے ساتھ فروخت کرنا یا ایسے غرر کا پایا جانا جس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، اسی طرح وہ بیع بھی حرام ہوگی جس میں دَین کو فروخت کرنے کی صورت میں اس کو حوالہ کرنے کی قدرت باقی نہ رہے وغیرہ۔

کیونکہ نبی علیہ السلام نے "بيع الكالئ بالكالئ" (ادھار کی ادھار سے بیع) سے منع کیا ہے۔

دیون کے سلسلہ میں کچھ نئی شکلیں بھی رواج پذیر ہوگئی ہیں جن پر بنکوں اور مالیاتی اداروں میں عمل ہو رہا ہے، ان میں سے بعض شکلیں جائز نہیں ہیں، کیونکہ وہ بیع کی لازمی شرعی

شرائط وضوابط کے خلاف ہیں، اس بناء پر اکیڈمی کے اجلاس نے درج ذیل فیصلے کیئے:

اول: دَین کو فروخت کرنے کی ایک جائز صورت یہ ہے کہ:

دَین مقروض ہی کے ہاتھ نقد قیمت پر فروخت کیا جائے، اس صورت میں حوالگی کی شرط پائی جارہی ہے، کیونکہ جو اس کے ذمہ میں ہے وہ حکماً اسی کے قبضہ میں ہے، اس لئے دَین کی بیع میں جو رکاوٹ تھی یعنی اس کو حوالہ کرنے پر قادر نہ ہونا، وہ اس صورت میں نہیں پائی جاتی۔

دوم: دَین کو فروخت کرنے کی ناجائز صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ دَین مقروض کو دین کی مقدار سے زیادہ قیمت پر ادھار بیچنا، کیونکہ یہ ربا میں داخل ہے جو شرعاً ممنوع ہے، اسی کو قرض کی شیڈولنگ کہتے ہیں۔

ب۔ دَین مقروض کے علاوہ کسی اور شخص کو ادھار قیمت پر دین کی جنس یا اس کے علاوہ جنس سے فروخت کرنا، اس لئے کہ یہ بیع الکالی بالکالی (دوطرفہ ادھار خرید وفروخت) کی صورت ہوجائے گی جو شرعاً ممنوع ہے۔

سوم: دیون میں تصرف کے بعض نئے مروج طریقے:

الف۔ تجارتی کاغذات (جیسے، چیک، کریڈٹ کارڈ، بل آف ایکسچینج) کی کٹوتی یا ان کے لین دین پر لگایا جانے والا کمیشن شرعاً جائز نہ ہوگا، کیونکہ یہ دین کو غیر مدیون کے ہاتھ فروخت کرنا ہے جو سود پر مشتمل ہے۔

ب۔ سودی سرٹیفکٹ جاری کرنے یا لینے اور فروخت کرنے کا معاملہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ سود پر مشتمل ہے۔

ج۔ دیون کو چیک کی شکل میں دینا کہ ثانوی بازار میں ان کا استعمال کیا جائے، جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ ان تجارتی کاغذات کی کٹوتی کرنے کے معنی میں ہوگا جس کا

بیان شق نمبر(۱) میں گذرا۔

چہارم: اکیڈمی کی رائے یہ ہے کہ تجارتی کاغذات کی کٹوتی کرنے اور سرٹیفکٹ کی بیع کا شرعی بدل یہ ہے کہ ان کو تجارتی سامانوں کے عوض بیچا جائے، اس شرط کے ساتھ کہ عقد کے وقت ہی فروخت کنندہ انہیں وصول کرلے خواہ سامان کی قیمت تجارتی نوٹ کی قیمت سے کم ہو، کیونکہ نقد قیمت سے زیادہ قیمت پر بہ طور ادھار خریدنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

پنجم: اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ دین کے پہلو سے اسلامی مالیاتی اداروں میں مروج معاملات کی رپورٹ تیار کی جائے کہ اس میں کون سی صورتیں جائز اور کون سی ناجائز ہیں؟

والله ولي التوفيق۔ وصلى الله على نبينا محمد۔

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر	ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید واصل	ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط سے قبل روانگی]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

دوسرا فیصلہ:

مسلمانوں کی جن بیویوں نے غیر اسلامی عدالتوں سے طلاق حاصل کی ان کو اسلامی مراکز وغیرہ سے طلاق دلوانے کا جواز

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أمابعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶ر شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰ر جنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور مباحثوں کے جائزہ کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

موضوع کی اہمیت، اس پر مزید بحث کی ضرورت اور اس مسئلہ سے متعلق لوگوں اور ماہرین کی رایوں کو جاننے کی ضرورت کے پیش نظر اکیڈمی نے مناسب سمجھا کہ اس پر فیصلہ کو مؤخر کیا جائے، لہذا اجلاس رابطہ عالم اسلامی سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مسلمان اقلیتوں اور ان کی مشکلات ومسائل پر جلد از جلد ایک سمینار منعقد کرے جس میں علماء اور اس موضوع سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو غیر مسلم اکثریت کے ملکوں سے بلایا جائے اور مسلمان اقلیتوں کے حالات ومشکلات کو جاننے کے لئے ضروری لوازم مہیا کرائے جائیں، بطور خاص ان معاملات پر جو خاندان سے متعلق ہیں اور رابطۂ عالم اسلامی جو تمام مسلم قوموں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، مناسب اور ممکن شرعی ذرائع سے ان حکومتوں سے رابطہ کرے جہاں مسلمان اقلیتیں رہتی ہیں تا کہ وہ اقلیتیں پرسنل لا سے متعلق مسائل میں شریعت سے رجوع کرسکیں جیسے کہ دوسری اقلیتیں بھی اس حق سے مستفید ہوتی ہیں اور سمینار کے نتائج وسفارشات کو اکیڈمی کے آئندہ اولین اجلاس میں

پیش کیا جائے تاکہ ان پر غور وفکر ہو سکے۔

واللہ ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد،

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر	ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید واصل	ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط سے قبل روانگی]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی (سکریٹری جنرل)	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی (نائب صدر)	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ (صدر)

تیسرا فیصلہ:

اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کے حسابات کی حفاظت

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أمابعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶/شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰/جنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر غور کیا اور پیش کردہ مقالات اور اس پر ہونے والی بحثوں کے جائزہ کے بعد درج ذیل فیصلے کئے:

اول: اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کے حسابات کی حفاظت، خواہ اس کے تحفظ کا پہلو ہو یا اصلاح کا پہلو، شرعاً ایک مطلوب امر ہے، بشرطیکہ ان کی حفاظت کے لئے جائز وسائل استعمال کئے جائیں، کیونکہ مال کی حفاظت بھی شریعت کا ایک مقصد ہے۔

دوم: اسلامی بینکوں پر واجب ہے کہ سرمایہ کاروں کے اموال کا انتظام دیکھتے وقت ان کے اکاؤنٹس کے تحفظ اور خطرات کو کم سے کم کرنے کے لئے بینکاری کے میدان میں معروف اور جائز حفاظتی تدبیریں اور وسائل اختیار کریں۔

سوم: مضاربت کرنے والے بینک کو خسارہ ہو جانے کی صورت میں اکیڈمی اپنے چودہویں اجلاس منعقدہ ۲۰/۸/۱۴۱۵ھ میں کئے گئے اس فیصلہ کو دہراتی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ مضاربت کے مال میں خسارہ کا ذمہ دار رب المال ہوگا، مضارب ذمہ دار نہ ہوگا، سوائے اس صورت کے کہ وہ مال کے معاملہ میں زیادتی کا مرتکب ہو [illegible] کی حفاظت میں کوتاہی کرے اور کاروبار میں عرف کی رو سے [illegible]

وہ نہ دے۔

چہارم: اکیڈمی علمی، مالیاتی اور نگراں اداروں کو ترغیب دیتی ہے کہ وہ شرعی حساب کی بنیادوں اور معیارات کو ترقی دیں تا کہ ان کی روشنی میں زیادتی یا کوتاہی واقع ہونے کا فیصلہ کیا جاسکے، اسی طرح اکیڈمی حکومتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس بارے میں ضروری قوانین اور ضوابط نافذ کریں۔

پنجم: سرمایہ کار (رب المال) جو سرمایہ کاری کے حسابات کے مالک ہیں، کے لئے اپنے سرمایہ کاری کے حسابات کا میچول انشورنس کرانا اس طریقہ پر جائز ہوگا جو اکیڈمی کے پہلے اجلاس منعقدہ ۱۳۹۸ھ کی قرارداد نمبر ۵۵ میں طے کیا گیا ہے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد۔

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر	ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید واصل	ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبد الودود	محمد بن عبد اللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط سے قبل روانگی]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری	ڈاکٹر عبد الکریم زیدان	محمد تقی العثمانی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی (سکریٹری جنرل)	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی (نائب صدر)	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ (صدر)

چوتھا فیصلہ:

تنضیض حکمی (حکماً نقد قیمت بنانا)

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶ر شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰ر جنوری ۲۰۰۲ء میں اس بارے میں غور کیا گیا، ''تنضیض حکمی'' کا مفہوم یہ ہے کہ موجود سامانوں اور دیون کی نقد قیمت لگائی جائے، جیسی کہ فی الواقع سامانوں کی بیع ہوئی ہوتی اور دیون حاصل ہوئے ہوتے، یہ تنضیض حقیقی کا بدل ہے، جس میں صنعتوں اور سرمایہ کاری کے مشترکہ سامانوں جیسے سرمایہ کاری کے فنڈز کا فائنل حساب ہوتا ہے، تمام موجود سامانوں کو فروخت کردیا جاتا ہے اور تمام قرضے وصول کر لئے جاتے ہیں، اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اوران پر ہوئے مباحثوں کے جائزہ کے بعد اجلاس نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول: مشترک مضاربت یا سرمایہ کاری کے فنڈز یا عام کمپنیوں کے فوائد ومنافع کی تقسیم یا تحدید کے لئے حکمی قیمت لگانے میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے، یہ تقسیم فائنل ہوگی اور شرکاء کے مابین، صراحتاً یا ضمناً ایک دوسرے کو بری کر دینا متصور ہوگا، اس کی دلیل قیمت لگانے سے متعلق احادیث ہیں، مثلاً حدیث: ''**تقطع اليد في ربع دينار فصاعدا أو فيما قيمته ربع دينار فصاعداً**'' (بخاری) (چوتھائی دینار یا اس سے زائد میں یا ایسی چیز میں جس کی قیمت چوتھائی دینار یا اس سے زائد ہو، ہاتھ کاٹا جائے گا) اور دوسری حدیث میں ہے: جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے تو اگر غلام کے پاس مال ہو تو

وہ مال دے کر آزاد ہو جائے گا اور اگر مال نہ ہو تو اس کی عدل کے ساتھ قیمت لگائی جائے گی، پھر غلام محنت کر کے اسے ادا کرے گا اور جس نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا اسے مناسب قیمت دی جائے گی (مسلم)۔

اس رائے کی تائید صاحب ''المغنی'' کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ اگر مضارب موت کی وجہ سے یا اہلیت ختم ہونے کی وجہ سے بدل جائے، جبکہ سامان ابھی قیمت کی شکل میں نہ ہو، تو مضارب کے جانشین اور صاحب سرمایہ کے مابین مضاربت کو جاری رکھنے کے لئے اس کی قیمت لگانا درست ہوگا، اس کے علاوہ قیمت لگانے کی اور بھی متعدد شرعی مثالیں موجود ہیں جیسے زکاۃ کے لئے تجارتی سامانوں کی قیمت لگانا اور مشترک اموال کی تقسیم کرنا وغیرہ۔

دوم: حکمی قیمت لگانے میں ضروری ہوگا کہ ہر میدان کے ماہرین اسے انجام دیں اور اس صورت میں ان کی تعداد تین سے کم نہ ہو اور تخمینے الگ ہونے کی صورت میں متوسط تخمینہ کو لیا جائے اور قیمت کی تعیین میں اعتبار منصفانہ بازاری قیمت کا ہوگا۔

واللہ ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد۔

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر	ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید واصل	ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبد الودود	محمد بن عبد اللہ السبیل

[دستخط]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری

[دستخط]
ڈاکٹر عبدالکریم زیدان

[دستخط سے قبل روانگی]
محمد تقی العثمانی

[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی
(سکریٹری جنرل)

[دستخط]
ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی
(نائب صدر)

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(صدر)

تعین قیمت کے مطابق منافع کی حتمی تقسیم سے
میرے عدم اتفاق کے اسباب یہ ہیں:

۱- یہ فیصلہ اس طے شدہ امر کے خلاف ہے کہ نفع اسی وقت لازم ہوتا ہے جب اس کی تقسیم کی جائے، یہی فیصلہ اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی قرارداد میں آیا ہے کہ'' نفع کا استحقاق نفع ظاہر ہونے سے ہوگا اور قیمت کی شکل ہونے پر ملکیت میں آئے گا اور لازم اس وقت ہوگا جب اس کی تقسیم کی جائے'' اور تقسیم ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ قیمت نہ بن جائے اور نہ یہ سامان کے باقی رہتے ہوئے اس کی حکمی تنضیض سے ہی ممکن ہے۔

۲- منافع کی حتمی تقسیم کے نتیجہ میں ظلم واقع ہوتا ہے، یا تو سرمایہ کاروں میں سے باہر نکلنے والے شخص پر یا باقی لوگوں پر، جب سامان اس قیمت سے ہٹ کر فروخت ہوں جو لگائی گئی ہو، چنانچہ فیصلہ میں بھی اس ظلم کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا علاج'' مبارأۃ'' یعنی ایک دوسرے کو بری کرنے کے ذریعہ کیا گیا ہے، یہ مبارأۃ ہزاروں ارباب اموال کے درمیان کیوں کر ممکن ہے؟

۳- فیصلہ میں جن دلائل کا سہارا لیا گیا ہے وہ اس موضوع پر منطبق نہیں ہوتے، وہ تعین قیمت کے جواز میں ہیں جس سے کسی کو اختلاف نہیں۔

۲۶ رشوال ۱۴۲۲   الصدیق محمد الامین الضریر

۱۰/۱۰/۲۰۰۲ء

پانچواں فیصلہ:

انتخابات میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أمابعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی، کے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶ رشوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰ رجنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا، اس کے بارے میں پانچ مقالات پیش کیے گئے، مقالہ نگاروں کی جانب سے ان کے خلاصے پیش ہوئے، پھران پر سیر حاصل مباحثہ ہوا، جس سے اس نئے پیدا شدہ مسئلہ کی اہمیت پر روشنی پڑی اور واضح ہوا کہ غیر مسلم اکثریتی ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو اس کے جواز وعدم جواز سے متعلق شرعی حکم جاننے کی شدید ضرورت ہے، کیونکہ شہریت کے حق کی بنا پر انہیں وہاں ووٹ دینے کا حق حاصل ہے اور اس حق کے استعمال سے ان کے مفادات کا تحفظ ہوگا، یا کم از کم وہ نقصانات کو کم کرسکیں گے، جس معاشرہ میں وہ زندگی گذار رہے ہیں اس کی سماجی سرگرمیوں میں ان کی شرکت ہوگی اور جو قوانین اور نظام بنائے جائیں گے ان پر مباحثہ میں بھی کسی درجہ میں شرکت ہوسکے گی اور بسا اوقات وہ ان میں تبدیلی یا ان کے ضرر کو کم کراسکیں گے اور میونسپلٹی، صوبائی اور پارلیمنٹری کمیٹیوں میں جب ان کی تعداد بڑھے گی تو ملک کی خارجہ اور داخلہ پالیسیاں بنانے میں بھی ان کی شرکت ہوگی اور وہ ان پر اس طرح اثر انداز ہوں گے جس سے ان کے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے بعض مفادات کا تحفظ ہوگا یا کم سے کم نقصانات میں تخفیف ہوسکے گی۔

ان مباحثوں سے ظاہر ہوا کہ ملی مصالح کی تعیین اور ان میں اس بات کی تعیین کہ کون

سے مصالح حقیقی اور راجح ہیں اور کون سے محض وہم پر مبنی ہیں اور مرجوح ہیں؟ اس کے لئے مزید غور وفکر اور ان ملکوں کے مسلمانوں کے حالات سے مزید واقفیت درکار ہے تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ مسلمانوں کے مفادات کیسے حاصل ہو سکتے ہیں، اس احتیاط کے ساتھ کہ مسلمان ان غیر مسلم معاشروں میں ضم ہو کر اپنا تشخص نہ کھو بیٹھیں جو کہ ایک بڑا خطرہ ہے اور ان متوقع دنیوی مفادات سے بڑھ کر ہے جو اس کے مقابلہ میں حاصل ہو سکتے ہیں۔

اس لئے اجلاس اس موضوع پر فیصلہ کو مؤخر کرتا ہے اور اسے مسلم اقلیتوں سے متعلق سمینار کے حوالہ کرتا ہے جس کے جلد ہی انعقاد کی سفارش رابطہ عالم اسلامی نے کی ہے، جب وہاں دستیاب معلومات اکیڈمی کے پاس آئیں گی تو ان کے مطالعہ اور جائزہ کے بعد مناسب فیصلہ کیا جائے گا۔

واللہ ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد۔

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر	ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید واصل	ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبد الودود	محمد بن عبد اللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط سے قبل روانگی]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری	ڈاکٹر عبد الکریم زیدان	محمد تقی العثمانی

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی (سکریٹری جنرل)	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی (نائب صدر)	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ (صدر)

چھٹا فیصلہ:

الکحل اور نشہ آور عناصر پر مشتمل دوائیں

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶ر شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰ر جنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر غور کیا گیا اور الکحل ومنشیات کے بارے میں پیش کردہ مقالات اور ان پر ہوئے مباحثے کو سامنے رکھ کر اور اس بات کے پیش نظر کہ شریعت رفع حرج، دفع مشقت اور ممکن حد تک دفع ضرر پر مبنی ہے، نیز ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں اور دو ضرر میں سے زیادہ بڑے ضرر سے بچنے کے لئے چھوٹے ضرر کو انگیز کیا جاسکتا ہے، اس میں درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: خالص شراب کا استعمال دوا کے بطور کسی بھی حال میں جائز نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم" (اللہ نے جس چیز کو تم پر حرام کیا ہے اس میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی ہے) (بخاری)، اسی طرح فرمایا: "إن الله أنزل الداء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام" (اللہ نے بیماری نازل کی اور ہر بیماری کی دوا بنائی تو دوا علاج کرو اور کسی حرام سے علاج نہ کرو) (ابوداؤد، ابن السنی اور ابونعیم)، طارق بن سوید نے شراب کو دوا بنانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "إن ذلك ليس بشفاء ولكنه داء" (وہ شفاء نہیں بلکہ بیماری ہے) (ابن ماجہ، ابونعیم)۔

دوم: ان دواؤں کا استعمال جائز ہے جن میں الکحل کی صرف اتنی مقدار ہو جو دوا بنانے کے لئے ضروری ہو اور اس کا متبادل نہ ہو، اس شرط کے ساتھ کہ کسی راست باز طبیب نے وہ دوا تجویز کی ہو، اسی طرح زخموں کی خارجی صفائی، جراثیم کو مارنے نیز تیلوں اور کریم وغیرہ میں بھی الکحل کا استعمال جائز ہے۔

سوم: اکیڈمی اسلامی ملکوں کی دواساز کمپنیوں، فارمیسیوں اور دوائیں اکسپورٹ کرنے والوں سے اپیل کرتی ہے کہ دواؤں میں الکحل کے استعمال سے بچنے اور اس کا متبادل تلاش کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں اور اس کا بدل تلاش کریں۔

چہارم: اسی طرح اکیڈمی ڈاکٹروں سے اپیل کرتی ہے کہ حتی الامکان وہ الکحل والی دوائیں تجویز کرنے سے احتراز کریں۔

واللہ ولي التوفیق، وصلی اللہ علی نبینا محمد۔

ممبران

[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر	ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان	ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید واصل	ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود	محمد بن عبداللہ السبیل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط سے قبل روانگی]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی

ساتواں فیصلہ:

جینیٹک نشان اور اس سے استفادہ کے میدان

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لانبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے سولہویں اجلاس منعقد مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶ رشوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰ رجنوری ۲۰۰۲ء میں جنیٹک نشان کی اس تعریف کو دیکھا جو اکیڈمی کے سولہویں اجلاس میں یوں کی گئی تھی: "وراثتی علامت (جین) ہی وہ بنیاد ہے جو انسان کی الگ اور مستقل شخصیت کی دلیل ہوتی ہے"، تحقیقات اور علمی مقالات سے واضح ہوتا ہے کہ سائنٹیفک طریقہ پر شرعی علاج کو مزید آسان بنانے میں اس کا کردار اہم ہوسکتا ہے اور اسے پیشاب، منی، تھوک اور خون کے کسی بھی خلیہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس بارے میں اکیڈمی نے اپنے پندرہویں اجلاس میں اس پر مفصل اور واقعاتی تحقیق پر مشتمل رپورٹ تیار کرنے کا کام ایک کمیٹی کو سونپا تھا، اس کمیٹی کی رپورٹ کا مطالعہ کیا گیا، نیز فقہاء، ڈاکٹرز اور ماہرین کے مقالات دیکھے گئے اور ان پر ہوئے مباحثوں کے ملاحظہ کے بعد اکیڈمی کے سامنے یہ چیز آئی کہ جینیٹک نشان کے نتائج والدین کی طرف اولاد کی نسبت یا عدم نسبت کے بارے میں تقریباً قطعی ہیں، اسی طرح واقعہ کے وقت اور جگہ میں پائے جانے والے خون، منی یا تھوک کے نمونہ کی نسبت اصل آدمی کی طرف قطعی ہے اور یہ عام قیافہ شناسی کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہے (قیافہ میں اصل وفرع کے مابین جسمانی مشابہت کی بنیاد پر نسب کو ثابت کیا جاتا ہے) اور اس میں اگر کوئی غلطی ہوتی ہے تو وہ موروثی نشان کی ماہیت کی جہت سے نہیں

ہوتی ہے، بلکہ انسانی کوشش اور آلودگی کے عوامل کے باعث ہوتی ہے، اس بنا پر اکیڈمی نے مندرجہ ذیل فیصلے کئے:

اول: جرائم کی تفتیش میں جینیٹک علامتوں سے استفادہ کرنے میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے اور ایسے جرائم کے ثبوت میں اس کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے جن میں حد شرعی اور قصاص نہ ہو، کیونکہ حدیث میں ہے: ''ادرء وا الحدود بالشبھات'' (حدود کو شبہات کی بنیاد پر ساقط کرو)، اس سے سماج میں امن وامان اور انصاف پھیلے گا، مجرم اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا اور بے قصور کو بچایا جاسکے گا جو شرع کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔

دوم: نسب کے سلسلہ میں جینیٹک نشان کا استعمال حد درجہ احتیاط اور رازداری سے ہونا چاہئے، اسی لئے اس پر شرعی قواعد اور نصوص کو مقدم رکھا جائے گا۔

سوم: نسب کی نفی میں شرعاً جینیٹک علامت پر اعتماد کرنا درست نہ ہوگا، اسی طرح لعان پر اسے مقدم نہیں کیا جاسکتا۔

چہارم: جو نسب شرعاً صحیح ثابت ہیں ان کو مزید مؤکد کرنے کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا، لوگوں کے نسب اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے متعلقہ ذمہ داروں پر اسے روکنا اور تادیبی کارروائیاں کرنا ضروری ہوگا۔

پنجم: ذیل کے حالات میں اثبات نسب کے لئے جینیٹک نشان پر اعتماد جائز ہوگا:

الف- مجہول النسب پر تنازع کی مختلف صورتوں میں جن کا فقہاء نے ذکر کیا ہے، خواہ تنازعہ اس نوعیت کا ہو کہ مجہول النسب کے بارے میں دلیل ہی نہ ہو یا دلائل مساوی ہوں یا وطی بالشبہہ وغیرہ میں اشتراک پایا جائے۔

ب- اسپتالوں میں بچوں کی پیدائش یا بچہ گھروں میں پیدائش یا ٹسٹ ٹیوب بے بی وغیرہ میں اشتباہ کی صورتیں۔

ج- ایسے ہی حادثات، آفات اور جنگ وغیرہ میں بچے ضائع ہوجائیں، یا مل جُل جائیں اوران کے گھر والوں کو پہچانا نہ جاسکے، یا ایسی نعشیں ہوں جن کی شخصیت کا پتہ لگانا دشوار ہو، یا جنگ کے قیدیوں اور مفقودین کی تحقیق مقصود ہو۔

ششم: کسی جنس، قوم یا فرد کے بشری جینوم کو فروخت کرنا کسی بھی غرض کے لئے جائز نہیں، نہ ہبہ کرنا جائز ہے، کیونکہ اس کی بیع اور ہبہ میں بہت سے مفاسد ہیں۔

ہفتم: اکیڈمی درج ذیل سفارش کرتی ہے:

الف- حکومت اس وقت تک جینیٹک علامت کی تحقیق کی اجازت نہ دے جب تک کہ عدالت اس کا آرڈر نہ دے اور یہ کام متعینہ مخصوص لباریٹریوں میں ہی کیا جائے، پیسہ کمانے کی نیت رکھنے والے پرائیوٹ سیکٹر کو اس تحقیق سے روک دیا جائے، کیونکہ اس میں بڑے خطرات ہیں۔

ب- ہر ملک میں جینیٹک علامتوں سے متعلق ایک خاص کمیٹی بنائی جائے، جس میں انتظامیہ کے ساتھ ڈاکٹرز اور شرعی ماہرین بھی شامل ہوں اور اس کا کام جینیٹک علامتوں کے نتائج کی نگرانی اور اس کے قابل اعتبار ہونے کی تصدیق کرنا ہو۔

ج- جینیٹک علامتوں کی لیباریٹریز میں دھوکہ، جعل سازی، ماحولیاتی آلودگی اور انسانی کوشش سے متعلق کمزوریوں کو روکنے کے لئے ایک ٹھوس نظام تشکیل دیا جائے تاکہ نتائج حقیقت کے مطابق ہوں، لیباریٹریز کی اہلیت ومعیار کا جائزہ لیا جائے اور تحقیق کے لئے اتنے ہی جینز استعمال کیے جائیں جتنے کو ماہرین شک دور کرنے کے لئے ضروری قرار دیں۔

واللہ ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد۔

ممبران

[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش

[دستخط]
ڈاکٹر نصر فرید واصل

[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد سالم بن عبدالودود

[دستخط]
محمد بن عبداللہ السبیل

[دستخط]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری

[دستخط]
ڈاکٹر عبدالکریم زیدان

[دستخط سے قبل روانگی]
محمد تقی العثمانی

[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی
(سکریٹری جنرل)

[دستخط]
ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی
(نائب صدر)

[دستخط]
عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(صدر)

آٹھواں فیصلہ:

جین (Gen) کی تشخیص

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لانبي بعده، أما بعد!

اسلامی فقہ اکیڈمی کے سولہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱ تا ۲۶ر شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ تا ۱۰ر جنوری ۲۰۰۲ء میں ان مقالات کو دیکھا گیا جو فقہ اکیڈمی اور ''مرکز طبی اخلاقیات اور بایولوجیکل علوم'' کے اشتراک سے ریاض کے اسپیشل کنگ فیصل اسپتال میں جین کی تشخیص کے سلسلہ میں منعقد سمینار میں ڈاکٹروں کی ٹیم نے پیش کئے تھے، ان مقالات کے سننے کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول: مرکز طبی اخلاقیات سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان امور کے بارے میں ایک مفصل نوٹ تیار کرے جن کی شرعی حیثیت کے بارے میں مرکز اکیڈمی کی شرعی رائے جاننا اور اس سلسلہ میں فیصلہ کرانا چاہتا ہے۔

دوم: اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ اکیڈمی کے ممبران، ماہرین اور فقہاء اور اس میدان کے اصحاب اختصاص سے مقالے لکھوائے اور جو تحقیقات سامنے آئیں انہیں اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد۔

ممبران

[دستخط]
محمد بن ابراہیم بن جبیر

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش

[دستخط]
ڈاکٹر نصر فرید واصل

[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الامین الضریر

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد سالم بن عبد الودود

[دستخط]
محمد بن عبد اللہ السبیل

[دستخط]
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس المبارکفوری

[دستخط]
ڈاکٹر عبد الکریم زیدان

[دستخط سے قبل روانگی]
محمد تقی العثمانی

[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف بن عبد اللہ القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر عبد الستار فتح اللہ سعید

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی
(سکریٹری جنرل)

[دستخط]
ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی
(نائب صدر)

[دستخط]
عبد العزیز بن عبد اللہ آل الشیخ
(صدر)

اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے سولہویں فقہی سمینار

منعقدہ ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ

مطابق ۵--۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء کی طرف سے

خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی زیر نگرانی

جاری کردہ اعلان مکہ مکرمہ

☆ اعلان مکہ مکرمہ

☆ اپیل

الحمد لله، والصلاة والسلام على أفضل خلق الله، نبينا محمد، وعلى آله وصحبه، ومن والاه، أما بعد!

اللہ کی مدد اور توفیق سے رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کا سولہواں اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ یہ خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبد العزیز آل سعود کی زیر نگرانی مکہ مکرمہ میں بتاریخ ۲۱-۲۶ رشوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵-۱۰ رجنوری ۲۰۰۲ء منعقد ہوا جن کی نیابت کرتے ہوئے سربراہ مکہ مکرمہ عزت مآب شاہزادہ عبد المجید بن عبد العزیز آل سعود نے سمینار کا افتتاح کیا اور ایک عظیم الشان اصلاحی تقریر کی، اس موقع پر اکیڈمی نے درج ذیل اعلان جاری کیا:

اعلان مکہ مکرمہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وبعد:

رابطہ عالم اسلامی کی اسلامی فقہ اکیڈمی کے ارکان روئے زمین کی سب سے مقدس ترین جگہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ الحرام کے جوار میں اکٹھے ہوئے ہیں، ان کے لئے سب سے زیادہ تشویشناک اور فکر انگیز چیز یہ ہے کہ موجودہ دور میں اسلام پر غلط الزامات چسپاں کئے جا رہے ہیں اور اس کے لئے ظالمانہ ابلاغی یورش کی پوری قوت جھونک دی گئی ہے جو اسلام، مسلمانوں اور متعدد اسلامی ممالک کے خلاف اور بالخصوص مملکت سعودی عرب کے خلاف زہریلے نشتر چلا رہے ہیں، حالانکہ سعودی عرب میں اللہ کی شریعت کا نفاذ ہوتا ہے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر فیصلہ ہوتا ہے، وہ ہر جگہ کے مسلمانوں کی مدد کرتا ہے، مسلمانوں کے مسائل میں ان کو قوت بہم پہنچاتا ہے اور ان میں اتحاد کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

ارکان اکیڈمی نے محسوس کیا کہ یہ ابلاغی حملے منصوبہ بند طریقہ پر کئے جا رہے ہیں اور صرف جھوٹ و بکواس ہیں جو تکلیف دہ اور عداوت آمیز ذرائع ابلاغ اور صحافت کی پیداوار ہیں، یہ سارا کھیل صہیونی ذرائع ابلاغ کے ادارے انجام دے رہے ہیں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت وبغض کی آگ بھڑکے اور اللہ کے آخری دین پر غلط الزامات تھوپے جائیں جن میں سب سے بڑا الزام دہشت گردی کا ہے۔

اکیڈمی کے ارکان نے واضح طور پر محسوس کیا کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مسلسل اسلام پر دہشت گردی کا الزام لگانا دراصل ان لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش ہے جو اسلام کی

طرف لپک رہے ہیں اور جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، ارکان اکیڈمی رابطہ عالم اسلامی، دیگر مسلم تنظیموں اور عام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے دفاع کے لئے ایسے وسائل کے ساتھ سامنے آئیں جو اس اہم ترین مقصد کے مناسب ہوں۔

اسلام پر افترا پردازی اور دہشت گردی کے الزام کو رد کرتے ہوئے ارکان اکیڈمی نے واضح کیا کہ دہشت گردی ایک عالمی صورتحال ہے جس کا کسی دین اور کسی قوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یہ رویہ اس انتہا پسندی سے پیدا ہوتا ہے جس سے موجودہ دور کا کوئی معاشرہ خالی نہیں ہے، انہوں نے واضح کیا کہ انتہا پسندی کی کئی نوعیتیں ہیں جیسے سیاسی انتہا پسندی، فکری انتہا پسندی اور مذہبی انتہا پسندی۔ دین میں غلو سے پیدا ہونے والی انتہا پسندی کسی متعین مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اہل کتاب کے دین میں غلو کرنے کا ذکر فرمایا اور انہیں اس سے منع فرمایا، قرآن میں ہے: "قل یا أهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تتبعوا أهواء قوم قد ضلوا من قبل وأضلوا کثیراً وضلوا عن سواء السبیل" (مائدہ: ۷۷) (آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی من مانی باتوں پر نہ چلو جو پہلے (خود بھی) گمراہ ہو چکے ہیں اور بہتوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور راہ راست سے (بہت) بھٹک چکے ہیں)۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد تشکیکی حملوں کے بڑھتے دائرہ کو روکنے کے لئے اکیڈمی کے ارکان تمام علماء، فقہاء، ان کی تنظیموں اور اداروں کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے لئے نیز مسلمانوں اور غیر مسلموں کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیں۔

اکیڈمی نے ان حملوں کا جواب دینے کی اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے متعدد اہم مسائل کو غور وخوض کا موضوع بنایا اور ان کے بارے میں اسلامی شریعت کا موقف واضح کیا جو

درج ذیل ہیں:

اول: اسلام اور مسلمانوں پر ابلاغی اور ثقافتی حملوں کی سنگینی:

اکیڈمی نے اسلام اور مسلمانوں پر مسلسل ہونے والے ابلاغی اور ثقافتی حملوں کے بڑھتے رجحان پر گہری نظر رکھی اور ان سے انسانی معاشرہ اور لوگوں کے امن کو لاحق ہونے والے خطرات سے آگاہ کیا، کیونکہ یہ حملے درج ذیل مقاصد کے لئے بڑی تیزی سے انجام دیے جارہے ہیں:

۱- مغربی معاشروں کو خصوصاً اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ کمیونزم کی جگہ پر اسلام کو نیا دشمن سمجھیں اور اسلام کے اصول، قانون سازی اور الٰہی احکام پر ثقافتی یلغار کرنا۔

۲- مغربی اقوام کے درمیان صلیبی نعروں کو بھڑکانا اور انہیں اس بات پر ابھارنا کہ اسلام پر مغرب کی فتح اب ضروری ہے۔

۳- اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مختلف قسم کی نفرت اور نسلی امتیاز کو بڑھاوا دینا اور اقلیتوں اور اسلامی آبادیوں کو تنگ دائروں میں محدود کردینے کی کوشش کرنا۔

۴- سموئیل ہنٹنگٹن کے نظریہ "تہذیبوں کی کشمکش" کو فروغ دینا۔

ان بھڑکائے گئے حملوں کے نتیجہ میں مغربی معاشرہ میں مسلمانوں کی بعض جماعتوں کو ایذا پہنچائی گئی، متعدد لوگوں کو زنداں کے حوالہ کیا گیا اور ان کی مساجد اور ثقافتی مراکز کو نقصان پہنچایا گیا جس کی وجہ سے وہاں کے مسلمان سخت حالات سے دوچار ہیں۔

اکیڈمی ان ناپاک عزائم کے حامل حملوں، فریب کاریوں اور اسلام پر بالقصد افتراپردازیوں کی شدید مذمت کرتی ہے اور بغیر کسی سبب کے مسلمانوں کی ایذا رسانی اور ان کے اداروں کو نقصان پہنچانے پر سخت احتجاج کرتی ہے۔

اکیڈمی مسلسل ان حالات پر نظر رکھتے ہوئے جو اسلام سے تعلق رکھنے کے سبب

مسلمانوں کے ساتھ مغرب میں پیش آ رہے ہیں، یہ یاد دلانا چاہتی ہے کہ اسلام اس بات کی ہمت افزائی کرتا ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان مشترک مفادات ومصالح کی خاطر باہمی تعاون، تعارف اور ہم آہنگی برقرار رکھی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یا أیھا الناس إنا خلقناکم من ذکر وأنثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن أکرمکم عند اللہ أتقاکم'' (حجرات: ۱۳) (اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں سے پرہیزگارتر اللہ کے نزدیک معززتر ہے)۔

اکیڈمی تمام انسانی معاشروں کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کرتی ہے کہ دین اسلام تمام انسانوں کے لئے اللہ کا پیغام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وما أرسلناک إلا کافة للناس بشیراً ونذیراً'' (سبا: ۲۸) (اور ہم نے آپ کو سارے انسانوں کے لئے (پیمبر بناکر) بھیجا ہے بطور خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے کے)، چنانچہ اسلام پچھلے تمام الٰہی پیغامات کا اعتراف کرتا ہے اور تمام انبیاء پر ایمان لانے کو ایمان کے ارکان میں شمار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آمن الرسول بما أنزل إلیه من ربه والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین أحد من رسله وقالوا سمعنا وأطعنا غفرانک ربنا وإلیک المصیر'' (بقرہ: ۲۸۵) (پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اور مومنین بھی یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیمبروں پر، ہم اس کے پیمبروں میں باہم کوئی فرق بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی۔ ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف واپسی ہے)، اسلام کا پیغام یہ امتیاز رکھتا ہے کہ وہ ہمہ گیر اور لچک آمیز اصولوں کے ذریعہ دین اور دنیا دونوں کے درمیان ربط قائم رکھتا ہے۔

دوم: اسلام میں انسان کا شرف ومقام:

اسلام نے انسان کو جو شرف وعزت بخشی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بالکل واضح ہے: "ولقد كرمنا بني آدم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات وفضلناهم على كثير ممن خلقنا تفضيلاً" (اسراء: ۷۰) (اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے اور ہم نے انہیں خشکی اور دریا (دونوں) میں سوار کیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں عطا کیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی ہے)، اللہ نے انسان کے لئے جو فرائض اور حقوق متعین فرمائے ہیں وہ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں باعزت زندگی کی ضمانت دیتے ہیں۔

اکیڈمی دنیا کے تمام لوگوں کے سامنے واضح کرتی ہے کہ بغیر کسی امتیاز کے ہر انسان عزت وشرف رکھتا ہے جیسا کہ اسلام کا طے شدہ اصول ہے، یہی وہ بنیاد ہے جس سے اقوام وملل کے درمیان بقائے باہم پیدا ہوتا ہے، انسانیت کی عزت وسربلندی، اس کا عروج اور ترقی اور مختلف اقوام کے درمیان امن وآشتی اور تعاون کے ساتھ بقائے باہم صرف اسی وقت ہوسکتا ہے جب اصولوں اور اقدار کی بالادستی ہو، جن میں سب سے اہم عدل وانصاف کا قیام اور اقوام کا باہمی احترام ہے جو ان ہدایات کی روشنی میں ہو جو آسمانی کتابوں میں نازل ہوئیں اور جنہیں اللہ کے انبیاء اور سب سے آخری نبی رحمت عالم اور محسن انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين" (انبیاء: ۱۰۷) (اور ہم نے آپ کو دنیا جہاں میں رحمت ہی کے لئے بھیجا ہے)۔

اکیڈمی اعلان کرتی ہے کہ انسان کی عزت وشرف کا تقاضا ہے کہ اسے تحفظ حاصل ہو، چنانچہ اسلام نے انسان کے خون، مال اور آبرو کو معصوم قرار دیا، بلکہ اسلام نے مسلم ملک کے غیر مسلم کو بھی معصوم ومحفوظ قرار دیا، حدیث نبوی ہے: "ان کو وہی حقوق حاصل ہیں جو

ہمیں حاصل ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو ہمارے اوپر ہیں'' اور امت مسلمہ اس ہدایت نبوی کی پابند ہے۔

سوم: اسلام اور دہشت گردی:

اسلامی فقہ اکیڈمی پوری طرح واضح کرتی ہے کہ انتہا پسندی، تشدد اور دہشت گردی کا اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے، دہشت گردی ایسے خطرناک اعمال ہیں جن کے نتائج بہت بھیانک ہیں، اس میں انسان پر زیادتی اور ظلم ہوتا ہے، جو شخص بھی شریعت اسلامیہ کے دونوں سرچشموں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر غور کرے گا اسے ان دونوں میں انتہا پسندی، تشدد اور دہشت گردی کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں ملے گی جس سے ناحق دوسروں پر زیادتی کا مفہوم نکلتا ہو۔

اکیڈمی کے ارکان نے مناسب سمجھا کہ دہشت گردی کی ایسی تعریف متعین کی جائے جس پر مسلمانوں کے نقاط نظر اور موقف کا اتفاق ہو، چنانچہ دہشت گردی کی حقیقت کو واشگاف کرنے اور اسلام کے ساتھ انتہا پسندی اور دہشت گردی کو جوڑنے کی سنگینی کو واضح کرنے کے لئے اسلامی فقہ اکیڈمی ذیل میں تمام مسلمانوں اور پوری دنیا کے لئے دہشت گردی کی تعریف اور اسلام کا موقف پیش کر رہی ہے۔

دہشت گردی کی تعریف:

دہشت گردی (ارہاب) وہ زیادتی ہے جو افراد، جماعتیں یا ممالک انسان کے دین، خون، عقل، مال اور آبرو پر بطور سرکشی انجام دیں، اس میں خوف زدہ کرنا، ایذاء پہنچانا، دھمکی دینا اور ناحق قتل کرنا سب شامل ہیں، اسی طرح اس میں مسلح جنگ، بدامنی اور تشدد یا دھمکی سے تعلق رکھنے والی ہر وہ شکل داخل ہے جسے انفرادی یا اجتماعی طور پر کسی مجرمانہ منصوبہ کی تکمیل کے لئے

انجام دیا جائے اور اس کا مقصد لوگوں میں رعب ڈالنا، انہیں ایذاء پہنچا کر خوف زدہ کرنا یا ان کی جان، آزادی، امن اور حالات کو خطرہ میں ڈالنا ہے، ماحولیات کو یا رفاہ عام کی چیزوں کو اور عمومی یا خصوصی املاک کو نقصان پہنچانا یا کسی ملکی یا قدرتی وسائل کو خطرہ میں ڈالنا بھی دہشت گردی ہی کی قسمیں ہیں، یہ سب فساد فی الارض کی صورتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے اس قول میں منع فرمایا ہے: "ولا تبغ الفساد في الأرض إن الله لا يحب المفسدين" (قصص:۷۷) (اور روئے زمین پر فساد مت پھیلا، بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

اللہ تعالیٰ نے دہشت گردی، زیادتی اور فساد کے لئے عبرتناک سزا مقرر فرمائی ہے اور اسے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ قرار دیا ہے، ارشاد ہے: "إنما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الأرض فسادا أن يقتلوا أو يصلبوا أو تقطع أيديهم وأرجلهم من خلاف أو ينفوا من الأرض ذلك لهم خزي في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم" (مائدہ:۳۳) (جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں، یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف جانب سے کاٹے جائیں، یا وہ ملک سے نکال دیئے جائیں، یہ تو ان کی رسوائی دنیا میں ہوئی اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے)۔ کسی انسانی قانون میں سزا کی ایسی شدت نہیں ملتی، کیونکہ یہ زیادتی انتہائی سنگین ہے جسے شریعت اسلامیہ میں اللہ کے حدود کے خلاف اور اس کی مخلوق کے خلاف جنگ تصور کیا گیا ہے۔

اکیڈمی واضح کرتی ہے کہ دہشت گردی کی ایک قسم سرکاری دہشت گردی ہے، اس کی سب سے واضح اور بدترین شکل وہ دہشت گردی ہے جسے یہود نے فلسطین میں برپا کر رکھا ہے اور جسے سرب نے بوسنیا، ہرزے گوینا اور کوسووا میں انجام دیا تھا، اکیڈمی سمجھتی ہے کہ دہشت گردی کی

یہ قسم دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے اور اکیڈمی کی نظر میں اس کا مقابلہ جان کا دفاع اور اللہ کے راستہ میں جہاد ہے۔

چہارم: انتہا پسندی، تشدد اور دہشت گردی کا اسلامی حل:

دہشت گردی سے مقابلہ میں اور انسانی سماج کو اس کے خطرات سے محفوظ بنانے میں دنیا کے تمام قوانین پر اسلام کو سبقت حاصل ہے اور اس میں سرفہرست انسان کی حفاظت اور اس کی جان، آبرو، مال، دین اور عقل کا تحفظ ہے، اسلام نے اس کے لئے کچھ واضح حدود متعین کر کے ان سے تجاوز کرنے کو منع کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ومن يتعد حدود الله فأولئک هم الظالمون'' (بقرہ:۲۲۹) (اور جو کوئی اللہ کے ضابطہ سے باہر نکل جائے گا سو ایسے لوگ (اپنے حق میں) ظلم کرنے والے ہیں)۔ یہ حکم تمام انسانوں کے لئے ہے۔

انسانی کرامت کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام نے ایک انسان کو دوسرے انسان پر سرکشی کرنے سے منع کر دیا اور ہر ایسے عمل کو حرام قرار دیا جس سے انسان پر ظلم ہوتا ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغي بغير الحق'' (اعراف:۳۳) (آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے تو بس بیہودگیوں کو حرام کیا ہے ان میں سے جو ظاہر ہوں ان کو بھی اور جو پوشیدہ ہوں ان کو بھی اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کو)۔

اسلام نے ان لوگوں کی شناعت و مذمت کی جو زمین کے کسی بھی حصہ میں انسانوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور اس کو صرف مسلم ممالک کے ساتھ خاص نہیں رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وإذا تولى سعى في الأرض ليفسد فيها ويهلک الحرث والنسل والله لا يحب الفساد، وإذا قيل له اتق الله أخذته العزة بالإثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد'' (بقرہ:۲۰۵،۲۰۶) (اور جب پیٹھ پھیر جاتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ

زمین میں فساد کرے اور کھیتی اور جانوروں کو تلف کرے درآنحالیکہ اللہ فساد کو بالکل پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خوف خدا کرو، تو اسے نخوت گناہ پر آمادہ کردیتی ہے سو اس کے لئے جہنم بس ہے اور بری سے بری آرام گاہ ہے)۔

اسلام نے ہر اس عمل سے بچنے کا حکم دیا جو لوگوں میں فتنہ بھڑکائے اور اس کے خطرات سے آگاہ کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا أن الله شديد العقاب" (انفال: ۲۵) (اور ڈرتے رہو اس وبال سے جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں اور جانتے رہو کہ بے شک اللہ سخت ہے سزا دینے میں)۔

دین اسلام میں فرد اور جماعت کو اعتدال کی رہنمائی کی گئی ہے اور جانب داری وانتہا پسندی کے محرکات اور ان دونوں کے پس پشت کارفرما دین میں ہر قسم کے غلو کی بیخ کنی کی گئی ہے، اس لئے کہ اس میں یقینی ہلاکت ہے، حدیث میں ہے: "دین میں غلو کرنے سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا ہے" (مسند احمد ونسائی)۔

اسلام نے ان تمام اسباب کا علاج کیا ہے جو خوف زدہ کرنے، دہشت زدہ کرنے، مرعوب کرنے اور ناحق قتل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے" (ابوداؤد) اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے بھائی کی طرف کسی دھار دار چیز سے اشارہ کیا اس پر ملائکہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں، جب تک وہ رک نہ جائے، خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی کیوں نہ ہو" (مسلم)۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ذمہ کے ساتھ انصاف اور عدل کا معاملہ کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ان کے لئے حقوق رکھے اور ان پر ذمہ داریاں رکھیں اور مسلم ممالک میں انہیں امان دیا اور ان میں سے کسی کو غلطی سے قتل کرنے پر کفارہ اور دیت واجب کیا، چنانچہ ارشاد فرمایا: "وإن كان من

قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة إلى أهله وتحرير رقبة مؤمنة" (نساء:۹۲)
(اور اگر ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے تو خون بہا واجب ہے جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کیا جائے گا اور ایک مسلم غلام کا آزاد کرنا بھی)۔

مسلم ممالک میں رہنے والے ذمی کو قتل کرنا حرام قرار دیا، ارشاد نبوی ہے: "جس نے کسی معاہدہ والے کو قتل کیا اسے جنت کی خوشبو نہیں ملے گی" (بخاری، احمد، ابن ماجہ)۔

اللہ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے سے نہیں روکا جب تک کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہ کی ہو اور نہ انہیں ان کے گھروں سے نکالا ہو، جیسا کہ ارشاد ہے: "لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين" (ممتحنہ:۸)
(اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بیشک اللہ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے)۔

اللہ نے غیر مسلم اہل ذمہ واہل امان کے ساتھ معاملہ میں عدل کرنا واجب قرار دیا، فرمایا: "ولا يجرمنكم شنآن قوم على ألا تعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوى واتقوا الله إن الله خبير بما تعملون" (مائدہ:۸) (اور کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر نہ آمادہ کردے کہ تم اس کے ساتھ انصاف ہی نہ کرو، انصاف کرتے رہو کہ وہ تقویٰ سے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کو اس کی پوری خبر ہے کہ تم کیا کرتے رہتے ہو)۔

اسی لئے اکیڈمی اعلان کرتی ہے کہ کسی ایک شخص کو ناحق قتل کرنا اسلام میں اپنی شناعت کی وجہ سے تمام انسانوں کے قتل کے برابر ہے، خواہ قتل ناحق کسی مسلمان کا ہو یا کسی غیر مسلم کا، جیسا کہ اس آیت کریمہ سے واضح ہے: "من أجل ذلك كتبنا على بني إسرائيل أنه من

قتل نفسا بغير نفس أو فساد في الأرض فكأنما قتل الناس جميعا ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعاً" (مائدہ:۳۲)(اسی باعث ہم نے بنی اسرائیل پر یہ مقرر کر دیا کہ جو کوئی کسی کو کسی جان کے عوض یا زمین پر فساد کے عوض کے بغیر مار ڈالے تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو مار ڈالا) اور حدود و قصاص کے نفاذ کا اختیار صرف سربراہ امت کو ہے، افراد یا جماعتوں کو نہیں ہے۔

پنجم: جہاد دہشت گردی نہیں ہے:

اسلام میں جہاد کی مشروعیت حق کی نصرت، ظلم کے ازالہ، عدل، سلامتی اور امن کے قیام اور اس رحمت کو عام کرنے کے لئے ہوئی ہے جسے پوری دنیا کے لئے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے تا کہ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لائیں، جو دہشت گردی کی تمام صورتوں کا خاتمہ کرتا ہے، پس جہاد مذکورہ مقاصد کے لئے مشروع ہوا ہے اور زمین پر قبضہ اور ذخائر کو لوٹنے کے خلاف وطن کے تحفظ کے لئے، لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال باہر کر دینے والی استعماریت کے خلاف، ان لوگوں کے خلاف جو گھروں سے نکالنے میں تعاون دیتے ہیں اور مظاہرہ کرتے ہیں اور ان کے خلاف جو عہد و پیمان کو توڑتے ہیں اور مسلمانوں کے فتنۂ دین کو دفع کرنے اور اسلام کی پرامن دعوت کی آزادی کو چھینے جانے کے خلاف مشروع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين، إنما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين وأخرجوكم من دياركم وظاهروا على إخراجكم أن تولوهم ومن يتولهم فأولئك هم الظالمون" (ممتحنہ:۸،۹) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا بیشک اللہ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں

ہی کو دوست رکھتا ہے، اللہ تو منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے دین میں اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ ان سے دوستی کرو اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو وہی لوگ گنہگار ہیں)۔

مشروع جہاد کے لئے اسلام میں واضح احکام اور آداب ہیں، چنانچہ جنگ نہ کرنے والوں کو قتل کرنا حرام ہے، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں میں سے معصوموں کو قتل کرنا حرام ہے، میدان جنگ سے بھاگنے والوں کا پیچھا کرنا حرام ہے، سپر انداز ہو جانے والوں کو قتل کرنا، قیدیوں کو ایذاء پہنچانا، مقتولوں کی لاشوں کے ٹکڑے کرنا یا صنعتوں، رہائش گاہوں اور مکانات جن کا جنگ سے تعلق نہ ہو، کو منہدم کرنا حرام ہے۔

ظالم اور سرکش لوگوں کی دہشت گردی وتشدد جو وطن کو غصب کرتے ہیں، انسانی شرافت کو پامال کرتے ہیں، مقدس مقامات کی تذلیل کرتے ہیں اور ملک کی دولت کو لوٹتے کھسوٹتے ہیں اس مشروع دفاع کے حق کے برابر نہیں ہو سکتا جو اپنے جائز حقوق کی بازیابی کے لئے کمزور و نہتے لوگ جہاد کے ذریعہ کرتے ہیں۔

ان سب کے پیش نظر اکیڈمی اقوام وملل اور عالمی تنظیموں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ ظلم وسرکشی کو ختم کرنے اور حق وانصاف کو قائم کرنے کے لئے ہونے والے مشروع جہاد اور اس ظالمانہ تشدد میں فرق کریں جو دوسروں کی زمین پر قبضہ کرتا ہے، وہاں کی علاقائی حکومت کے اقتدار اعلیٰ پر شب خوں مارتا ہے، پرامن شہریوں کو دہشت زدہ کرتا ہے اور انہیں پناہ گزیں بنا دیتا ہے۔

اکیڈمی دنیا اور عالمی اداروں کو آواز دیتی ہے کہ وہ اس ظالمانہ تشدد کا علاج کریں اور ریاستی دہشت گردی پر بندش لگائیں جسے یہودی استعمار نے فلسطین میں جاری کر رکھا ہے، اکیڈمی اسرائیل کی تمام ظالمانہ سرگرمیوں کی مذمت کرتی ہے جو وہ فلسطین، فلسطینی قوم اور وہاں کے

اسلامی مقدسات کے خلاف روا رکھے ہوا ہے اور اکیڈمی دنیا کے تمام امن پسند ممالک کو آواز دیتی ہے کہ وہ فلسطینی قوم کی مدد کریں اور فلسطینی آزاد حکومت کے اعلان کی تائید کریں جس کی راجدھانی شہر القدس ہو۔

اکیڈمی آگاہ کرتی ہے کہ انسانی مشکلات کے حل میں عدل وانصاف کو نظر انداز کرنا اور عالمی تعلقات میں طاقت اور برتری کا رویہ اپنانا بہت ساری مصیبتوں اور جنگوں کا سبب رہا ہے اور فلسطینی قوم کے مسئلہ کو عادلانہ بنیادوں پر حل نہ کرنا مسلسل کشمکش اور تشدد کا ذریعہ بنا ہوا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس قوم کے حقوق اس کو لوٹائے جائیں، اس پر ہونے والے ظلم کا دفاع کیا جائے اور اس کے علاوہ دنیا کی دیگر مسلم اقلیتوں اور اقوام پر ہونے والے مظالم ختم کئے جائیں۔

چونکہ دین اسلام دہشت گردی کو حرام قرار دیتا ہے اور سرکشی سے روکتا ہے اور لوگوں کے درمیان عدل ورواداری اور پروقار مکالمہ اور ربط وتعلق کی تائید کرتا ہے، اس لئے اکیڈمی انسانی اقوام اور عالمی تنظیموں کو آواز دیتی ہے کہ وہ اسلام کی واقفیت اس کے بنیادی مراجع سے حاصل کریں، تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اسلام میں انسانی مشکلات کے لئے کیا حل ہیں اور یہ کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے امن وسلامتی کا دین ہے اور وہ سرکشی پر بندش لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين" (بقرہ:۱۹۰) (اور حد سے باہر مت نکلو کہ اللہ حد سے باہر نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

مسلمانوں سے اکیڈمی کی اپیل

اسلامی فقہ اکیڈمی محسوس کرتی ہے کہ حالیہ واقعات کے حوالہ سے بہت سارے مسلمانوں کے موقف میں اختلاف ہے، چنانچہ مسلمانوں کو ایک موقف پر لانے کی ضرورت میں اپنا حصہ ادا کرتے ہوئے اکیڈمی مسلمانوں سے درج ذیل اپیل کرتی ہے:

۱- قرآن اور سنت کو مضبوطی سے تھاما جائے، ان ہی کو اپنا فیصل بنایا جائے اور مستند اہل علم کی جانب رجوع کیا جائے، اس لئے کہ وہی اہل معرفت وخشیت وتقوی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "إنما يخشى الله من عباده العلماء إن الله عزيز غفور" (فاطر: ۲۸) (اللہ سے ڈرتے تو بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہیں بیشک اللہ زبردست ہے، بڑا مغفرت والا ہے) یہی اہل علم لوگوں کی رہنمائی کرنے اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کے زیادہ اہل ہیں۔

۲- مسلمانوں کو درپیش مشکلات ومسائل کو حل کرنے کی راہ میں حکمراں، علماء اور اسلامی اداروں کا باہمی تعاون ضروری ہے اور اس کے لئے شریعت اسلامیہ اور اس کے دونوں سرچشمے قرآن کریم اور سنت نبویہ کی طرف رجوع کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس تعاون کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: "وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب" (مائدہ: ۲) (ایک دوسرے کی مدد نیکی اور تقویٰ میں کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے)۔

۳- توسط واعتدال کی جڑوں کو مضبوط کیا جائے اور غلو سے گریز کیا جائے جس کی اسلام نے مذمت کی ہے اور قول، عمل اور رویہ میں دین کا وہ معتدل ومتوسط رخ اختیار کیا جائے جسے قرآن نے اس امت کا وصف بتایا ہے: "وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً" (بقرہ: ۱۴۳) (اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت عادل بنا دیا ہے تاکہ تم گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر)۔

۴- اکیڈمی مسلم اقلیتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت اور اپنی شناخت کے تحفظ کے لئے اپنی پوری کوشش وطاقت لگادیں، اکیڈمی یہ بھی واضح کرتی ہے کہ یہ اقلیتیں جن ملکوں میں آباد ہیں وہاں کی شہریت واقامت اور معاہدہ کے تقاضوں کی پابند رہیں تاکہ دوسروں کی جان ومال کی حفاظت ہو اور ملک کے عمومی نظام کی رعایت ہو، اقلیتیں اس بات کی حسب استطاعت پوری کوشش کریں کہ نئی نسل کی اسلامی تربیت کی جائے اور اس کے لئے مدارس ومراکز کی سرپرستی کی جائے، اسلامی اخوت کے دائرہ میں وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں اور جن مسائل میں اختلاف پیدا ہو ان کے حل میں سکون وسنجیدگی کے ساتھ بات چیت کا راستہ اپنائیں اور اس بات کی سنجیدہ کوشش کریں کہ جن ممالک میں وہ قیام پذیر ہیں وہاں کی حکومتیں ان کو اور ان کے حقوق کو تسلیم کرکے بحیثیت ایک مذہبی اقلیت کے ان کو اپنے تمام حقوق اور بالخصوص خانگی حقوق سے مستفید ہونے کی آزادی دیں، جس طرح کہ دیگر مذہبی اقلیتوں کو یہ سہولت حاصل ہے، اکیڈمی رابطہ عالم اسلامی سے امید کرتی ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے دنیا کی ایک بہت بڑی عوامی اسلامی تنظیم ہونے کی حیثیت سے اپنی کوشش کرے گی۔

۵- اکیڈمی واضح کرتی ہے کہ اسلام میں فتوی کی زبردست اہمیت اور مقام ہے، کبار علماء

سلف اور بعد کے اہل علم واستقامت فتوی دینے سے گھبراتے تھے کہ اللہ ورسول کی طرف کوئی بات لاعلمی میں منسوب نہ ہوجائے، اسے اللہ تعالیٰ نے شرک کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا ہے، فرمایا: "قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغي بغير الحق وأن تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطانا وأن تقولوا على الله ما لا تعلمون" (اعراف: ۳۳) (آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے تو بس بیہودگیوں کو حرام کیا ہے ان میں سے جو ظاہر ہوں ان کو بھی اور جو پوشیدہ ہیں ان کو بھی اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کو اور اس کو کہ تم اللہ کے ساتھ شریک کرو جس کے لئے اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اس کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات جھوٹ لگادو جس کی تم کوئی سند نہیں رکھتے)۔ فتوی میں تساہل سے اکیڈمی چوکنا کرتی ہے اور مسلم حکام وعوام کو متوجہ کرتی ہے کہ وہ فتوی اور اس کے اہل لوگوں کو اہمیت دیں، لہذا ایسے افراد کے پاس نہ جائیں جو فتوی کے اہل نہیں ہیں، اکیڈمی مسلمانوں کو بھی آگاہ کرتی ہے کہ ایسی آراء اور فتاوی کے پیچھے نہ دوڑیں جو معتبر اہل علم کی جانب سے نہ جاری کئے گئے ہوں۔

۶- اکیڈمی اس ناپاک حملہ پر بھی نظر رکھتی ہے جو مدارس، اسلامی اسکول اور مسلم ممالک کے خطابت ودعوت کے مراکز پر کئے جارہے ہیں، ان حملوں میں یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ نظام تعلیم کو بدلا جائے یا ان کے کردار کو گھٹایا جائے، اکیڈمی مسلمانوں کو اس خطرہ کی سنگینی سے آگاہ کرتی ہے، وہ ان کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اس کے پیچھے اس طرح نہ دوڑیں کہ اس کے نتیجہ میں ان کا اسلامی تشخص ختم ہوجائے اور مسلمان اپنے دین سے جاہل وناواقف ہوکر رہ جائیں، اکیڈمی اسلامی تشخص کی تعمیر اور معاشرہ کی مضبوطی میں شرعی تعلیم کی اہمیت کو ضروری سمجھتی ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہو،

اکیڈمی رابطہ عالم اسلامی سے گذارش کرتی ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے تعلیمی اداروں اور تعلیم کی وزارتوں کے ساتھ مل کر اس اہم موضوع پر کام جاری رکھے۔

رابطہ عالم اسلامی سے اکیڈمی کی سفارشات:

مسلمانوں میں اتحاد اور ان کی صفوں کو متحد کرنے کے مقصد سے اکیڈمی رابطہ عالم اسلامی سے درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

۱- رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت مکہ مکرمہ میں علماء اسلام کا ایک عالمی اتحاد یا تنظیم قائم کی جائے جو مسلمانوں اور مسلم اقلیات کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل ومشکلات پر غور کرے۔

۲- رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت اسلامی تنظیموں کے ایک عالمی اتحاد کے قیام کی کوشش کی جائے تاکہ ان کے کاموں میں ہم آہنگی پیدا ہو اور باہم ایک دوسرے کا تعاون ہو، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نیکی وتقوی کے میدان میں اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے میدانوں میں تعاون کا حکم دیا ہے: ''واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا'' (آل عمران: ۱۰۳) (اور اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھامے رہو اور باہم نااتفاقی نہ کرو) اور ارشاد ہے: ''وأطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم'' (انفال: ۴۶) (اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو اور آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی)۔

۳- ایک ایسا میثاق تیار کیا جائے جس کی پابندی اسلامی رفاہی کام کرنے والے دنیا کے تمام ادارے کریں تاکہ ان کی کوششوں میں ہم آہنگی، کاموں میں باہمی تعاون اور باہمی اتحاد پیدا ہو اور ان پر لگائے جانے والے غلط الزامات کا ازالہ ہو۔

۴- اس بات کی کوشش کی جائے کہ مسلم اقلیتوں کو بھی وہ قانونی حقوق حاصل ہوں جو دوسری

اقلیتوں کو مل رہے ہیں اور جس ملک میں مسلم اقلیت رہتی ہے وہاں کی حکومت اسلام کو تسلیم کرے، ساتھ ہی ہر ملک میں اسلامی تنظیم قائم کرنے کی کوشش کی جائے جو سرکاری اور انتظامی اداروں کے سامنے مسلمانوں کی نمائندگی کرے تاکہ مسلمانوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو جس طرح دوسروں کو یہ حقوق حاصل ہیں۔

۵- اسلامی حکومتیں اور تنظیمیں باہمی تعاون کے ساتھ اس بات کی کوشش کریں کہ عالمی اسلامی فضائی چینل قائم ہوں جو مختلف زبانوں میں اپنے پروگرام نشر کریں اور اسلام کے محاسن اور انسانیت کے لئے اسلام کی ضرورت کو نمایاں کریں اور اسلام اور مسلمانوں پر ہونے والے ظالمانہ ثقافتی وابلاغی حملوں کے دفاع میں حصہ لیں۔

۶- مسلم علماء کی ایک ایسی ٹیم بنائی جائے جو مغرب کی مؤثر حکومتوں، پارلیمنٹ اور اداروں کے ساتھ اور حقوق انسانی کی تنظیموں کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھے، نسلی امتیاز ونفرت کا مقابلہ کرے، ان اداروں کے ذمہ داران کے ساتھ ملاقات اور مراسلت کر کے انہیں آگاہ کرے کہ اسلام نے انسانیت کی بھلائی، آشتی اور امن کے لئے کیا تعلیمات دی ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھائے جانے والے ہر معاملہ کے بارے میں اسلام کا صحیح موقف پیش کرے۔

آخری بات یہ ہے کہ مسلم اقوام کا فرض ہے کہ وہ خطرات کے مقابلہ کے لئے متحد ہو جائیں اور یہ جان لیں کہ ان کی بقاء ان کے دین کی بقاء کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام ایک ایسی نعمت ہے جس کی حفاظت کی جانی چاہیے اور ایک ایسا احسان ہے جس پر شکر ادا کیا جانا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يمنون عليك أن أسلموا قل لا تمنوا علي إسلامكم بل الله يمن عليكم أن هداكم للإيمان إن كنتم صادقين" (حجرات:۱۷) (یہ لوگ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ مطیع ہو گئے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے مطیع ہو جانے کا احسان

نہ رکھو البتہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم (دعوائے ایمان میں) سچے ہو)۔ مکہ مکرمہ کے اس مقدس مقام میں رابطہ عالم اسلامی کی قیادت میں جمع ہوئے علماء یہ اعلان تمام انسانوں کو سناتے ہیں اور دنیا اور اس کی تنظیموں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ انسانیت کو درپیش خطرات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے انہیں کیا کرنا چاہئے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی اپنے اجلاس کے اختتام پر مملکت سعودی عرب کے سامنے اپنے جذبات تشکر و امتنان کا اظہار کرتی ہے جہاں اسلام کا نفاذ، دین کا دفاع اور اسلامی اداروں اور مسلمانوں کی مدد و نصرت اور ہر جگہ کے مسلمانوں کا تعاون کیا جارہا ہے، خصوصی شکر خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود، ولی عہد و نائب صدر کیبنٹ و چیف نیشنل گارڈ امیر عبداللہ بن عبدالعزیز، نائب دوم رئیس کیبنٹ، وزیر دفاع وہوابازی وانسپکٹر جنرل امیر سلطان بن عبدالعزیز کا ادا کیا جاتا ہے جو اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کے مصالح کے تحفظ میں مصروف ہیں، اکیڈمی مکہ مکرمہ کے امیر عبدالمجید بن عبدالعزیز کا شکریہ ادا کرتی ہے جو اکیڈمی کے افتتاحی اجلاس میں تشریف لائے، شرکاء نے رابطہ عالم اسلامی سے گذارش کی کہ وہ خادم الحرمین الشریفین، ولی عہد اول، ولی عہد دوم اور امیر منطقہ مکہ مکرمہ کے شکریہ کا تار انہیں بھیجے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے دین کی نصرت فرمائے اور اپنے کلمہ کو بلند فرمائے اور تمام مسلمانوں حکمراں و رعایا کو قرآن وسنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سترہویں سمینار
منعقدہ ۱۹-۲۳ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ
کے فیصلے

☆ پہلا فیصلہ: فکری انحراف کی اصلاح کے وسائل

☆ دوسرا فیصلہ: بعض بنکوں میں جاری بیع تورق کا معاملہ

☆ تیسرا فیصلہ: جسم کے بنیادی خلیوں کا استعمال

☆ چوتھا فیصلہ: ایسی دواؤں کا استعمال جن میں خنزیر وغیرہ نجس العین کی آمیزش ہو اور اس کا متبادل کم فائدہ کا حامل موجود ہو جیسے نیوہیپارین

☆ پانچواں فیصلہ: خون کے موروثی امراض

☆ چھٹا فیصلہ: حج میں ازدحام کا مسئلہ اور اس کا شرعی حل

☆ ساتواں فیصلہ: کتاب ''ہیروغلیفی زبان سے قرآن کی تشریح'' کے بارے میں اکیڈمی کی رائے

☆ آٹھواں فیصلہ: انکم ٹیکس

پہلا فیصلہ:

فکری انحراف کی اصلاح کے وسائل

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے سترہویں فقہی سمینار منعقدہ ۱۹ر تا ۲۳ر شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ر تا ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۳ء میں شرکاء اجلاس کے نام خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبد العزیز کے جامع خطاب کو دیکھا، اس میں فکری انحراف کے خطرات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ انحراف امت کے کچھ نوجوانوں کے اندر اسلامی احکام سے ناواقفیت کے سبب پیدا ہوا ہے، اکیڈمی کا اجلاس اس پر غور وخوض کے بعد درج ذیل نتائج پر پہنچا:

اول: خادم الحرمین الشریفین کے خطاب کو اجلاس کا دستاویزی ریکارڈ قرار دیا جاتا ہے اور اس بات کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اکیڈمی کے کاموں اور مسلمانوں کے مسائل سے دلچسپی لی۔

دوم: فکری انحراف اور کچھ مسلمانوں کی جانب سے دہشت گردانہ واقعات پیش آنے کے بعض اسباب درج ذیل ہیں:

الف- اسلامی شریعت کے احکام سے ناواقفیت پائی جاتی ہے جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امت کے نوجوانوں کو جرائم وسرکشی اور بگاڑ پیدا کرنے والے گروہوں میں شامل کرلیا جاتا ہے اور ایسے تصورات کو بنیاد بنایا جاتا ہے جن میں مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے خون کو مباح بتایا جاتا ہے۔

ب- مستند علماء اور بعض نوجوانوں کے درمیان مضبوط ربط نہیں پایا جاتا ہے اور جب ایسے نوجوانوں کو مکمل رہنمائی اور تربیت نہیں مل سکی تو وہ غلو پسندوں کا شکار ہوگئے اور فکری

انحراف ان کا آئیڈیل بن گیا۔

ج- اللہ کے دین سے انحراف کے مظاہر پائے جاتے ہیں، بالخصوص بعض ذرائع ابلاغ کے اندر ایسے مظاہر ہیں، اس کی وجہ سے کچھ لوگوں کے اندر ردعمل پیدا ہوتا ہے اور وہ فکری غلو کا شکار ہو جاتے ہیں اور اسلام کی ان ہدایات کو چھوڑ بیٹھتے ہیں جن میں مسلمانوں کے ساتھ تعلق و ہمدردی، محبت و تعاون، رواداری اور درگذر کی ترغیب دی گئی ہے۔

اکیڈمی نے نوٹ کیا کہ ان لوگوں کے طرز عمل اور ان کی دہشت گردانہ کارروائیوں نے دوسرے معاشروں میں اسلام کی تصویر کو بدنما بنایا اور دشمن تنظیموں نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اس بدنما تصویر کو مزید پھیلانے کی زبردست کوششیں انجام دیں۔ دوسری طرف اسلام کی اشاعت اور اس کے دفاع سے متعلق مسلمانوں کی کمزور کوششوں کی وجہ سے بھی انہیں فائدہ پہنچا۔

اس چیلنج کا مقابلہ کرنے اور اس کے لئے وسائل کی تعیین کے سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اکیڈمی درج ذیل قرارداد منظور کرتی ہے:

اول- رابطہ عالم اسلامی کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ جلد از جلد علماء کی ایک کانفرنس بلائے جس کی تائید اکیڈمی کے نام خادم الحرمین الشریفین کے خط میں آئی ہے اور جو خود رابطہ کی چوتھی عمومی کانفرنس کی تجویز بھی ہے نیز رابطہ مسلمانوں کو درپیش مسائل و مشکلات کے حل کے لئے اجلاس کے مقاصد اور تفصیلات متعین کرے۔

دوم- رابطہ کو آمادہ کیا جائے کہ وہ بڑی اسلامی تنظیموں کے درمیان ربط و ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے ایک عالمی بورڈ تشکیل دے اور رابطہ کانفرنس کی قرارداد کے مطابق اس بورڈ کے قواعد و ضوابط متعین کرے۔

سوم۔ رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام جلد از جلد ایک ایسی میٹنگ منعقد کی جائے جس میں فقہی اکیڈمیاں، اسلامی تحقیق کے ادارے اور شریعت اسلامیہ کے ماہرین شریک ہوں تا کہ اس میں مسلمانوں کی زندگی میں پیش آنے والے نئے مسائل پر غور کر کے درج ذیل امور طے کئے جائیں:

۱۔ فتوی کے سلسلہ میں ایک میثاق (چارٹر) ترتیب دیا جائے اور امت کے مشترکہ مسائل میں انفرادی فتاوی کے مسئلہ پر غور کیا جائے۔

۲۔ بعض اصطلاحات کے مفاہیم اور ان کی شرعی تعریفات متعین کی جائیں تا کہ ان اصطلاحات سے متعلق جو غلط فہمیاں کچھ لوگوں میں پائی جاتی ہیں وہ دور ہوں، جیسے ''جماعت المسلمین''، ''طائفہ منصورہ''، ''دار الاسلام''، ''دار الحرب''، ''الولاء والبراء''، ''جہاد''، ''حوار''، ''ولی الأمر کے حقوق اور فرائض'' اور ان چیزوں کو ایک کتاب کی شکل میں طبع کرا کر مسلمانوں کے درمیان عام کیا جائے۔

۳۔ رابطہ کے اندر اس میٹنگ کے انعقاد کے سلسلہ میں ایک تیاری کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس کے لئے اکیڈمیوں اور دوسرے متعلقہ اداروں سے مشورہ کیا جائے۔

چہارم۔ امت مسلمہ کو درپیش چیلنج کے موضوعات پر مخصوص اور متعدد سمپوزیم اور سمینار مسلم اقلیتوں اور عالم اسلام کے ان ممالک میں منعقد کئے جائیں جہاں ان کی زیادہ ضرورت ہے تا کہ داخلی اور خارجی چیلنجوں کے مقابلہ میں تعاون حاصل ہو سکے۔

پنجم۔ اسلامی حکومتوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے عوام کی زندگیوں میں اسلامی احکام کا نفاذ کریں۔

ششم۔ اسلامی ذرائع ابلاغ کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے پیش کردہ پروگراموں میں اسلامی آداب کی پابندی کریں، ایسی چیزوں سے گریز کریں جن سے اسلامی احیاء کی

جدوجہد داغدار ہوتی ہے اور مسلمانوں کے درمیان فتنے کو ہوا ملتی ہے یا وہ نوجوانوں کے اندر ردعمل پیدا کرتی اور غلو کا سبب بنتی ہیں اور ذرائع ابلاغ سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ امت کو درپیش چیلنجوں کے حل میں اپنا کردار ادا کریں۔

ہفتم۔ علماء امت کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ مسلم نوجوانوں اور نئی نسل کے ساتھ روابط مضبوط کریں اور دین کی ذمہ داریوں سے انہیں آگاہ کریں جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط۔

ہشتم۔ مختلف اسلامی ممالک کی تعلیم سے متعلق وزارتوں سے گذارش کی جائے کہ وہ اپنے نظام تعلیم میں طلبہ کو اسلام کے صحیح احکام سے واقف کرانے کو یقینی بنائیں تاکہ فکری انحراف اور دین میں غلو کا خاتمہ ہو۔

نہم۔ فقہی اکیڈمیوں اور شرعی شعبوں کو دعوت دی جائے کہ وہ ایسے مسلم نوجوانوں کو ضروری فقہی معلومات فراہم کرنے میں تعاون کریں تاکہ ان نوجوانوں کو فکری بے راہ روی اور عملی انحراف سے بچایا جاسکے۔

دہم۔ علماء امت سے گذارش کی جائے کہ وہ ایسی کتابیں اور تحریریں تیار کریں جن میں فکری انحراف اور دین میں غلو کو واضح کیا گیا ہو اور رابطہ عالم اسلامی کی امانت عامہ سے درخواست کی جائے کہ وہ مطلوبہ کتابوں کی تیاری کے لئے چند ماہرین کو باضابطہ طور پر اس کام کی ذمہ داری سونپے۔

یازدہم۔ مسلم دانشوروں کو دعوت دی جائے کہ وہ ان صحافتی پروگراموں میں شرکت کریں جو نوجوانوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے منعقد ہوتے ہیں، بالخصوص ایسی گفتگوؤں میں حصہ لیں جو سماج سے فکری انحراف اور غلو کو ختم کرتی ہیں۔

ممبران

X	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبد الودود
[دستخط]	[دستخط]	X
محمد بن عبد اللہ السبیل	ڈاکٹر عبد الکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبد اللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبد الستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی	عبد العزیز بن عبد اللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

دوسرا فیصلہ:

بعض بنکوں میں جاری بیع تورق کا معاملہ

اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور ان پر ہونے والے بحث ومباحثہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ اس وقت کچھ بنکوں میں تورق کے جو معاملات رائج ہیں ان کی نوعیت یہ ہے کہ بنک صرف شکلی عمل انجام دیتا ہے جس میں عالمی مارکٹ وغیرہ سے کوئی سامان (سونا یا چاندی کے علاوہ) مستورق کے نام ادھار خریدا جاتا ہے اور بنک اس بات کا پابند ہوتا ہے (کبھی عقد کے اندر شرط کی بنا پر اور کبھی عرف کی بنیاد پر) کہ مستورق کی جانب سے نیابت میں وہ اس سامان کو کسی دوسرے خریدار کے ہاتھ نقد فروخت کرے اور اس کی قیمت مستورق کے حوالہ کردے۔

اس پر غور وخوض کے بعد اکیڈمی درج ذیل فیصلے کرتی ہے:

اول- تورق کی جو شکل اوپر کی سطروں میں مذکور ہوئی، وہ درج ذیل اسباب کی وجہ سے ناجائز ہے:

۱- عقد تورق میں بائع کے اوپر یہ پابندی کہ وہ دوسرے خریدار کے ہاتھ اسے فروخت کرے گا یا خریدار کے لئے فروختگی کا انتظام کرے گا، اس معاملہ کو بیع عینہ کے مشابہ بنادیتی ہے جو شرعاً ممنوع ہے، خواہ اس پابندی کی شرط صراحتاً لگائی گئی ہو یا یہ پابندی رائج عرف کے تحت کی جاتی ہو۔

۲- یہ معاملہ بیشتر حالات میں سامان پر شرعی قبضہ کی شرطوں کو متاثر کرتا ہے جو معاملہ کی درستگی کے لئے لازم ہے۔

۳- اس معاملہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں بنک کی جانب سے خرید وفروخت کے ہونے

والے معاملات میں بنک نقد سرمایہ فراہم کرتا ہے جس پر وہ ایک اضافہ لیتا ہے جو مستورق فیہ کہلاتا ہے، خرید وفروخت کے معاملات عام حالات میں صرف صورتاً ہوتے ہیں، ان سے بنک کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ ان کا پیش کردہ سرمایہ انہیں اضافہ کے ساتھ واپس ملے۔ یہ معاملہ اس حقیقی تورق سے علاحدہ ہے جو فقہاء کے یہاں معروف ہے اور پچھلے پندرہویں سمینار میں خود اکیڈمی نے جس کے جواز کی رائے ان شرائط کے ساتھ دی ہے جو قرارداد میں مذکور ہیں۔ اس تورق میں اور یہاں جاری معاملہ میں متعدد فرق ہیں جنہیں پیش کردہ مقالات میں واضح کیا گیا ہے۔ تورق حقیقی میں دراصل ایک سامان کو ادھار قیمت پر حقیقتاً خریدا جاتا ہے۔ وہ سامان خریدار کی ملکیت میں داخل ہوتا ہے اور خریدار اس پر حقیقی قبضہ کرتا ہے اور سامان خریدار کے ضمان میں آجاتا ہے پھر وہ خریدار اس سامان کو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے نقد فروخت کرتا ہے جس سے کبھی اس کی ضرورت پوری ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے۔ ادھار اور نقد قیمت کے درمیان کا فرق اس بنک کی ملکیت میں نہیں آتا ہے جو اپنے پیش کردہ سرمایہ پر اضافہ حاصل کرنے کی غرض سے معاملہ میں داخل ہوتا ہے جو عام حالات میں صرف صورتاً معاملہ ہوتا ہے۔ یہ بات اس معاملہ میں نہیں پائی جاتی ہے جسے اس وقت کچھ بنک انجام دے رہے ہیں۔

دوم۔ اکیڈمی کا یہ اجلاس تمام بنکوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حرام معاملات سے بچیں۔ یہ اجلاس جہاں سود کی پھیلتی لعنت سے امت مسلمہ کو بچانے کی اسلامی بنکوں کی کوششوں کو سراہتا ہے، وہیں وہ ان سے گذارش کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے جائز حقیقی معاملات کریں۔ ایسے مصنوعی معاملات کا سہارا نہ لیں جن کا حاصل صرف یہ ہے کہ سرمایہ فراہم کر کے سرمایہ پر اضافہ حاصل کیا جائے۔

ممبران

x	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	x
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

تیسرا فیصلہ:

جسم کے بنیادی خلیوں کا استعمال

جذعی خلیے وہ ابتدائی خلیے ہوتے ہیں جن سے جنین تخلیق پاتا ہے اور جو اللہ کی مشیت اور مرضی کے تحت یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ جسم انسانی کے مختلف خلیوں کی شکل اپنالیں۔ موجودہ دور میں سائنس دانوں کے لئے یہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ وہ ایسے خلیوں کو پہچان کر ان کو علاحدہ کریں اوران کی افزائش کریں۔ اس کا مقصد علاج اور مختلف سائنسی تجربات کرنا ہے۔ بعض امراض کے علاج میں ان خلیوں کا استعمال ہوسکتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ مستقبل میں اس کے بہت سے فوائد سامنے آئیں اور بہت سارے امراض اور جسمانی نقائص جیسے کینسر کی کچھ قسموں، شوگر کی بیماری، گردہ اور جگر کی خرابی وغیرہ کے علاج میں اس کا بڑا اثر ہو۔

یہ خلیے مندرجہ ذیل ذرائع سے حاصل کئے جاتے ہیں:

۱-ابتدائی جنین جبکہ وہ کرہ جرثومیہ (Blastula) کے مرحلہ میں ہو۔ یہ وہ خلیاتی کرہ ہے جس سے جسم کے مختلف خلیے تیار ہوتے ہیں۔ ٹسٹ ٹیوب بے بی پروجیکٹ کے فاضل بار آور شدہ لقیحے بھی ان خلیوں کے حصول کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک رضا کار خاتون کے انڈے اور ایک رضا کار مرد کے مادہ منویہ کو لے کر اور بالقصد بار آوری کر کے لقیحہ حاصل کیا جائے اور اسے بلاسٹولا کے مرحلہ تک ڈولپ کیا جائے پھر اس سے جذعی خلیے نکالے جائیں۔

۲-حمل کے کسی بھی مرحلہ میں ساقط ہو جانے والے جنین۔

۳-مشیمہ (Placenta) یا حبل السرۃ (Umblical Cord)۔

۴- بچے اور بالغ لوگ۔

۵- علاجی کلوننگ، اس طور پر کہ کسی بالغ انسان سے کوئی جسمانی خلیہ لے کر اس کے نیوکلیس کو نکالا جائے پھر اس نیوکلیس کو کسی ایسے انڈے کے اندر ملا دیا جائے جس کو نیوکلیس سے خالی کر دیا گیا ہو، تاکہ یہ بلاسٹولا کے مرحلہ تک پہنچ جائے، پھر اس سے جذعی خلیے حاصل کئے جائیں۔

اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور ارکان و ماہرین کی آراء سننے نیز اس نوع کے خلیوں اور ان کے حصول کے ذرائع سے واقف ہونے کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول- جذعی خلیوں کو حاصل کرنا اور ان کو ڈولپ کرنا اور ان کا استعمال کرنا خواہ علاج کے لئے ہو یا جائز علمی تحقیقات کے لئے ہو، جائز ہے بشرطیکہ اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ مباح ہو۔ ایسے مباح ذرائع بطور مثال مندرجہ ذیل ہیں:

۱- بالغ افراد جب کہ وہ اجازت دیں اور اس سے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچتا ہو۔

۲- بچے جب کہ ان کے اولیاء کسی شرعی مصلحت کے تحت اجازت دیں اور اس سے بچوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔

۳- مشیمہ یا حبل السرۃ۔

۴- جنین جو خود بخود ساقط ہو جائے، یا کسی علاجی سبب سے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، ساقط کیا جائے اور والدین کی اجازت حاصل ہو۔ یہاں یہ واضح رہے کہ اکیڈمی نے اپنے بارہویں سمینار میں ان حالات کی تعیین کر دی ہے جن میں اسقاط حمل درست ہے۔

۵- ٹسٹ ٹیوب بے بی پروجیکٹ کے فاضل بارآور شدہ لقیحے، بشرطیکہ موجود ہوں اور والدین رضا کارانہ فراہم کریں۔

دوم- اگر جذعی خلیوں کا حصول ناجائز طریقہ سے ہو تو ان کو حاصل کرنا اور استعمال کرنا جائز

نہیں ہے۔ناجائز ذرائع بطور مثال درج ذیل ہیں:

۱- جنین جسے قصداً ساقط کرایا گیا ہو اور ایسا سبب موجود نہ ہو جس کی وجہ سے شریعت نے اسقاط کی اجازت دی ہے۔

۲- کسی رضاکار خاتون کے انڈے اور کسی رضاکار مرد کے مادہ کو لے کر بالقصد بارآوری کی گئی ہو۔

۳- علاجی کلوننگ۔

ممبران

x	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	x
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

چوتھا فیصلہ:

ایسی دواؤں کا استعمال جن میں خنزیر وغیرہ نجس العین کی آمیزش ہو اور اس کا متبادل کم فائدہ کا حامل موجود ہو جیسے (New Heparin) (مانع انجماد خون دوا)

جن دواؤں میں کچھ نجس العین کی آمیزش ہو جیسے خنزیر اور ان دواؤں کا متبادل موجود ہو لیکن ان کی افادیت نسبتاً کم ہو جیسے نیا ہیپارین (New Heparin) جو ہلکے وزن کا ہوتا ہے، ایسی دواؤں کے استعمال کے موضوع پر پیش کردہ مقالات میں درج ذیل باتیں سامنے آئیں:

۱۔ہیپارین (Heparin) سے مراد وہ مادہ ہے جو جسم کے متعین خلیوں سے بنتا ہے اور عام طور پر اسے جانوروں کے جگر، پھیپھڑے اور آنتوں سے نکالا جاتا ہے، ان جانوروں میں گائے اور خنزیر بھی ہوتے ہیں۔

وہ ہیپارین جو ہلکے وزن والا ہوتا ہے اسے مختلف کیمیائی طریقوں کے ذریعہ عام ہیپارین سے حاصل کیا جاتا ہے، ان دونوں قسم کے ہیپارین کا استعمال مختلف امراض کے علاج میں ہوتا ہے جیسے قلب کے امراض، درد سینہ (انجائینا-angina)، انجماد خون (Thrombosis) کا ازالہ وغیرہ۔

۲۔ ہلکے وزن والا ہیپارین جو عام ہیپارین سے حاصل کیا جاتا ہے، اس کی تیاری اس طرح کیمیائی طریقوں سے کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ایسے نئے مرکبات وجود میں آتے ہیں جو اپنے خواص اور فیزیائی و کیمیائی صفات میں عام ہیپارین سے مختلف ہوتے ہیں، اسے فقہاء

استحالہ (انقلاب ماہیت) کہتے ہیں۔

۳-نجاست اگر کسی ایسے دوسرے مادہ میں بدل جائے جس کی صفات اور خواص مختلف ہوں جیسے تیل صابن بن جائے یا کسی اور چیز میں بدل جائے یا کسی مادہ کو اس طرح ختم کردیا جائے کہ اس کی ذات اور صفات بدل جائیں، یہ فقہ اسلامی میں قابل قبول طریقہ تسلیم کیا گیا ہے جس کی بنا پر کسی چیز کے پاک ہونے اور شرعاً اس سے انتفاع درست ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے۔

اکیڈمی نے اس موضوع پر تفصیلی غور وخوض کیا، اہل علم کی آراء کو پیش نظر رکھا، یہ بھی دیکھا کہ شریعت کے قواعد حرج کو ختم کرنے، مشقت کو دور کرنے اور ضرر کو حتی الامکان زائل کرنے کا تقاضہ کرتے ہیں اور یہ کہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں، اسی طرح دو ضرر میں سے بڑے ضرر کو دور کرنے کے لئے چھوٹے ضرر کو انگیز کرلیا جاتا ہے۔ ان امور کے پیش نظر اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

۱- ہلکے وزن والے نئے ہیپارین کے ذریعہ علاج کرانا مباح ہے جب کہ ایسا مباح متبادل موجود نہ ہو جو علاج میں اس سے بے نیاز کردے اور متبادل کے ذریعہ علاج میں طویل عرصہ لگتا ہو۔

۲-اس کے استعمال میں صرف اتنی ہی مقدار پر اکتفاء کیا جائے جو ضروری ہو اور جب یقینی طور پر پاک متبادل مل جائے تو اسے اختیار کرلیا جائے تاکہ اصل اجازت پر عمل ہو اور اختلاف سے بچا جاسکے۔

۳-اکیڈمی کا اجلاس اسلامی ممالک کی وزارت ہائے صحت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دوا ساز کمپنیوں کو آمادہ کریں کہ وہ ہیپارین اور ہلکے وزن والے نئے ہیپارین کی تیاری میں صحت مند گائے اور بیل کا استعمال کریں۔

ممبران

x	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبد الودود
[دستخط]	[دستخط]	x
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

پانچواں فیصلہ:

خون کے موروثی امراض

خون کے موروثی امراض اور شادی سے پہلے طبی تحقیقات کرانے پر مجبور کرنے کے موضوع پر مقالات پیش ہوئے اور غور وخوض کیا گیا۔ تفصیلی مباحثہ ومناقشہ کے بعد اجلاس نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول۔ نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کی شرائط خود شارع حکیم نے متعین فرمائی ہیں اور نکاح پر اس کے شرعی نتائج مرتب کئے ہیں۔ لہذا شریعت نے جتنا کچھ حکم دیا ہے، اس پر اضافہ کا دروازہ کھولنا جیسے نکاح سے قبل طبی تحقیقات کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

دوم۔ اکیڈمی کا اجلاس حکومتوں اور اسلامی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نکاح سے قبل طبی تحقیقات کی اہمیت کے بارے میں بیداری پیدا کریں، ایسی تحقیقات کے لئے ہمت افزائی کریں اور جو لوگ ان سے دلچسپی رکھتے ہوں ان کے لئے تحقیقات کو آسان بنائیں، نیز ان تحقیقات کے نتائج کو صرف متعلقہ افراد تک محدود رکھا جائے اور ان کے علاوہ سے مخفی رکھا جائے۔

ممبران

x ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	[دستخط] ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	[دستخط] ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
[دستخط] ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	[دستخط] ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	[دستخط] محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط] محمد بن عبداللہ السبیل	[دستخط] ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	x محمد تقی العثمانی
[دستخط] ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	[دستخط] ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	[دستخط] ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط] ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی (سکریٹری جنرل)	[دستخط] ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی (نائب صدر)	[دستخط] عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ (صدر)

چھٹا فیصلہ:

حج میں ازدحام کا مسئلہ اور اس کا شرعی حل

اکیڈمی کے اجلاس میں وہ اختتامی بیان اور سفارشات پیش کی گئیں جو اکیڈمی کی امانت عامہ کی جانب سے ۲۵-۲۷/۱۱/ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸-۳۰/۱/ ۲۰۰۳ء کو "حج میں ازدحام کا مسئلہ اور اس کا شرعی حل" کے موضوع پر منعقدہ سمینار میں تجویز کی گئی تھیں، اس سمینار میں شرکاء نے ازدحام سے پیدا شدہ مشکلات کو کم کرنے کے سلسلہ میں سعودی حکومت کی طرف سے کی جانے والی مسلسل کوششوں کا جائزہ لیا اور اس بات کو سراہا کہ سعودی حکومت حجاج کرام کے لئے خصوصی اہتمام کرتی ہے، ان پر توجہ دیتی ہے، ان کے مسائل پر مسلسل نظر رکھتی ہے اور پوری کوشش کرتی ہے کہ حجاج کرام کو ہر طرح راحت پہنچے، وہ ان کے لئے امن وحفاظت کا انتظام کرتی ہے، حج کے دوران پیش آنے والی ان کی پریشانیوں کو دور کرتی ہے اور ان کے لئے بہتر خدمات فراہم کرتی ہے، جس کی وجہ سے حجاج کرام کو آسانی اور سہولت کے ساتھ ادائیگی حج میں مدد ملتی ہے۔ مذکورہ سمینار میں موضوع کے جن محاور پر غور کیا گیا وہ درج ذیل تھے:

اول- حج میں ازدحام کے اسباب۔

دوم- حج میں ازدحام کے مسائل سے نمٹنے اور مشکلات کو کم کرنے کے فنی اور عملی حل۔

سوم- حجاج کرام کے وفود کی رہنمائی اور ان کی ایسی تربیت و ہدایت کہ وہ صحیح شرعی طریقہ پر مناسک حج ادا کر سکیں۔

چہارم- حج میں حصہ لینے والے اداروں اور بیرونی وملکی قافلوں کا اس سلسلہ میں باہمی تعاون۔

پنجم- حجاج کرام کی رہنمائی کرنے میں حج سے متعلق ذمہ دار اداروں کے ساتھ ذرائع ابلاغ کا تعاون۔

اکیڈمی کے ارکان ان محاور سے متعلق جاری ہونے والی سفارشات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسلامی فقہ اکیڈمی کی امانت عامہ اور اس سیمنار میں شریک علماء، فنی ماہرین اور انجینئروں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور سیمنار کی سفارشات کی تائید کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سفارشات بہت قیمتی ہیں جن سے حجاج کرام کو ادائیگی حج میں سہولت ہوگی، حجاج کرام کو اس سے بڑا فائدہ پہنچے گا اور حجاج کرام کو دوران حج جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کا بہترین حل بھی ان کی وجہ سے سامنے آئے گا۔

ارکان اکیڈمی جہاں حکومت سعودی عرب کی طرف سے حجاج کرام کی مشکلات کو ختم کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں، وہیں اکیڈمی حکومت سعودی عرب کے لئے شکر و امتنان کا اظہار کرتی ہے کہ ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود کے زمانہ سے لے کر خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود کے موجودہ دور تک یہ حکومت مہمانان رب العالمین کی خدمت، ان کے لئے اسباب و وسائل کی فراہمی، حرمین شریفین کی توسیع، راستوں، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، پہاڑوں پر راستوں کی تعمیر، رہائش، خدمات اور وسائل نقل وحمل کے میدان میں بہترین ترقی وغیرہ کی اعلیٰ وعظیم الشان خدمات اور کارنامے حجاج بیت اللہ الحرام کے لئے انجام دیتی رہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان خدمات میں برکت عطا فرمائے اور ہماری رہنمائی فرمائے۔ وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

ممبران

x	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود
[دستخط]	[دستخط]	x
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید
[دستخط]	[دستخط]	[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

ساتواں فیصلہ:

کتاب ''ہیروغلیفی زبان سے قرآن کی تشریح'' کے بارے میں شرعی حکم

سعودی حکومت کے وزیر ابلاغ کی طرف سے ایک خط نمبر ۸/۴۸۴۴ مؤرخہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۲ھ حکومت کے مفتی عام، ہیئۃ کبار العلماء اور ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء کے صدر اور اسلامی فقہ اکیڈمی کے صدر کے نام آیا۔ یہ خط رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل کو مؤرخہ ۹/۳/۱۴۲۳ھ کو محول کیا گیا تھا۔ اس میں سعد عبدالمطلب العدل کی کتاب کے بارے میں شرعی رائے معلوم کی گئی ہے، کتاب کا نام ہے: ''ہیروغلیفی زبان سے قرآن کریم کی تشریح''۔ موصوف مفتی عام نے خط کو اکیڈمی کے اجلاس کے سامنے پیش کیا ہے۔

اکیڈمی نے اپنے سترہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۱۹-۲۳/شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳-۱۷/دسمبر ۲۰۰۳ء میں مذکورہ کتاب پر غور کیا جس میں کتاب کے مؤلف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن کی سورتوں کے آغاز میں آنے والے حروف مقطعات اور قرآن کے بعض الفاظ عربی زبان کے نہیں ہیں، بلکہ وہ قدیم مصری زبان ہیروغلیفی سے نکلے ہوئے عجمی الفاظ ہیں۔ مؤلف نے محض اپنے اٹکل وگمان کی بنیاد پر اس زبان کے ذریعہ ان کلمات کے معانی بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں اکیڈمی کے رکن فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید کی رپورٹ اجلاس میں پیش کی گئی۔

اجلاس اس جرأت بے جا کی زبردست مذمت کرتا ہے جو علم، ہدایت اور اتباع کے بغیر اللہ کی کتاب کے متعلق کی گئی ہے۔ یہ اجلاس سخت حیرت کا اظہار کرتا ہے کہ یہ جرأت ایک ایسے شخص نے کی ہے جو اسلام کی طرف انتساب رکھتا ہے اور قرآن کو اس عربی مبین میں پڑھتا ہے

جس میں وہ نازل ہوا ہے۔ اجلاس واضح کرتا ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صرف اور صرف اٹکل اور مفروضات ہیں جو صحیح علمی بنیاد پر مبنی نہیں ہیں۔ ان کے ثبوت کے لئے مؤلف نے ٹھوس علمی منہج نہیں اپنایا ہے بلکہ صرف اپنے وہم پر اکتفاء کیا ہے اور ایسے موضوع میں صرف اٹکل وگمان پر اعتماد کیا ہے جس میں دلیل و برہان کے بغیر کوئی بات صحیح نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:"ان یتبعون إلا الظن وما تهوى الأنفس ولقد جاء هم من ربهم الهدى" (نجم:۲۳) (یہ لوگ نرے اٹکل پر اور اپنے نفس کی خواہش پر چل رہے ہیں، درآنحالیکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آچکی ہے)، اسی طرح ارشاد ہے:"وما لهم به من علم ان یتبعون إلا الظن و ان الظن لا یغني من الحق شیئا" (نجم:۲۸) (حالانکہ ان کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں، یہ لوگ محض اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اٹکل حق کے مقابلہ میں ذرا بھی کام نہیں دیتی) اس کتاب میں مؤ ـــ نے جو کچھ کہا ہے وہ اللہ پر بغیر علم کے کہی ہوئی بات ہے اور یہ کتاب وسنت کے نصوص، صحابہ کرام اور ائمہ تفسیر کے اقوال وآثار کے خلاف ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:"لسان الذي یلحدون إلیه أعجمي وهذا لسان عربي مبین" (نحل:۱۰۳) (حالانکہ جس شخص کی جانب اس کی ناحق نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ کلام تو فصیح عربی زبان میں ہے)، اور ارشاد ہے:"نزل به الروح الأمین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین" (شعرا۱۹۳ء-۱۹۵) (اسے روح الامین نے آپ کے قلب پر اتارا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں صاف عربی زبان میں) اور ارشاد ہے:"حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاته قرآنا عربیاً لقوم یعلمون" (فصلت ۱-۳) (حا میم۔ (یہ کلام) رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کر بیان کردی گئی ہیں یعنی فصیح قرآن (جو نافع ہے) دانشمند لوگوں کے لئے) اور کہا گیا ہے:" ولو جعلناه قرآنا أعجمیاً لقالوا لولا فصلت آیاته

ءأعجمی وعربی" (فصلت ۴۴)(اور اگر ہم اسے قرآن عجمی بناتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں یہ کیا کہ کتاب عجمی اور رسول عربی)۔ اور رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے: "فانما یسرناه بلسانک" (مریم:۹۷)(سو ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے)۔ یہ اور اس جیسی دیگر نصوص صراحت کے ساتھ بتاتی ہیں کہ قرآن عرب کی زبان میں نازل ہوا ہے، یہ زبان جناب رسول کریم ﷺ کی زبان ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:"وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه ليبين لهم" (ابراہیم:۴)(اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اسی کی زبان میں کہ وہ ان لوگوں پر(احکام وتعلیمات کو) کھول کر بیان کریں)۔

کتاب کے مؤلف نے جو کچھ کہا ہے اس کا نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ ایسی زبان میں نازل ہوا جس کو نہ تو نبی کریم ﷺ سمجھتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے صحابہ نے سمجھا بلکہ ان الفاظ کے معانی کو چودہ سو سال بعد ہی اب جا کر سمجھا جا سکا ہے، "سبحانک هذا بهتان عظيم" (نور:۱۶)(تو بہ یہ تو سخت بہتان ہے)۔

عہد صحابہ سے تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ عربی الفاظ ہیں، کوئی ایک قول ضعیف بھی ایسا نہیں ہے کہ یہ عربی کے الفاظ نہیں ہیں۔ مفسرین کا اختلاف اس بارے میں ہے کہ کیا یہ الفاظ اس راز میں سے ہیں جس کا علم اللہ نے اپنے لئے خاص رکھا ہے، یعنی ان الفاظ کے معانی کی حقیقت کا کلی علم نہیں حاصل ہو سکتا یا یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا معنی سمجھنا ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین نے ان کی مراد کو بیان کرنے کی بہت سی صورتیں ذکر کیں لیکن ان میں یہ بات نہیں ہے کہ یہ الفاظ عربی نہیں ہیں جیسا کہ اس کتاب کے مؤلف نے سمجھ لیا ہے اور اگر یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں تو جیسا کہ امام شافعی نے فرمایا: متشابہ کی تفسیر صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت، یا صحابہ کی جانب سے خبر، یا علماء کے اجماع ہی کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالی نے

فرمایا:"ولا تقف مالیس لک به علم" (اسراء:۳۶)(اور اس چیز کے پیچھے مت ہولیا کر جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو) اور نبی ﷺ نے ترمذی میں مروی حضرت ابن عباس کی حدیث میں فرمایا:"من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار"(جس نے قرآن میں بغیر علم کے کوئی بات کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالے)۔علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کی تفسیر محض رائے کی بنیاد پر کرنا یا کسی اصل کے بغیر اس میں اجتہاد کرنا جائز نہیں ہے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جب ایک آیت کا معنی پوچھا گیا جو انہیں نہیں معلوم تھا تو انہوں نے فرمایا:''کون سی زمین مجھے سہارا دے گی اور کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اگر میں اللہ کی کتاب کے بارے میں ایسی بات کہوں جو میں نہیں جانتا''۔کتاب کے مؤلف کا یہ اقدام ایک ایسا اجتہاد ہے جسے اس کے نااہل نے کیا ہے، جسے نہ تو شریعت اسلامیہ میں اور نہ قدیم مصری زبان میں مہارت حاصل ہے،لہذا یہ اجتہاد درست نہیں ہوسکتا حتی کہ مؤلف کتاب نے قرآن کے نصوص میں تبدیلی کردی کہ اس نے ان نصوص کے نطق کو بدلا ہے تاکہ ان الفاظ کو عجمی قرار دینے کا دعوی ثابت کرسکے اور اپنے مزعومہ مفہوم کو متعین کرسکے اور کتاب محکم قرآن کے نصوص کے معنی اور لفظ کو عجمی بناسکے۔خود قدیم مصری زبان کے متخصصین نے اس کو غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ جرأت بے جا ہے۔اس نے اپنے غلط افکار کی خدمت کے لئے الفاظ کو غلط معنی پہنایا ہے۔

پھر اس مؤلف نے اپنے غلط معانی کے بیان میں اس بات کا بھی خیال نہیں رکھا کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر حرف نہ آئے۔اس نے آپ ﷺ کی ذات کو۔نعوذ باللہ۔ایسا شک وشبہ میں پڑنے والا بتایا جو خواہش کی طرف جھک جاتے یا خواہش ان کو جھکالیتی تھی، وغیرہ۔ایسے غلط الفاظ اس کتاب میں متعدد جگہوں پر آئے ہیں۔یہ جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ دریدہ دہنی ہے کہ جس کے بعد اگر وہ فوری توبہ نہ کرے تو اس

کے ایمان کا خطرہ ہے۔

چنانچہ یہ اجلاس اسے دعوت دیتا ہے کہ وہ فوراً توبہ کرے اور اپنی تحریر اور استدلال سے براءت کا اظہار کرے۔ اسی طرح اجلاس واضح کرتا ہے کہ کسی بھی مسلمان، فرد و جماعت یا ادارہ کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کتاب یا اس جیسی کسی چیز کی اشاعت یا اس کی تعریف و تائید میں کوئی حصہ لے تاکہ عامۃ المسلمین اس سے گمراہ نہ ہوں۔ واللہ ولی التوفیق۔

ممبران

x
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

[دستخط]
ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش

[دستخط]
ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل

[دستخط]
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر

[دستخط]
ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ

[دستخط]
محمد سالم بن عبد الودود

[دستخط]
محمد بن عبد اللہ السبیل

[دستخط]
ڈاکٹر عبد الکریم زیدان

x
محمد تقی العثمانی

[دستخط]
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی

[دستخط]
ڈاکٹر یوسف بن عبد اللہ القرضاوی

[دستخط]
ڈاکٹر عبد الستار فتح اللہ سعید

[دستخط]
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی
(سکریٹری جنرل)

[دستخط]
ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی
(نائب صدر)

[دستخط]
عبد العزیز بن عبد اللہ آل الشیخ
(صدر)

آٹھواں فیصلہ:

انکم ٹیکس

اکیڈمی کے اجلاس میں انکم ٹیکس کے موضوع پر غور کیا گیا، اس میں واضح ہوا کہ: "انکم ٹیکس وہ رقم ہے جو حکومت اپنے ماتحت ملازمین میں سے قدرت رکھنے والوں کی آمدنی پر جبری طور پر نافذ کرتی ہے اور جو کسی متعین خدمات کے عوض نہیں ہوتی بلکہ عام منافع کی تکمیل کے لئے وصول کرتی ہے"۔

اس موضوع پر پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور مفصل مناقشہ کو سننے کے بعد اکیڈمی نے محسوس کیا کہ اس موضوع کے متعدد پہلو ہیں جن پر غور اور بحث مکمل کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے اس پر فیصلہ ملتوی کیا جاتا ہے۔

ممبران

ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی	ڈاکٹر مصطفیٰ سیر بتش	ڈاکٹر نصر فرید محمد واصل
ڈاکٹر الصدیق محمد الأمین الضریر	ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ	محمد سالم بن عبدالودود
محمد بن عبداللہ السبیل	ڈاکٹر عبدالکریم زیدان	محمد تقی العثمانی
ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی	ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ القرضاوی	ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ سعید

[دستخط]	[دستخط]	
ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی	ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی	عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ
(سکریٹری جنرل)	(نائب صدر)	(صدر)

اٹھارہویں سمینار

منعقدہ ۱۰-۱۴/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

مطابق ۸-۱۲/اپریل ۲۰۰۶ء

کے فیصلے

''الفرقان الحق'' نامی کتاب سے متعلق اجلاس کا بیان

پہلا فیصلہ: قسطوں پر خرید وفروخت

دوسرا فیصلہ: ایسے کارڈز کی خرید وفروخت جن کے خریدار کو ان کے جاری کرنے والے کے علاوہ کی طرف سے سامان کی قیمت نیز دوسری خدمات میں رعایتیں دی جائیں

تیسرا فیصلہ: قرض میں کوئی فاسد شرط لگا کر قرض کو فسخ کرنا

چوتھا فیصلہ: عقد نکاح کو خلع کے ذریعہ ختم کرنے کا عورت کا حق

پانچواں فیصلہ: نکاح کی نئی صورتیں

چھٹا فیصلہ: قبل از ولادت رحم مادر ہی میں بچہ کا بحیثیت لڑکا و لڑکی انتخاب

نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا بیان جسے بعض مغربی اخباروں نے شائع کیا

''الفرقان الحق'' نامی کتاب سے متعلق اجلاس کا بیان

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد!

اسلامک فقہ اکیڈمی اپنے اٹھارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں اس بات سے مطلع ہوئی جسے بعض ذرائع ابلاغ نے نقل کیا ہے، کہ امریکہ کے صوبہ ٹکساس میں ایک گروپ کے ذریعہ ایک کتاب تالیف کی گئی ہے، اس کا نام ''الفرقان الحق'' ہے، یہ محض جھوٹ وفریب پر مبنی ہے، اس کا مقصد قرآن کا متبادل پیش کرنا ہے، اس گروہ نے اپنے اس برے عمل کے ذریعہ اسلام کی بے حرمتی کی ہے، اس طرح ان لوگوں نے سورتوں اور آیتوں میں تقدیم وتاخیر اور تحریف وتغیر سے کام لیا ہے، ان لوگوں نے قرآن کریم کے ساتھ کھلواڑ کیا جو کہ نبی خاتم ﷺ پر بطور خاتم نبوت نازل ہوا، قرآن کریم مسلمانوں کی دینی اساس اور قوم وملت کا ستون ہے، یہ اس ملت کے ہر خاص وعام مرد وعورت کے نزدیک سب سے بلند وبالا کتاب ہے، یہ دشمنان اسلام اپنے برے اعمال سے باز نہیں آئے اور نہ انہوں نے بین الاقوامی قوانین کا ذرا بھی پاس ولحاظ رکھا، جن کے نزدیک مذاہب کا احترام مسلم ہے، یہ ان قوانین کی رو سے قوم وملت کی مقدس کتابوں کی بے حرمتی ناجائز ہے۔

یہ ایک ایسا عمل ہے جسے شریعت وقانون ناجائز قرار دیتے ہیں اور اسے جرم سمجھتے ہیں، اللہ کی مقدس کتابوں کے خلاف افترا پردازی، تحریف وتغیر یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ اللہ کے دشمنوں کا یہ ایک مسلسل عمل رہا ہے، جن میں قرآن کریم سرفہرست ہے، اس کے ساتھ کھلواڑ ایک باطل عمل ہے اور جرم عظیم ہے اور اللہ تبارک وتعالی پر افترا پردازی ہے اور اس کی آیتوں کا مذاق

اڑانا ظلم کی سب سے بدترین قسم ہے:"ومن أظلم ممن افتری علی الله الكذب" (الصف:۷)۔

اس تحریف وتغیر کا مقصد مسلمانوں کو ان کے دین وعقائد سے دور کرنا، ان کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا، ان کے اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کرنا، ان کے ممالک پر قبضہ کر کے ان کی دولت وثروت پر اپنا تسلط جمانا، ان کے درمیان جنگ وجدال اور بغض وعداوت پیدا کرنا ہے، یہ ایک ایسا عمل ہے جس کا مقصد ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنا اور اس کی بنیادوں کو متزلزل کرنا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:"ودوا لو تكفرون كما كفروا فتكونون سواء" (نساء:۱۸۹)، ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"ود كثير من أهل الكتاب لو يردونكم من بعد إيمانكم كفاراً حسداً من عند أنفسهم من بعد ما تبين لهم الحق" (بقرہ:۱۰۹)۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ اجلاس مسلمانوں کو یقین دلاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے دشمنوں اور ظالموں کے مکر وفریب کو ناکام بنادیا ہے، قرآن کریم اللہ کا ایک زندہ جاوید معجزہ ہے، جس سے اللہ تبارک وتعالی نے انس وجن اور پورے عالم پر حجت قائم کردی، اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:"قل لئن اجتمعت الإنس والجن على أن يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً" (اسراء:۸۸)۔

اللہ تبارک وتعالی نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، بے شک اس کا کہنا برحق اور اس کا عہد وپیمان سچا ہے، ارشاد باری ہے:"إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون" (حجر:۱۹)۔

اس روشن نور کو ان کے منھ کی پھونک بجھا نہیں سکتی ہے، ان کی تمام کاوشیں بے کار اور ان کے عیوب عنقریب ظاہر ہوجائیں گے، خدا کے حکم سے ان کی ساری کوششیں رائیگاں

جائیں گی، جیسے ان سے پہلوں کی کوششیں برباد ہوگئیں، فرمان باری ہے: "یریدون لیطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون" (الصّف:۹)۔

قرآن کے بارے میں جن کا یہ گمان ہے کہ یہ کلام انسانی ہے وہ نہیں جانتے کہ مسلمان قرآن کریم کو اچھی طرح جاننے اور سمجھنے والے ہیں، اللہ تبارک وتعالی زمین میں فساد پھیلانے والوں کے بارے میں فرماتا ہے: "وإن منهم لفریقاً یلوون ألسنتهم بالکتاب لتحسبوه من الکتاب وما هو من الکتاب ویقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ویقولون علی الله الکذب وهم یعلمون" (آل عمران:۷۸)۔

قرآن کریم کی حفاظت کا سب سے بڑا اور آسان ذریعہ یہ ہے کہ اللہ نے اس کی تلاوت اور دلوں میں اس کو محفوظ کرنا آسان فرمادیا، ارشاد باری ہے: "ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر" (قمر:۱۷)۔اس طرح قرآن کریم مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ ہوگیا اور سابقہ کاوشیں خواہ وہ قرآن کریم کے بعض حروف وکلمات کو بدلنے کے لئے کی گئی ہوں یا قرآن کریم کی تحریف مقصود ہو، مسلمان انہیں آسانی سے سمجھ کر ان سے باخبر ہوجاتے ہیں، تو بھلا پورے قرآن میں تحریف کیسے ہوسکتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین" (انفال:۳۰)، دوسری جگہ یوں ارشاد ہے: "إنهم یکیدون کیداً وأکید کیداً" (طارق:۱۶) جن لوگوں نے اللہ کی کتاب کے خلاف جرأت دکھائی ہے، وہ دنیا میں جلد ہی شرمندہ ہوجائیں گے اور آخرت میں بھی عذاب کے مستحق ہوں گے، جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کے مدمقابل آئے گا لامحالہ اس کی شکست ہوگی، فرمان باری ہے: "إن الذین یحادون الله ورسوله أولئک فی الأذلین کتب الله لأغلبن أنا ورسلی إن الله قوی عزیز" (مجادلہ:۲۱)، ان کی کوششوں کا انجام ناکامی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "إن الذین کفروا ینفقون أموالهم لیصدوا عن سبیل الله فسینفقونها ثم تکون

علیهم حسرة ثم یغلبون والذین کفروا إلی جهنم یحشرون" (انفال:۳۶)۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کا اجلاس جو ان دنوں سرزمین مکہ مکرمہ میں منعقد ہو رہا ہے، امت کے اعتقادات اور اس کی تہذیب وثقافت اور قرآن وسنت کے خلاف ہونے والے حملوں کی سخت مذمت کرتا ہے، یہ ایک ایسا حملہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں، اس کا جواب دینا مسلمانوں کے علماء دین اور امراء پر انفرادی واجتماعی طور پر واجب ہے، اجلاس کا مقصد ان حملوں کی تردید ومذمت کرنا اور ان کی ساری کاوشوں پر پانی پھیر دینا ہے۔

یہ اجلاس ذرائع ابلاغ کو جو حقیقت کی تلاش کرتے ہیں اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس کتاب کے بارے میں باخبر کریں اور اسلامی ممالک کے ذمہ داروں سے گذارش کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اس کتاب کو اپنے ملکوں میں آنے سے روکیں بلکہ اسے کتاب میلوں میں بھی نہ آنے دیں، کیونکہ مسلمانوں کے لئے یہ بے حرمتی اور رسوائی کی بات ہے۔

یہ اجلاس اللہ کے کلام کی نشر واشاعت اور اسے ہر مسلمان کو بآسانی فراہم کرانے کی طرف توجہ دلاتا ہے، تاکہ کوئی مسلمان اس جھوٹی کتاب سے دھوکہ نہ کھا سکے، ساتھ ہی یہ اجلاس اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ قرآن کریم کا صحیح اور معتمد ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کیا جائے، کیونکہ حق کا غائب ہونا ہی باطل کے پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی حفاظت فرمائے، اپنے کلمات کو بلند فرمائے اور دشمنوں کے مکروفریب کو تباہ وبرباد کردے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد، وعلی آله وصحبه أجمعین۔

پہلا فیصلہ:

قسطوں پر خرید وفروخت

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه . أما بعد:

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی کے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴؍ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں قسطوں پر خرید فروخت کا مسئلہ زیر بحث آیا۔

قسطوں پر خرید وفروخت کا مطلب یہ ہے کہ خریدار جس چیز کو خریدنے کا خواہش مند ہے، اس چیز کی پوری قیمت ادا نہ کر کے صرف ایک مختصر حصہ ادا کردے اور ایجنٹ (وہ بینک ہو یا کوئی اور) باقی پیسوں کو قسطوں میں وصول کر رہا ہو بایں طور پر کہ خریدی گئی چیز کا خیار عقد ایجنٹ کے پاس ہو، قرض کی قیمت اس کے پاس رہن سمجھی جائے گی۔

اس موضوع پر سیر حاصل بحثوں کی سماعت کے بعد اکیڈمی اس نتیجہ پر پہنچی کہ قسطوں پر خرید وفروخت کے اس عمل میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہوتی ہیں:

اول: فائدے کی غرض سے خرید وفروخت کرنا، یہ خرید وفروخت اہم کرنسیوں یا مالی دستاویزات جیسے شیئرز یا بونڈز یا سامان تجارت کی مختلف قسموں کے ذریعہ عمل میں آتی ہے، اس کے اندر عقد خیار اور عقد مستقبلی بھی آتا ہے نیز بڑے بازاروں کے اتار چڑھاؤ پر تجارت کرنا بھی۔

دوم: قرض اس رقم کو کہتے ہیں جو فریق ثالث سرمایہ دار کو فوراً دیتا ہے، یا پھر کسی دوسری جانب سے دیتا ہے اگر فریق ثالث بینک نہیں ہے۔

سوم: ربا (سود): خرید وفروخت کے اس عمل میں (ایک جانب سے فائدہ متعین کر دیا گیا ہو) ایسا فائدہ جس کے ساتھ یہ شرط لگادی گئی کہ اتنا سرمایہ دار کو دینا ہے، جب کہ اس نے ابھی خرید وفروخت شروع نہ کی ہو۔ کبھی یہ فائدہ قرض کا سواں حصہ ہوتا ہے اور کبھی ایسی رقم ہوتی ہے جو پوری طرح ادا نہ کی گئی ہو۔

چہارم: (سمسرۃ) کمیشن: اس رقم کو کہتے ہیں جو فریق ثالث کو سرمایہ دار کے اپنے طریقہ سے خرید وفروخت کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے اور یہ خرید وفروخت کا ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ فریقین خرید وفروخت کی قیمت پر متفق ہوتے ہیں۔

پنجم: گروی رکھنا: (رہن) یہ ایک ایسی پابندی ہے جسے خریدار اپنے اوپر لاگو کرتا ہے تا کہ وہ فریق ثالث کے ذریعہ خرید وفروخت کے معاہدہ کو باقی رکھ سکے، اس طور پر کہ وہ فریق ثالث کے پاس قرض کی رقم کی مقدار کے مطابق کوئی چیز گروی رکھ دے۔

اس معاملہ میں اس بات کی پابندی ہوتی ہے کہ اگر خریدار کا خسارہ خریدی گئی چیز کی رقم کے ایک متعین تناسب تک پہنچ جائے تو اس معاہدے کی فروخت اور قرض وصول کرنے کا حق فریق ثالث کو ہوگا بشرطیکہ خریدار نے سامان کے نرخ میں ہونے والی کمی کے عوض رہن میں اضافہ نہ کیا ہو۔

مجلس کی رائے یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اسباب کی بناء پر خرید وفروخت کا یہ عمل شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔

اول: چونکہ خرید وفروخت کے اس عمل میں صریح سود کا عمل دخل ہے اور یہ سود قرض کی رقم میں زیادتی کی شکل میں پایا جارہا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "یا أیھا الذین آمنوا اتقوا

الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رؤوس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون" (بقرہ: ۲۷۸-۲۷۹) (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے، اگر تم مومن ہو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اعلان کرو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا، اگر تم توبہ کر لیتے ہو تو تمہارے لئے اصل مال ہی بہت ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے)۔

دوم: اس میں ایجنٹ خریدار سے شرط لگا دیتا ہے کہ اس کی خرید وفروخت اس کے ذریعہ ہوگی، اس میں قرض اور بیع جمع ہیں، تو یہ جمع اس قرض اور بیع کی مثل ہو جائے گی جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا یحل سلف وبیع" (ابوداؤد ۳/ ۳۸۴، ترمذی ۳/ ۵۲۶) (ایک معاملہ میں قرض اور بیع حلال نہیں ہیں)۔

اس طرح وہ اپنے قرض سے فائدہ اٹھانے والا قرار پائے گا، جب کہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر وہ قرض جس سے فائدہ اٹھایا جائے حرام سود میں شامل ہے۔

سوم: اس طرح کی خرید وفروخت کا عمل جو کہ عالمی بازاروں میں کیا جاتا ہے وہ اکثر ایسے معاملات پر مشتمل ہوتا ہے، جو شرعاً حرام ہیں۔

ان معاملات میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- خرید وفروخت کا عمل بونڈز کے ذریعہ کرنا، یہ سود کی ایک قسم ہے جس کو شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے، جس کی صراحت اکیڈمی نے جدہ میں اپنے چھٹے سمینار کے ساتھویں فیصلے میں کی ہے۔

۲- کمپنیوں کے شیئرز کی خرید وفروخت کرنا اس طور پر کہ حرام وحلال کی تمیز نہ کی جائے،

رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے چودہویں سمینار منعقدہ ۱۴۱۵ھ میں اس کی وضاحت کی کہ کمپنیوں کے وہ شیئرز جو بنیادی طور پر حرام ہوں یا جن کے بعض معاملات میں سود کی آمیزش ہو، حرام ہیں۔

۳۔ کرنسی کی خرید وفروخت جو کہ اکثر اس طور پر کی جاتی ہے کہ خریدار کا اس پر شرعی قبضہ نہیں ہوتا اور تصرف کی اجازت مل جاتی ہے۔

۴۔ عقد خیار یا عقد مستقبلی کے ذریعہ تجارت کرنا، جدہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی نے چھٹے سمینار کے فیصلہ نمبر ۶۳ میں اس کی وضاحت کی ہے کہ عقد خیار شرعاً نا جائز ہے، کیونکہ جس چیز کے اوپر معاہدہ کیا گیا ہے نہ تو وہ مال ہے نہ فائدہ، نہ ایسا مالی حق جس کی قیمت لینا جائز ہو۔ یہی معاملہ عقود مستقبلیات کا ہے جو کہ تجارتی منڈیوں کے اتار چڑھاؤ پر منحصر ہوتے ہیں۔

۵۔ بعض حالات میں فریق ثالث ایسی اشیاء کو فروخت کر دیتا ہے جس کا وہ مالک بھی نہیں ہوتا، اس طرح کی خرید وفروخت شریعت کی رو سے حرام ہے۔

چہارم: چونکہ خرید وفروخت کے اس عمل میں فریقین کو معاشی نقصان ہوتا ہے، خاص طور سے سرمایہ دار کو اور معاشرے کی اقتصادیات بھی عام طور پر اس سے متاثر ہوتی ہے، کیونکہ اس طرح کی خرید وفروخت کے معاملات میں قرضوں میں ڈھیل دی جاتی ہے اور اندازوں اور تخمینوں کے ذریعہ خرید وفروخت ہوتی ہے۔

نیز یہ کہ اس طرح کی خرید وفروخت دھوکہ دہی، دوسروں کو گمراہ کرنا، افواہوں کو پھیلانا، سامان روک لینا، بیچی جانے والی چیزوں کی تعریف کر کے بیچنے والے کا دفاع کرنا اور نرخوں کی قیمتوں میں بھاری اتار چڑھاؤ کرنا تا کہ راتوں رات مال دار بن جائیں، یہ تمام چیزیں اس صورت معاملہ کو "أكل المال بالباطل" (مال کو نا جائز طریقہ پر استعمال کرنا) کے خانے میں ڈالتی

ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس میں مال کو فائدہ مند اقتصادی سرگرمیوں سے نکال کر اسے غیر فائدہ مند تخمینوں اور اندازوں پر مشتمل معاشی سرگرمیوں کی طرف پھیرنا ہے جس سے کبھی کبھی سخت معاشی بحران پیدا ہوتا ہے اور معاشرے کو زبردست نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اکیڈمی مالیاتی اداروں سے یہ اپیل کرتی ہے کہ سرمایہ کاری کے ایسے طریقوں کو اپنائیں جو سود یا مشتبہات سے خالی ہوں اور اس کے کارکنوں کو معاشی نقصان کا خطرہ نہ ہو نیز عمومی اقتصادیات جیسے شرعی طریقوں پر اپنے پیسوں کو لگانے اور اس طرح کی دوسری قسمیں بھی متاثر نہ ہوں۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم ۔

دوسرا فیصلہ:

ایسے کارڈز کی خرید وفروخت جن کے خریدار کوان کے جاری کرنے والے کے علاوہ کی طرف سے سامان کی قیمت نیز دوسری خدمات میں رعایتیں دی جائیں

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه وبعد:

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی کو اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲/اپریل ۲۰۰۶ء میں جدہ کے تحفیظ قرآن کریم کی ایک رفاہی تنظیم کے صدر کے خط سے معلوم ہوا کہ اس تنظیم کی دلچسپی ایسے کارڈز جاری کرنے میں ہے جن کی تیاری، مارکٹنگ اور فروخت کرنے کا کام مارکٹنگ کے ادارے انجام دیں گے، تنظیم اور مارکٹنگ کی ایجنسی متعدد تجارتی مارکٹوں سے یہ معاملہ کرنے کے بعد کہ یہ مارکٹیں ایسے کارڈ ہولڈر کو اپنے زیر ملکیت سامانوں کی قیمتوں میں رعایت دیں گی، ان کارڈز کی فروخت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی رقوم کو آپس میں تقسیم کرلیں گی۔

اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور بحث ومباحثہ کے بعد اجلاس نے مندرجہ ذیل فیصلے کیے:

اول- ایسے کارڈز کا اجراء اور ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، جب کہ وہ ایسی قیمت کے مقابلے میں ہو جو قسطوں میں ادا کی جائے یا سالانہ شراکت کے نام پر ہو، اس لئے کہ

اس میں دھوکہ ہے۔ کارڈز خریدنے والا پیسے تو ادا کر چکا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اس کے بدلے میں اسے کتنا اور کیا ملے گا۔ نقصان لازمی اور فائدہ صرف خیالی ہے، حدیث میں ہے: "نهى النبى ﷺ عن بيع الغرر" (مسلم) (اللہ کے رسول ﷺ نے دھوکہ کی خرید وفروخت سے منع فرمایا)۔

دوم: اگر یہ کارڈز بلا قیمت ہوں (مفت) تو ان کا جاری کرنا اور خرید وفروخت شرعاً جائز ہے، اس وقت وہ وعدۂ عطیہ اور تحفہ میں شمار کیا جائے گا۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

تیسرا فیصلہ:

قرض میں کوئی فاسد شرط لگا کر قرض کو فسخ کرنا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه وبعد:

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں قرض میں کوئی فاسد شرط لگا کر قرض کو فسخ کرنے کے موضوع پر غور کیا، اجلاس کو اکیڈمی کے سولہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۵-۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء کے مندرجہ ذیل فیصلہ سے واقفیت حاصل ہوئی جس میں کہا گیا ہے:

دوم: دین کو فروخت کرنے کی ناجائز صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

الف دین کو مقروض کے ہاتھ اس کی مقدار سے زیادہ قیمت پر ادھار بیچنا، کیونکہ یہ ربا میں داخل ہے جو شرعاً ممنوع ہے، اسی کو قرض کی شیڈولنگ کہتے ہیں۔

مکمل تحقیق اور مقالات سننے اور ان تمام صورتوں پر غور وخوض کرنے کے بعد جو کہ تحقیق ومناقشہ میں ذکر کی جا چکی ہیں، اکیڈمی نے مندرجہ ذیل فیصلے صادر کیے:

ہر وہ قرض جو قرض دار پر قرض کے بوجھ کو بڑھا دے خواہ یہ بوجھ (زیادتی) تاجیل کے مقابلہ میں ہو یا پھر زیادتی کا ذریعہ بنے اسے فسخ الدین فی الدین میں شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں اور بھی کچھ صورتیں داخل ہوتی ہیں:

۱- قرض لینے اور دینے والے کے مابین اس طرح ہو کہ اس کی وجہ سے قرض دار پر

مزید قرض آجائے، پہلے قرض کی کل یا کچھ ادائیگی کرنے کی وجہ سے۔

مثلاً: قرض دار قرض دینے والے سے کوئی سامان مؤجل قیمت کے ساتھ خریدتا ہے اور پھر اس سامان کو فوری قیمت میں بیچ دیتا ہے تا کہ قرض کا کل یا کچھ حصہ ادا کر سکے۔

مذکورہ بالا بیع جائز نہیں ہے جب تک کہ نیا قرض اس لئے لیا جائے تا کہ اس سے پہلا قرض پورا کیا جا سکے کسی شرط کے ساتھ خواہ فریقین راضی ہوں اور معاشرہ میں یہ بیع رائج ہو۔

یہی مسئلہ ہوگا خواہ قرض دار فقیر ہو یا تنگ حال ہو اور اس صورت میں بھی مسئلہ یہی رہے گا جب کہ پہلا قرض فوری دینے کے وعدہ سے لیا گیا ہو یا موجل ہو، جس کے ذریعہ جلد سے جلد نئے قرض کی ادائیگی مقصود ہو۔ عدم جواز کی صورت برقرار رہے گی اگر چہ دائن اور مدین (قرض دینے اور لینے والا) نے دوران عقد اول (قرض کا عقد) اس پر اتفاق کرلیا ہو یا پھر بعد میں۔ مسئلہ برابر ہے (عدم جواز) خواہ دائن کی مانگ پر ہو یا پھر مدیون کی اور یہ بھی عدم جواز کی صورتوں میں سے ہی ہے کہ مذکورہ معاملہ قرض دار اور دائن (قرض دینے والا) کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہو، اگر اس کا انتظام خود دائن کی طرف سے ہو یا اس کی طرف سے قرض دار کے لئے قرض کی ادائیگی کی ضمانت ہو۔

۲- قرض دار کا قرض دینے والے سے اس سامان کو بیچنا جس کے اوصاف معلوم ہوں اور جو جنس دین (قرض) سے نہ ہو اور جس کی ادائیگی اس کے ذمہ میں اس مدت تک کے لئے موخر ہو جو کہ قرض کے بالمقابل ہے، لہذا جب یہ سامان دین کی جنس سے ہو تو بدرجہ اولی یہ بیع ناجائز ہوگی۔

۳- دائن کا اپنے قرض کو کسی ایسے منافع سے بیچنا جس کے اوصاف معلوم ہوں اور جس کی ادائیگی مقروض کے ذمہ میں ہو خواہ قرض واجب الاداء ہو یا مؤجل۔

۴-دائن کا قرض دار سے دین سلم کو دین مؤجل کے عوض بیچنا جب کہ اس کی ادائیگی کی

مدت آ گئی ہو یا اس سے پہلے خواہ یہ قرض نقد ہو یا سامان کی صورت میں ہو، اگر مجلس عقد میں قبضہ ہو جاتا ہے تو بیع جائز ہے، ممنوع بیوع میں یہ صورت بھی داخل ہوتی ہے کہ دین سلم کو کسی نئے عقد سلم (بیع سلم) میں رأس المال (اصل مال) بنایا جائے۔

۵- قرض دینے والا عقد سلم میں مسلم الیہ کو (جس کے ساتھ عقد سلم ہوا ہے) ثمن مؤجل کے عوض مسلم فیہ (جس چیز میں عقد سلم ہوا ہے) جیسا سامان بطور مرابحہ ایسی قیمت میں ادھار بیچ دے جو مسلم فیہ سامان کی قیمت سے زیادہ ہو، اس شرط پر کہ مسلم الیہ قرض دینے والے کو وہ سامان دے دے جو قرض دینے والے نے دین سلم کی ادائیگی کے لئے اس کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وسلم.

چوتھا فیصلہ:

عقد نکاح کو خلع کے ذریعہ ختم کرنے کا عورت کا حق

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه وبعد:

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں عورت کے عقد نکاح کو خلع کے ذریعہ ختم کرنے کے حق کے بارے میں غور وخوض کیا۔

سیر حاصل بحث ومباحثہ کے بعد حسب ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: خلع: عورت کا عقد زواج کو کسی عوض کے بدلے میں ختم کرنا ہے، یہ مباح ہے۔ شوہر کے حق میں بہتر ہے کہ اس سے عورت کے مطالبہ کے متعلق پوچھا جائے، کوئی ایسی چیز تو نہیں پائی جاتی جس سے پتہ چلے کہ شوہر اس پر ظلم کر رہا ہے یا شرعی طور پر وہ احکامات زوجیت کی ادائیگی میں کمی کر رہا ہے یا یہ کہ عورت اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی ہے یا عورت کو اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ رہ کر اس کے حقوق ادا نہیں کر سکے گی۔

دوم: زوجین پر دستور کے مطابق معاشرت اور تعلق زوجیت کی پاسداری واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**وعاشروهن بالمعروف فإن كرهتموهن فعسى أن تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيراً كثيراً**" (ان کے ساتھ (بیویوں) دستور کے مطابق برتاؤ کرو اور اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے تم ایسی چیز کو ناپسند کرتے ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بھلائیاں رکھ رکھی ہوں)۔

عورت کے لئے کسی بھی طرح جائز نہیں کہ بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے، حدیث میں ہے: "أیما امرأۃ سألت زوجها طلاقاً في غیر ما بأس فحرام علیها رائحة الجنة" (ابوداؤد، ابن ماجہ) (اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی عورت بے وجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے)۔

سوم: شوہر کے لئے حرام ہے کہ وہ عورت کو خلع حاصل کرنے سے روکے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن إلا أن یأتین بفاحشة مبینـــة" (ان پر تنگی نہ کرو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا تھا بطور فدیہ لے کر انہیں الگ کر دو، سوائے اس کے کہ وہ واضح بے حیائی کے ساتھ آئیں)۔

ایسی صورت میں عورت کے لئے مباح ہے کہ وہ اس سے خلع طلب کرے۔

چہارم: عورت کے لئے ضروری ہے کہ ایسے شخص سے خلع کا مطالبہ کرے جو شرعاً اس کا شوہر ہونے کا اہل نہ ہو، جیسے اس صورت میں جب کہ شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں پھر انکار کر رہا ہو اور طلاق کا کوئی گواہ نہ ہو یا پھر اس نے کوئی ایسی بات کہی ہو یا کوئی ایسا عمل کیا ہو جس کا وہ انکار کر رہا ہو اور بیوی قاضی کے سامنے اس کا اثبات نہ کر سکے۔

پنجم: قاضی محض عورت کے مطالبہ پر شوہر کو جدائی اور معاوضہ قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا، بلکہ وہ دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے گا اور اس کے لئے دو ثالث بھیجے گا، اگر دونوں ثالث اتفاق نہ کریں اور صلح مشکل ہو جائے اور قاضی کے سامنے خلع ناگزیر ہو جائے تو شوہر کو علاحدگی کا حکم دے گا۔ اگر شوہر انکار کرے تو قاضی بہ عوض یا بلا عوض جس طرح بہتر سمجھے گا جدائی کرائے گا۔

ششم: اگر خلع ہو جائے تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور اس صورت میں عقد اول کے تقاضے سے شوہر کو حق مراجعت حاصل نہیں رہے گا اور عورت پر عدت لازم آئے گی۔

وصلی الله علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه وسلم۔

پانچواں فیصلہ:

نکاح کی نئی صورتیں

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه وبعد:

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں نکاح کی بعض نئی صورتوں پر غور وخوض کیا۔

بحث ومناقشہ کے بعد حسب ذیل فیصلے کئے گئے:

اکیڈمی نے واضح کیا کہ نکاح کی نئی صورتوں کا اگر چہ ان کے نام اور اوصاف مختلف ہی کیوں نہ ہوں، شرعی ضوابط وقواعد کے ماتحت ہونا، ان میں تمام ارکان وشرائط کا پایا جانا اور موانع سے خالی ہونا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں لوگوں نے نکاح کی بعض نئی صورتیں رائج کردی ہیں جن کے احکامات حسب ذیل ہیں:

۱- عقد نکاح کی ایک صورت وہ ہوتی ہے جس میں عورت گھر، نان ونفقہ اور اپنی باری سے یا ان میں سے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو جاتی ہے کہ شوہر اس کے پاس رات یا دن میں کسی بھی وقت اس کے گھر آسکتا ہے، عقد نکاح اس شرط پر ہوتا ہے کہ عورت اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہی رہے گی، پھر میاں بیوی جب چاہیں بیوی کے گھر میں یا پھر کہیں اور مل سکتے ہیں۔ اس صورت میں میاں بیوی کی نہ کوئی رہائش ہوتی ہے اور نہ بیوی کا نفقہ لازم ہوتا ہے۔

مذکورہ دونوں یا ان جیسے دیگر عقود نکاح صحیح ہیں بشرطیکہ وہ موانع سے خالی اور تمام ارکان وشرائط عقد کے ساتھ ہوں، لیکن شریعت میں انہیں بہتر نہیں سمجھا گیا ہے۔

۲- بچے کی پیدائش کے ساتھ مشروط نکاح موقت میں تمام ارکان وشرائط پائے جاتے ہیں سوائے اس کے کہ عاقدین میں سے کسی ایک کی طرف سے یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر عورت نے بچہ جنا تو زوجین کے درمیان رشتہ نکاح باقی نہیں رہے گا یا شوہر بیوی کو طلاق دے دے گا۔ ایسا عقد فاسد ہے چونکہ اس میں متعہ کے معنی پائے جاتے ہیں، اس لئے کہ مدت متعین کرنا جیسے کہ ایک مہینہ یا مجہول مدت متعین کرنا جیسے کہ بچہ جننے کی شرط اسے متعہ کے زمرہ میں شامل کر دیتا ہے اور نکاح متعہ کی حرمت پر اجماع ہے۔

۳- طلاق کی نیت سے شادی مثلاً وہ شادی جس میں سارے ہی شرائط وارکان موجود ہوں لیکن شوہر اپنے دل میں پہلے سے یہ سوچ لے کہ ایک متعین مدت مثلاً دس دن کے بعد طلاق دے دے گا، یا ایک غیر متعین مدت جیسے شادی کو اپنی تعلیم مکمل ہونے تک یا اپنے کسی مقصد کے حصول تک ملتوی کر دے۔ اکیڈمی اس طرح کے نکاح کو ممنوع قرار دیتی ہے اگرچہ علماء کی ایک جماعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ اس میں دھوکہ وفریب ہے۔ اگر عورت یا اس کے ولی کو اس دھوکہ کا علم ہو جائے تو وہ ہرگز اس عقد پر راضی نہیں ہوں گے۔ علاوہ ازیں اس میں بہت سے مفاسد اور سنگین نقصانات ہیں جو مسلمانوں کی رسوائی کا باعث ہیں۔

وصلى الله على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم۔

چھٹا فیصلہ:

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه وبعد:

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں حسب ذیل مسئلہ پر غور کیا: قبل از ولادت رحم مادر ہی میں بچہ کا بحیثیت لڑکا ولڑکی انتخاب۔ ڈاکٹرز بتاتے ہیں کہ اس کارروائی کے ذریعہ کروموزومز کا ایک جوڑا ایک متعین طریقہ سے باہم ملے تو اس سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح ایک دوسرے متعین طریقہ سے کروموزومز کے ایک جوڑے کے باہم ملنے سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ پر بحث ومباحثہ اور تحقیق ومناقشات کو سننے کے بعد اکیڈمی نے اس مسئلہ سے متعلق فیصلہ کو ملتوی کر دیا تا کہ آئندہ سمینار میں اس کو پوری تحقیق و بحث کے بعد پیش کیا جا سکے۔

نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا بیان جسے بعض مغربی اخباروں نے شائع کیا

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه وبعد:

اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۰-۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸-۱۲ اپریل ۲۰۰۶ء میں بڑے ہی افسوس کے ساتھ ان اہانت آمیز کارٹونوں کا جائزہ لیا جن کو شائع کرنے کی جسارت ڈنمارک کے جولانڈس پوسٹن نامی ایک اخبار نے کی تھی، جنہیں یورپ کے بعض اخبارات اور دیگر عالمی اخباروں نے شائع کیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی فرضی اور اہانت آمیز تصویروں پر مبنی تھے، اس میں آپ ﷺ کا استہزاء کیا گیا تھا اور ان پر برے جملے کسے گئے تھے، اس کا مقصد نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر کیچڑ اچھالنا تھا، یہ ساری باتیں ان کے اندر کے بغض کو ظاہر کرتی ہیں اور اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت کو گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کی بلند تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ رہی ہے اور ان کے احساسات مجروح ہو رہے ہیں، یہ دنیا کے تمام ممالک کے مسلمانوں سے نہایت ہی اہانت آمیز دشمنی ہے، یہ اس پاکیزہ شخصیت پر جس پر مسلمان اپنی جان و مال فدا کرتے ہیں، ظلم و زیادتی کر کے مسلمانوں کی شبیہ خراب کر رہے ہیں اور بین الاقوامی عہد و پیمان کو پس پشت ڈال رہے

ہیں اورانسانی قدرومنزلت سے غفلت برت رہے ہیں جن کی رو سے ان کا یہ عمل انتہائی ناپسندیدہ اورقابل نفرت ہے۔

لہذا یہ اجلاس اس افسوس ناک ظلم اورزیادتی کی سخت مذمت کرتا ہے جس کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کی اوران کے دین کی اہانت کی جارہی ہے، اسلامی فقہ اکیڈمی کا یہ سمینار اس کی سخت مذمت کرتا ہے اوراس کوانجام دینے والوں اوراس کی اشاعت میں مدد کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ چونکہ اس عمل کی وجہ سے ان کے ملکوں میں اور عالم اسلامی میں عظیم بحران کی صورت حال پیدا ہوگئی ہے، لہذا وہ اپنے عمل سے رجوع کا اعلان کریں اور امت اسلامیہ سے اپنے اس شرمناک عمل کے لئے معذرت کریں، سمینار مختلف لوگوں، جماعتوں، گروہوں، مجلسوں، کونسلوں اورحکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کوادا کرنے کے لئے حسب قدرت وموقع متحد ہوجائیں تا کہ وہ آئندہ اس طرح کی زیادتیوں کو روک سکیں اور ایسا کرنے والوں کی گرفت کرسکیں۔

نبی کریم ﷺ کی اس قسم کی توہین ایک منظّم سازش کا حصہ ہے، جس کے ذریعہ دشمن ہمارے دین پرحملہ کرتے ہیں، اس لئے امت اسلامیہ کے افراد کو چاہئے کہ وہ بیدار ہوں اوراس سے بچنے کی ہر راہ اختیار کریں اور اس کوشش میں ایک دوسرے کی مدد کریں، دوسری جانب داعیوں اور علماء پر فرض ہے کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں ان بیہودہ حملوں کے خطرات کے متعلق مومنوں کو آگاہ کرنے میں صرف کریں، امت مسلمہ پوری قوت کے ساتھ اس چیز کی مدافعت کرے اور جماعتوں وحکومتوں سے ملنے والے ہر ممکن وسائل کا استعمال توہین کرنے والوں کی گرفت اوراس شخص کی تردید میں استعمال کرے جس کا غلیظ نفس اس امت کے مقدسات کے ساتھ کھلواڑ کو اچھا دکھاتا ہے، اس ضمن میں ضروری ہے کہ ایک عالمی عہدو پیان کی تشکیل کی جائے جس کے تحت اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی توہین کرنے والوں کو مجرم ٹھہرایا جاسکے اور ایسی

کارروائیاں کی جائیں جن کے ذریعہ ان کے مقدسات کی حفاظت ونگہداشت ممکن ہو سکے اور ہر اس شخص کو جو ایسا گناہ اور زیادتی کرے اس کی سزا مل سکے، اظہار خیال کی آزادی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی آڑ میں دوسروں کی توہین اور دوسروں پر زیادتی کی اجازت نہ دی جائے۔

اجلاس اس بات کو نظر انداز نہیں کرسکتا کہ دباؤ کے جو طریقے اور تدابیر امت مسلمہ اختیار کرے وہ دین حنیف اور اس دین کی اخلاقیات کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوں، کیونکہ ارشاد باری ہے: "ولا يجرمنكم شنآن قوم على أن لا تعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوى"۔

اخیر میں اسلامی فقہ اکیڈمی کا یہ اجلاس ان تمام افراد، جماعتوں، اداروں، مجلسوں، محفلوں اور گروہوں کی تعریف کرتا ہے جنہوں نے اپنے بیانات اور مختلف کوششوں کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کے واسطے اپنی دینی غیرت کا اظہار کیا اور رابطہ عالم اسلامی کی کوششوں کی تعریف کرتا ہے جس نے اس عظیم حادثے سے متعلق بیانات اور کارروائیوں کو شائع کیا، ساتھ ہی اجلاس رابطہ عالم اسلامی سے اس بات کی اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلام سے متعلق کوششوں کو منظم کرے اور مختلف حلقوں سے رابطہ رکھے، اجلاس ان دیگر ممالک کی حکومتوں، تنظیموں اور اداروں کو بنظر استحسان دیکھتا ہے جو اس مسئلہ میں اور اس کی تردید میں ممالک اسلامیہ کے ساتھ صف بصف کھڑے ہوئے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اس امت کی پریشانیوں کو دور کرے، دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرمائے اور ان کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه، وسلم۔

حروف تہجی کے اعتبار سے فیصلوں کے موضوعات کی فہرست

اجتہاد	اجتہاد	س۸	ف۳	۱۴۰۵ھ	۲۱۰
استبدال	اعداد کے عربی رسم الخط کو یورپی رسم الخط میں بدلنے کا عدم جواز	س۷	ف۳	۱۴۰۴ھ	۱۷۷
استفادہ	زکاۃ کے مال سے یورپی ممالک میں مدارس اور اسپتالوں کی تعمیر	س۹	ف۵	۱۴۰۶ھ	۲۴۳
افتراءات (بہتان تراشی)	بدنام زمانہ سلمان رشدی کی کتاب، اس کی بدگوئی اور اسلامی عقائد وشخصیات پر اس کا حملہ	س۱۱	ف۲	۱۴۰۹ھ	۳۰۶
انتخاب	اسلامی فقہ اکیڈمی کی مجلس کے صدر کا انتخاب	س۶	ف۱	۱۴۰۳ھ	۱۵۱
انتخابات	انتخابات میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت	س۱۶	ف۵	۱۴۲۲ھ	۴۰۴
بحث (مقالہ)	ام الخبائث کا پھیلاؤ، مرض اور علاج کے موضوع پر محمود شیت خطاب کا مقالہ	س۴	ف۴	۱۴۰۱ھ	۹۸
بحوث (مقالات)	اکیڈمی میں پیش کردہ مقالات کی طباعت	س۲	ف۳	۱۳۹۹ھ	۸۰
برمجہ (پروگرامنگ)	قرآن کریم اور اس سے متعلق معلومات کی کمپیوٹر پروگرامنگ کا حکم	س۹	ف۲	۱۴۰۶ھ	۲۳۱
البصمہ (جنیٹک نشان)	جنیٹک نشان اور اس سے استفادہ	س۱۵	ف۲	۱۴۱۹ھ	۳۷۸

(البصمہ) (جنیٹک نشان)	جنیٹک نشان او راس سے استفادہ کے مواقع	س۱۶	ف۷	۱۴۲۲ھ	۴۱۰
البھائیہ (بہائیت)	بہائیت اوراس سے وابستگی کا حکم	س۱	ف۴	۱۳۹۸ھ	۵۰
بورصہ (اسٹاک ایکسچینج)	اسٹاک ایکسچینج کا حکم	س۷	ف۱	۱۴۰۴ھ	۱۶۷
بیع (فروختگی)	تورق کی بیع	س۱۵	ف۵	۱۴۱۹ھ	۳۸۴
,,	دَین کی بیع	س۱۶	ف۱	۱۴۲۲ھ	۳۹۱
تالیف	مولفین کے حقوق تالیف	س۹	ف۴	۱۴۰۶ھ	۲۳۸
تامین (انشورنس)	انشورنس اوراس کی مختلف صورتیں	س۱	ف۵	۱۳۹۸ھ	۵۴
تحدید نسل (ضبط تولید)	خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم	س۳	ف۱	۱۴۰۰ھ	۸۵
التحویل الجنسی (تبدیلی جنس)	تبدیلی جنس کا مسئلہ	س۱۱	ف۶	۱۴۰۹ھ	۳۲۰
ترویج	''شیخ شعراوی کے نام ایک کھلا خط'' کے عنوان سے اسلام مخالف کیسٹوں کی ترویج	س۶	ف۵	۱۴۰۳ھ	۱۶۱
تشریح (پوسٹ مارٹم)	لاش کا پوسٹ مارٹم	س۱۰	ف۱	۱۴۰۸ھ	۲۶۱

تصویر	نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام کی تصاویر بنانے کی مذمت	س۸	ف۶	۱۴۰۵ھ	۲۲۱
نفاذ	عرب اور اسلامی ممالک کے حکام سے نفاذ شریعت کی اپیل	س۲	ف۲	۱۳۹۹ھ	۷۴
تطلیق (طلاق دلوانا)	مسلمانوں کی جن بیویوں نے غیر اسلامی عدالتوں سے طلاق حاصل کی ہو ان کو اسلامی مراکز وغیرہ سے طلاق دلوانے کا جواز	س۱۶	ف۲	۱۴۲۲ھ	۳۹۵
تفسیر	سورہ اخلاص کی غلط تفسیر	س۶	ف۲	۱۴۰۳ھ	۱۵۳
تلبیس	انڈونیشیا وغیرہ میں حق وباطل کی تلبیس کے مظاہر	س۶	ف۳	۱۴۰۳ھ	۱۵۷
تلقیح (مصنوعی بارآوری)	مصنوعی بارآوری اور ٹسٹ ٹیوب بے بی کا حکم	س۵	ف۴	۱۴۰۲ھ	۱۳۰
تلقیح (مصنوعی بارآوری)	مصنوعی بارآوری اور ٹسٹ ٹیوب بے بی کا حکم	س۷	ف۵	۱۴۰۴ھ	۱۸۶
تلقیح (مصنوعی بارآوری)	مصنوعی بارآوری اور ٹسٹ ٹیوب بے بی کا حکم	س۸	ف۲	۱۴۰۵ھ	۲۰۱
تلقیح (مصنوعی بارآوری)	زوجین کے درمیان مصنوعی بارآوری	س۱۲	ف۳	۱۴۱۰ھ	۳۳۳
تنضیض (نقد قیمت بنانا)	تنضیض حکمی (حکماً نقد قیمت بنانا)	س۱۶	ف۴	۱۴۲۲ھ	۴۰۰
تورق	تورق کی بیع کا حکم	س۱۵	ف۵	۱۴۱۹ھ	۳۸۴

خمر (شراب)	ام الخبائث (شراب) کا پھیلاؤ، مرض اور علاج کے موضوع پر محمود شیت خطاب کا مقالہ	س۴	ف۴	۱۴۰۱ھ	۹۸
دفن	لکڑی کے تابوت میں مسلمانوں کی تدفین	س۸	ف۵	۱۴۰۵ھ	۲۱۹
الدوطۃ (جہیز)	ہندوستان میں جہیز کا رواج	س۷	ف۴	۱۴۰۴ھ	۱۸۱
الدین (قرض)	دین کی فروخت	س۱۵	ف۴	۱۴۱۹ھ	۳۸۲
ذکاۃ (ذبح)	بجلی کے شاک سے ماکول اللحم جانوروں کا ذبح	س۱۰	ف۴	۱۴۰۸ھ	۲۷۱
رجم (سنگسار کرنا)	اسلام میں سنگساری کی سزا	س۴	ف۵	۱۴۰۱ھ	۱۰۱
رسم	مصحف عثمانی کے رسم الخط میں تبدیلی کا حکم	س۷	ف۲	۱۴۰۴ھ	۱۷۴
زکاۃ	پاکستان میں زکاۃ وعشر کی جمع وتقسیم	س۸	ف۴	۱۴۰۵ھ	۲۱۵
زکاۃ	غیر منقولہ چیزوں کے کرایہ پر زکاۃ	س۱۱	ف۱	۱۴۰۹ھ	۳۰۳
زکاۃ	اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری	س۱۵	ف۶	۱۴۱۹ھ	۳۸۷
زواج (شادی)	مسلمان عورت کے ساتھ کافر مرد اور کافر عورت کے ساتھ مسلمان مرد کی شادی کا حکم	س۴	ف۳	۱۴۰۱ھ	۹۵

اسہم (حصہ)	زکاۃ میں مجاہدین کے حصہ کو ان کی صحت وتربیت اور ذرائع ابلاغ سے متعلق پروجیکٹوں میں صرف کرنا	س ۹	ف ۷	۱۴۰۶ھ	۲۵۳
شرکات (کمپنی)	مضارب اور انتظامی کونسل پر خسارہ کی ذمہ داری کا دائرہ	س ۱۴	ف ۶	۱۴۱۵ھ	۳۶۳
الشیک (چیک)	بینکوں میں نقود کے بالتحویل صرف میں چیک کا قبضہ کے قائم مقام ہونا	س ۱۱	ف ۷	۱۴۰۹ھ	۳۲۳
الشیوعیہ (کمیونزم)	کمیونزم اور اس سے وابستگی کا حکم	س ۱	ف ۲	۱۳۹۸ھ	
صدقات	کیا کسی متعین مصرف کے لئے جمع شدہ چندوں سے ان کے جمع ونظم کرنے والے اور مستحقین تک پہنچانے والے عملہ کی تنخواہیں دی جاسکتی ہیں؟ اور کیا کسی خاص مصرف ومد کے لئے کئے گئے چندوں کو ہنگامی حالات میں اس خاص مد کے بجائے دوسرے مد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟	س ۱۰	ف ۷	۱۴۰۸ھ	۲۸۰
صرف (کرنسی کا کرنسی سے تبادلہ)	بینک میں جمع کرنسی سے دوسری کرنسی تبدیل کرنے والے کا بینک کے رجسٹر میں اندراج پر اکتفا کرنا	س ۱۱	ف ۷	۱۴۰۹ھ	۳۲۳
صندوق (فنڈ)	یورپی ممالک میں زکاۃ فنڈ کا قیام	س ۹	ف ۵	۱۴۰۶ھ	۲۴۳

طبع بحث (اشاعت مقالہ)	اسلام اور اجتماعی جنگ کے موضوع پر میجر جنرل محمود شیت خطاب کے مقالہ کی اشاعت	س ۴	ف ۲	۱۴۰۱ھ	۹۳
ظروف طاریہ (ہنگامی حالات)	ہنگامی حالات کا حقوق اور عقد کے ذریعہ عائد شدہ ذمہ داریوں پر اثر	س ۵	ف ۷	۱۴۰۲ھ	۱۳۹
عقود	ہنگامی حالات کا حقوق اور عقد کے ذریعہ عائد شدہ ذمہ داریوں پر اثر	س ۵	ف ۷	۱۴۰۲ھ	۱۳۹
عقیدہ	رشاد خلیفہ کا کفر	س ۱۱	ف ۴	۱۴۰۹ھ	۳۱۲
علاج	شوہر کا اپنی مرگی زدہ بیوی کو یہ کہہ کر علاج کرانے سے روکنا کہ اس پر جن کا اثر ہے یا یہ کہ اس کے لئے تجویز کی گئی دواؤں میں بعض منشیات کی آمیزش ہے	س ۱۲	ف ۲	۱۴۱۰ھ	۳۳۱
العملہ (نوٹ)	کرنسی نوٹ کا حکم	س ۵	ف ۶	۱۴۰۲ھ	۱۳۵
العورۃ (ستر عورت)	دوران علاج ستر کھولنے کا ضابطہ	س ۱۴	ف ۸	۱۴۱۵ھ	۳۶۹
غرامہ (جرمانہ)	مقررہ مدت کے اندر قرض کی ادائیگی میں تاخیر پر کیا بنک مقروض پر مالی جرمانہ عائد کرسکتا ہے	س ۱۱	ف ۸	۱۴۰۹ھ	۳۲۵
فلسطین	مسئلہ فلسطین پر عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے اپیل	س ۱۰	ف ۱۲	۱۴۰۸ھ	۲۹۸

مسجلات (کیسٹ)	مساجد میں نمازوں کے لئے کیسٹ کے ذریعہ اذان کا حکم	س۹	ف۱	۱۴۰۶ھ	۲۲۷
المسعی (سعی کی جگہ)	سعودی حکومت کی طرف سے توسیع کے بعد مقام سعی کا سابق حکم باقی رہے گا یا اس کا شمار مسجد کے حکم میں ہوگا	س۱۴	ف۳	۱۴۱۵ھ	۳۵۴
مشارکہ (شرکت)	انتخابات میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت	س۱۶	ف۵	۱۴۲۲ھ	۴۰۴
المشیمہ (جھلی)	رحم کی جھلی سے انتفاع	س۱۳	ف۲	۱۴۱۲ھ	۳۴۱
مراکز	مسلمانوں کی بیویوں کو صحیح طلاق دلوانے کے لئے اسلامی مراکز اور اداروں کے قیام کا جواز	س۱۶	ف۲	۱۴۲۲ھ	۳۹۵
مصارف (بینک)	بینکوں کے بارے میں شریعت اسلامی کا موقف	س۱۰	ف۵	۱۴۰۸ھ	۲۷۴
مصارف (بینک)	اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کے حسابات کی حفاظت	س۱۶	ف۳	۱۴۲۲	۳۹۷
مصحف (قرآن کریم)	ہوٹلوں کے کمروں میں قرآن کریم کے نسخوں کی تقسیم	س۶	ف۶	۱۴۰۳ھ	۱۶۳
مصرف (بینک)	کیا بنک یا کمپنی کا اپنے کسی ایجنٹ کی درخواست پر اس کے لئے مستقبل کی خریداری کے عمل کو ترتیب دینا جائز ہوگا	س۱۳	ف۱	۱۴۱۲ھ	۳۳۹

مکبر (لاؤڈاسپیکر)	اذان،عیدین اور جمعہ کے خطبہ میں لاؤڈاسپیکر کا استعمال	س۵	ف۵	۱۴۰۲ھ	۱۳۲
الملاکمہ (باکسنگ)	باکسنگ،فری اسٹائل فائٹنگ اور بیل کے ساتھ کشتی کا حکم	س۱۰	ف۳	۱۴۰۸ھ	۲۶۷
المواعدہ (وعدہ کرنا)	ایک کرنسی کا دوسری کرنسی سے تبادلہ کا وعدہ	س۱۳	ف۱	۱۴۱۲ھ	۳۳۹
مواقیت (اوقات)	بلند عرض البلد پر واقع علاقوں میں نماز اور روزے کے اوقات	س۹	ف۶	۱۴۰۶ھ	۲۴۷
النجاشی	نجاشی کے قبول اسلام اور اس سلسلہ میں اسلامی مراجع پر اعتماد سے متعلق ایک مقالہ	س۶	ف۴	۱۴۰۳ھ	۱۵۹
نقل الدم والرضاع (خون چڑھانا اور دودھ پلانا)	دو سال سے کم عمر کے بچہ کو کسی عورت کا خون چڑھانے سے حکم رضاعت کا ثبوت نیز خون کے معاوضہ کا حکم	س۱۱	ف۳	۱۴۰۹ھ	۳۱۰
نکاح	مسلمان عورت کے ساتھ کافر مرد اور کافر عورت کے ساتھ مسلمان مرد کی شادی کا حکم	س۴	ف۳	۱۴۰۰ھ	۹۵
نکاح	ہندوستان میں جہیز کا عام رواج	س۷	ف۴	۱۴۰۴ھ	۱۸۱
ہلال (چاند)	رویت ہلال میں وحدت یا عدم وحدت	س۴	ف۷	۱۴۰۱ھ	۱۱۲

ہلال (چاند)	رویت ہلال سے متعلق علماء، حکام اور قضاۃ کے نام شیخ عبداللہ بن زید آل محمود کا خط	س ۴	ف ٦	۱۴۰۱ھ	۱۰۳
ہلال (چاند)	چاند کے ثبوت کے لئے رویت پر عمل، نہ کہ فلکی حساب پر	س ۴	ف ۱	۱۴۰۱ھ	۹۱
الہندسۃ الوراثیۃ (جنیٹک انجینئرنگ)	جنیٹنگ انجینیر نگ سے مسلمانوں کا استفادہ کرنا	س ۱۵	ف ۱	۱۴۱۹ھ	۳۷۵
وجودیہ	مذہب وجودیہ	س ۲	ف ۱	۱۳۹۹ھ	۱۰
وقف	وقف کی آمدنی کا مصرف	س ۱۰	ف ۱۱	۱۴۰۸ھ	۳۱٦
الولی	خاندان کے سرپرستوں پر ان کے ماتحت وزیر نگرانی اشخاص اور ان کے تصرفات کی ذمہ داری	س ۱۴	ف ۱	۱۴۱۵ھ	۳۴۷
الیانصیب (لاٹری)	لاٹری کا حکم	س ۱۴	ف ۷	۱۴۱۵ھ	۳۲٦
یمین (قسم)	عدالت میں حلف اٹھاتے وقت توریت یا انجیل یا ان دونوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم	س ۵	ف ۱	۱۴۰۲ھ	۱۱۷